گُلہائے عقیدت بحضور خالُ المؤمنین، صحابئ رحمۃ للعالمین،
أول ملوکُ المسلمین، خلیفۃُ المؤمنین، فاتحِ عرب وعجم

(أحوال، آثار، مناقب)

تحریر و تحقیق افتخار احمد حافظ قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلاۃ و السلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
وعلی آلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ انا خَاتَمُ النبيين لانبي بعدي

(رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا)

قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ الحق مع علي حيث دار

(رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے وہ جہاں بھی جائیں)

دَعَا رَسولُ الله ﷺ لمعاوية رضی اللہ عنہ ''اللهم اهده واهد به''

رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی ''اے اللہ! ان کو ہدایت عطا فرما اور ان کے واسطے سے دوسروں کو بھی ہدایت عطا فرما''

کسری العرب
سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ
(احوال، آثار، مناقب)

لکھتا ہوں آج مدحت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی
دل میں ہے میرے الفت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی

تحریر و تحقیق
افتخار احمد حافظ قادری

❀ نام کتاب : **کسری العرب ، سیدنا معاویۃ** رضی اللہ عنہ

❀ تحریر و تحقیق : افتخار احمد حافظ قادری

❀ تاریخ اشاعت : عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک موقع پر
ربیع الاول 1442ھ ، اکتوبر 2020ء

❀ تعداد اشاعت : محدود نسخہ جات

❀ ہدیہ کتاب : **دُعا برائے حُسنِ ختام و بخشش و مغفرت بحق**
افتخار احمد حافظ قادری اور اُس کے والدین کریمین

❀ اُجرتِ کتاب : نہ ہے ذہن میں سیم و زر کا خیال
نہ ہوں میں طلب گارِ مال و منال

❀ برائے ایصال ثواب : جمیع اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

❀ ایڈریس : بغدادی ہاؤس، مکان نمبر 6-999/A، گلی نمبر 9
افشاں کالونی، راولپنڈی کینٹ، پاکستان۔

حضرات گرامی!
اس کتاب پر کوئی بھی رائے قائم کرنے سے پہلے خدارا
غیر جانبدار ہو کر اِسے ایک بار ضرور مکمل پڑھ لیں۔ شکریہ

روشن چراغ

افتخار احمد حافظ قادری نے حضرت اُمیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر قلم اٹھایا ہے لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ انہوں نے اپنے حصے کا چراغ روشن کر دیا ہے، نہ کسی کے اعتراضات کا جواب دیا ہے اور نہ ہی کسی پر اعتراض کیا ہے کیونکہ اہل عشق و محبت حضرات کا یہی شیوہ ہے۔

مستند حوالہ جات سے مزین کتاب ہذا لائق مطالعہ ہے۔

صد ہزاروں رحمتیں ہوں اُن رضی اللہ عنہ کے مرقد پر مدام
جن کی جملہ خدمتیں بس ہیں قبولِ کردگار

اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کی اِس کاوش کو اپنی بارگاہ میں
قبول ومنظور فرمائے اور اِسے اُن کے لئے توشہ آخرت بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

Kausar

کوثر عباس علوی
پی ایچ ڈی سکالر، انٹرنیشنل اسلامک
یونیورسٹی، اسلام آباد

فہرست

انتساب

نواسۂ رسول سردارِ نوجوانانِ اُمت
حضرت سیدنا امامِ حسن رضی اللہ عنہ

کہ جن کے بارے میں سید کائنات ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ بے شک میرا یہ بیٹا سردار ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اِس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کروائے گا اور پھر چشمِ عالم نے دیکھا کہ 41ھ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے نانا جان کی پیشین گوئی پر عمل کرتے ہوئے اُمت مسلمہ کی ہچکولے کھاتی کشتی کو حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے بچالیا۔

و

صحابی رسول ﷺ، خال المومنین، فاتح عرب وعجم

حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

جو اسلام لانے سے قبل ایک مرتبہ بھی کسی جنگ میں حضور نبی کریم ﷺ کے مقابلہ میں نہیں آئے اور پھر اسلام لانے کے بعد دین اسلام کی وہ خدمت کی جو رہتی دنیا تک یاد رہے گی۔

الفقیر الی اللہ و رسولہ

افتخار احمد حافظ قادری

مصنف کتاب ھذا کا عقیدہ

بندۂ ناچیز افتخار احمد حافظ مذہباً سنی حنفی اور مشرباً قادری شاذلی طریق پر ہے اور مدینہ طیبہ طاہرہ میں ساداتِ حسنیۃ کے ایک درخشندہ ستارے حضرت السید تیسیر محمد یوسف الحسنی السھودی المدنی کا ایک اُدنیٰ مرید ہے۔

اہل بیت بارے میرا عقیدہ، حضور نبی اکرم ﷺ کے **فرمان:**

''میرے اہل بیت کی مثال تم میں اُس طرح ہے جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں کشتی نوح کی کہ جو اُس میں سوار ہوا وہ نجات پا گیا اور جس نے اُس سے منہ پھیر لیا وہ ہلاک ہو گیا''

صحابہ کرام بارے میرا عقیدہ، حضور پُر نور ﷺ کے **فرمان:**

''میرے صحابہ (ہدایت کے) ستارے ہیں تم اُن میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے''۔

کا مجموعہ ھے۔

صحابی رسول ﷺ، اُول سلطانِ اسلام حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے احوال ومناقب پر یہ کتاب نہ تو کسی کے سوال کا جواب ہے اور نہ ہی کسی سے کوئی سوال ہے یہ صرف اور صرف آپ رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ مقدسہ میں میرا اُدنیٰ سا ہدیہ عقیدت ہے۔

کتاب ہذا میں جو کچھ بھی میں نے لکھا ہے
عرب کے کسریٰ کی خدمت میں ایک تحفہ ہے

افتخار احمد حافظ قادری شاذلی

قطعہ تاریخ سالِ اشاعت کتابِ مُستطاب
''کسری العرب، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ''

''کسری العرب، ذکرِ شام و پگاہِ معاویہ رضی اللہ عنہ''

2020ء

جنابِ افتخارِ قادری ہیں ! ! !
محقق ، علم جُو ، مشاق ، پُرکار

نئ تالیف اِن کی آ رہی ہے
جو ہے داد و ستائش کی سزا وار

کہ ہیں ابن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے مذکور
نئ تالیف میں احوال و آثار

اگر ہے جستجوئے علم و حکمت
تو پڑھنے کے لئے ہو جاؤ تیار

ندا آئی پئے تاریخ تکمیل
''ہے کسرائے عرب کشافِ اسرار''

1441ھ

ازقلم: صاحبزادہ محمد نجم الامین عروسؔ فاروقی، مونیاں شریف۔ ضلع گجرات

عَـظِـيـمٌ فَــأْلُ تَـارِيْـخٍ لَـهُ فِي الذِّكْـرِ لَوْ تَقْرَا
﴿وَرِضْـوَانٌ مِّـنَ الـلّٰــهِ أَكْـبَـرُ﴾ يَـالَـهَـا بُشْـرَى

1063 90 66 223 = 1442ھ

مقدمہ

حضور غوثِ اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر الجیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ عنہ کا ایک ارشادِ مبارک فارسی کتاب مرأتُ الاولیاء (تالیف شیخ محمد شعیب، متوفی 1238ھ، ناشر مرکز تحقیقاتِ فارسی، اسلام آباد) کے صفحہ نمبر 232 پر اس طرح تحریر ہے:

"ہر کہ خود را بمن نسبت کند، قبول کند او را حق سبحانہ و تعالیٰ"

(جو کوئی بھی اپنی نسبت میری طرف کرے گا تو اُس کو اللہ تبارک وتعالیٰ قبول فرمالیں گے۔)

الحمدللہ! ہماری نسبت بھی حضور غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے ہے جو اِس دنیا اور قبر شریف میں تصرف فرماتے ہیں اور یہ اُسی نسبت کا فیض ہے کہ نہ صرف متعدد بار آپ رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ مقدسہ معطرۃ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا بلکہ گیلان معلیٰ میں حضور غوث پاک کے والد گرامی حضرت سیدنا شیخ ابوصالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک اور والدہ ماجدہ سیدۃ فاطمہ اُم الخیر رضی اللہ عنہا کے مزارِ مبارک پر بھی اِس بندہ ناچیز کو کئی بار حاضری کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔

قارئین کرام! کسی بھی شخصیت کے ساتھ نسبت جوڑ لینے کے بعد اُس شخصیت کی طرف سے صادر ہونے والے اُوامر ونواہی کا احترام کرنا لازمی ہوتا ہے۔ جب ہم حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ جیسی عظیم شخصیت کے ساتھ اپنی نسبت کا دعویٰ کرتے ہیں تو پھر ہمیں آپ رضی اللہ عنہ کے "اُوامر ونواہی" پر بھی عمل کرنا ہوگا، بصورتِ دیگر ہماری نسبت صرف زبانی وکلامی ہوگی جس کا نہ تو دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں کوئی فائدہ ہوگا۔

حضور سید کائنات سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک قرآنی

آیتِ مبارکہ کے مطابق نہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ اُن سے راضی ہو چکے ہیں بلکہ وہ بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے راضی ہو چکے ہیں اور بارگاہِ ربُ العزت سے اُن تمام کو جنت کا پروانہ بھی مل چکا ہے۔

حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان پیدا ہونے والے معاملات پر سلف صالحین کی طرح سیدی ومرشدی حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی مشہور زمانہ عربی تصنیف ''الغنیة لطالبی طریق الحق عزوجل (جز اول، ناشر دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، سال اشاعت 1997ء) کے صفحہ نمبر 163 پر آپ رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک ہے۔

''واتفق اهل السنة علی وجوب الکف عما شجر بینهم''

اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والے معاملات پر بحث کرنے کی بجائے سکوت اختیار کیا جائے۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کے بعد ہم پر لازم ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے درمیان پیدا ہونے والے معاملات پر مکمل سکوت اختیار کریں۔

حضرت امام محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ (وصال 505ھ) اپنی مشہورِ زمانہ تصنیف لطیف أحیاء علام الدین (مکتبہ کریاطہ فوترا، سماراغ، اندونیسیا، 1) کے صفحہ نمبر 114 پر فرماتے ہیں۔

اعتقاد اهل السنة تزکیة جمیع الصحابة والثناء علیهم کما أثنی الله سبحانه و تعالیٰ و رسوله صلی اللہ علیہ وسلم و ماجری بین معاویة و علي رضی اللہ عنہما کان مبنیاً علی الاجتهاد.

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ تمام صحابہ کرام کو پاک سمجھنا اور اُن کی ایسی تعریف و

توصیف کرنی جیسے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ نے بیان کی ہے او جو کچھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان ہوا وہ اجتہاد پر مبنی تھا۔

رئیس المکاشفین شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ اپنی مشہورِ زمانہ تصنیف لطیف الوصایا (دارالایمان، اشاعت دوم سال 1988ء، دمشق، بیروت) کی وصیت نمبر 74، صفحہ نمبر 179 پر مومنین اور بالخصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں یوں ارشاد فرماتے ہیں:

وایاکَ و سب المؤمنین ولا سیما الصحابة
علی الخصوص فانک تؤذی النبی ﷺ فی أصحابه

کبھی بھی مومنین اور خاص طور پر صحابہ کرام کی بدگوئی میں
ملوث نہ ہونا کیونکہ اس سے تُو نبی اکرم ﷺ کو ایذا پہنچاتا ہے۔

حضور غوث پاک سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سکوت والی مذکورہ عبارت کو مکمل کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

وأظهار فضائلهم ومحاسنهم

اور اُن (صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم) کے فضائل اور خوبیوں کا اظہار کرنا چاہیے۔

لہٰذا حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے اس فرمان مبارک پر کوشش کرتے ہوئے یہ بندۂ ناچیز ہمیشہ مشاجراتِ صحابہ کرام بارے سکوت اور اہل بیت نبوی اور صحابہ کرام کے فضائل اور مناقب زبانی و تحریری صورت میں پیش کرتا چلا آ رہا ہے اور خصوصیت سے اہل بیت نبوت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالہ سے اب تک اِس بندہ کی درج ذیل تحریری کاوشیں منظر پر آ چکی ہیں۔

1۔ فضیلت اہل بیت نبوی ﷺ
2۔ شان بتول رضی اللہ عنہا بزبان رسول ﷺ
3۔ شہزادی کونین رضی اللہ عنہا
4۔ شان علی رضی اللہ عنہ بزبان نبی ﷺ
5۔ مناقب والدین مصطفیٰ کریم ﷺ
6۔ مومنین کی مائیں
7۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ
8۔ سیدنا ابوطالب رضی اللہ عنہ
9۔ شان خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

مذکورہ بالا اور بندہ کی دوسری کتابوں کے مطالعہ کے لئے نیٹ پر ذیل لنک موجود ہے https://archive.org/details/@iftakhar_qadri

حضور غوث پاک سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اپنی مذکورہ تصنیف کے صفحہ نمبر 161 پر ارشاد فرماتے ہیں:

و أما خلافة معاوية بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما فثابتة صحيحة بعد موت علي رضی اللہ عنہ و بعد خلع الحسن بن علي رضی اللہ عنہما من الخلافة وتسليمها الى معاوية ....“

اور رہی بات حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی خلافت، پس وہ اُس وقت درست ثابت ہوئی جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے کو خلافت سے علیحدہ کرتے ہوئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کردی۔

ادب کرتا تھا وہ حسین رضی اللہ عنہ وحسن رضی اللہ عنہ کا
رسالت ﷺ کے پاکیزہ سارے چمن کا

حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خاندانِ بنو اُمیہ کے ایک ایسے گوہر تابدار اور

اسلام کے ایک ایسے بطل جلیل ہیں کہ تاریخ اسلام آپ رضی اللہ عنہ کے سنہری کارناموں سے بھری پڑی ہے اور ملت اسلامیہ اُن کے کارناموں کو تاابد یادرکھے گی۔

خلیفہ راشد حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت سے لے کر سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے صلح کے دور تک اسلامی فتوحات کا جو سلسلہ رُک گیا تھا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں دوبارہ پوری مستعدی کے ساتھ شروع ہوا اور دُور دُور تک اسلامی سلطنت کا حلقہ وسیع ہوتا گیا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلامی حکومت کی حدود بخارا سے قیروان تک پھیل چکی تھی، حجاز، یمن، شام، مصر، عراق، فارس اور ماوراء النہر وغیرہ کے تمام ممالک اسلامی حکومت کے ماتحت ہوگئے تھے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں بے شمار بری اور بحری فتوحات حاصل ہوئیں اور آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اُقصائے عالم تک اسلام کا پرچم بلند ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ کی مساعی جمیلہ سے دین اسلام کو غلبہ حاصل ہوا۔ حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں حضراتِ صحابہ کرام و تابعین عظام کی مساعی جمیلہ سے اسلام کے احیاء اور بقاء کا بہت بڑا کام ہوا اور یہ دور اسلام کی ترقی کا بہترین دور شمار ہوتا ہے۔

> تمام بادشاہوں سے تمام کج کلاہوں سے
> وسیع تھی تیری سلطنت معاویہ، معاویہ رضی اللہ عنہ

قارئین کرام! حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے احوال و آثار اور مناقب پر ابتداء سے ہی کتب مرتب ہونا شروع ہوگئی تھیں، پھر ہر دور میں مورخین تاریخ اسلام مدون کرتے چلے آرہے ہیں، تیسری صدی میں محمد بن جریر طبری نے تاریخ طبری تحریر کی جس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور کی بھی روایات ملتی ہیں اُس کے بعد

حضرت علامہ ابن عساکر دمشقی نے تاریخ مدینہ دمشق (مشتمل بر 80 جلد) اور ابن کثیر دمشقی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا تفصیل سے ذکر کیا ہے اور پھر یہ سلسلہ جاری و ساری ہے، کئی اہم شخصیات نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے احوال پر مقالات تحریر کر کے Phd کی ڈگریاں حاصل کیں۔

حضرات گرامی! یہ بابرکت کتاب جو اس وقت آپ کے ہاتھوں کی زینت بنی ہوئی ہے، صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اول ملوک المسلمین، فاتح عرب و عجم، عظیم اسلامی جرنیل حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے احوال و آثار اور مناقب پر مشتمل مہکتا ہوا ایک گلدستہ عشق و محبت ہے جو آپ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ مبارکہ میں پیش کیا جارہا ہے۔

وہ حبیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا اُن کا بابرکت وجود
رُوحِ اقدس پر ہو اُن کی صد سلام و صد دُرود

آخر میں اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اُن تمام احباب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو اس بابرکت کام میں میرے ساتھ شامل رہے اور وہ تمام مقتدر شخصیات بھی میرے خصوصی شکریہ کی مستحق ہیں جنہوں نے اندرون و بیرون ملک (خصوصاً مدینہ شریف، لبنان اور ایران) سے کتاب ہٰذا پر اپنے تاثرات، پیغامات اور قطعہ تاریخ ارسال فرمائے۔ دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اِن سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اِس عظیم و جلیل صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ادنی سی یہ کوشش میری بخشش و مغفرت کا سبب بن جائے۔ **آمین بجاہ سید المرسلین** صلی اللہ علیہ وسلم

یکم ربیع الاول شریف 1442ھ
19-10-2020

الفقیر الی اللہ ورسولہ
افتخار احمد حافظ قادری

باب أول

❁ أحوال سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ❁

❁ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داریاں ❁

❁ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا خاندانِ مبارک ❁

❁ بنواُمیہ کا مختصر تعارف ❁

❁ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام ❁

❁ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بطور کاتب وحی ❁

❁ دُعائیں بزبانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بحق حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ❁

❁ حضرت معاویہ کی اسلام مخالف جنگوں میں شرکت!! ❁

❁ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی اہم صفات ❁

❁حدیث لا أشبع الله بطنه❁

❁ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی غزوۂ حنین میں شرکت ❁

❁ فضائل سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ❁

شجرۂ نسب

حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا شجرۂ نسب درج ذیل ہے:

معاویہ بن صخر (ابوسفیان) بن حرب بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

سید معاویہ رضی اللہ عنہ کا نسبی رشتہ پانچویں پشت (عبد مناف) پر جا کر حضور نبی پاک ﷺ سے جا ملتا ہے۔
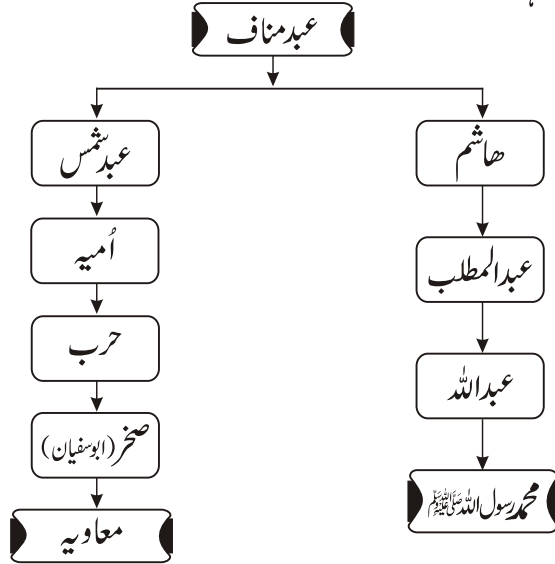
عبد مناف بن قصی بن حکیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فھر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان علیہم السلام۔

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عدنان کا نسب مبارک سیدنا اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام سے ملتا ہے اسی طرح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا نسب مبارک سیدنا عدنان سے ہوتا ہوا سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔

ولادت مبارک

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ولادت مبارک، مختلف اقوال کی روشنی میں، اعلان نبوت سے پانچ یا سات یا تیرہ سال قبل ہوئی لیکن ان میں پہلا قول زیادہ صحیح ہے کہ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ سال قبل مکہ مکرمہ میں آپ کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔

اسم مبارک

حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما: نام "معاویہ" جو عرب وعجم میں بہت ہی معروف ہے اس نام کے کثیر صحابہ، تابعین، تبع تابعین، علماء ومحدثین اور لاتعداد بزرگ ہوگزرے ہیں۔ صرف معاویہ نامی صحابہ کی تعداد کے بارے میں حافظ بدر الدین عینی (م855ھ) نے لکھاہے کہ اس نام کے 20 سے زائد صحابی ہیں۔

سید مرتضیٰ زبیدی (م 1205ھ) نے لکھا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے 17 صحابہ ایسے تھے جن کا نام معاویہ تھا۔ "**اُسد الغابه فی معرفة الصحابة**" میں معاویہ نامی 19 بزرگوں کا تذکرہ ہے۔ حافظ شمس الدین ذھبی (م748ھ) نے "**تجريد أسماء الصحابه**" میں معاویہ نام کے 22 بزرگوں کا ذکر خیر کیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے معاویہ نام کے 29 صحابہ، تابعین اور محدثین اور علماء کا ذکر کیا ہے۔

الغرض اس نام کے بے شمار لوگ ہیں لیکن جب حدیث پاک میں یا دیگر مقامات پر مطلقاً "**معاوية**" آتا ہے تو اُس سے مراد صرف سیدنا معاویہ بن ابوسفیان صخر کی ذات گرامی ہوتی ہے۔

معاویہ ہے نام اِن کا ہیں یہ خال المومنین
ذی قدر ہیں مرتبہ میں شان میں ہیں باوقار

نامِ معاویہ کا معنی

جب کوئی نام کسی صحابی سے منسوب ہوتو اُس کے معنی کی طرف توجہ دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ کسی نام کے باسعادت اور بابرکت ہونے کے لئے یہ ہی کافی ہے کہ وہ ایک صحابی رسول ﷺ کا نام ہے۔ حافظ ابن کثیر اپنی مشہور زمانہ تصنیف "البداية والنهاية" میں فرماتے ہیں کہ لفظ معاویہ کا مادہ ع وی، عویٰ کے معنی آواز دینے کے ہیں۔ سو معاویہ کے معنی ہیں لوگوں کو آواز دینے والا، چاند کی منازل میں سے ایک منزل کا نام ہے اسی طرح اس کے معانی میں آواز دے کر پکارنا، شیر کی آواز یا للکار، نمایاں ستارہ، شباب اور پنجہ آزمائی بھی ہے۔

رسول الله ﷺ بُرے ناموں کو تبدیل فرما دیتے

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد حضور پُرنور ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام تبدیل نہیں فرمایا حالانکہ حضور نبی اکرم ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ قبیح (بُرے یا نامناسب) نام تبدیل فرما دیا کرتے تھے، مشکوۃ شریف میں سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: أن النبی کان یغیر الاسم القبیح

حضور ﷺ بُرے ناموں کو تبدیل فرمادیا کرتے تھے۔

مسلم شریف کی ایک روایت ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی کا نام عہد جاہلیت میں عاصیہ (نافرمان) تھا پس حضور نبی اکرم ﷺ نے اُس کا نام تبدیل فرماتے ہوئے "جمیلة" نام رکھ دیا۔

مذکورہ بالا روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ معاویہ نام اگر قبیح ہوتا تو حضور نبی کریم ﷺ اُسے تبدیل فرما دیتے۔ سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کئی صحابہ کرام ایسے تھے جن کا نام "معاویہ" تھا مگر آپ ﷺ سے اُن کا نام تبدیل کرنا ثابت نہیں۔

لہٰذا نام معاویہ معنی کے اعتبار سے اچھا نام ہے اور متعدد بار حضور اقدس ﷺ کی زبان مبارکہ پر جاری ہوتا رہا۔

قوم کا سردار

بچپن ہی سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں اُولوالعزمی اور بڑائی کے آثار نمایاں تھے آپ رضی اللہ عنہ کی نوعمری میں ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمانے لگے: ''میرا یہ بیٹا بڑے سر والا ہے اور یہ اس قابل ہو گا کہ اپنی قوم کا سردار بنے''۔ حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ سیدۃ ہند رضی اللہ عنہا نے یہ سنا تو برجستہ فرمانے لگیں:

''فقط اپنی قوم کا سردار؟ میں اُس کو رُوں! اگر یہ پورے عرب کی قیادت نہ کرے۔''

والدین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بطور خاص آپ رضی اللہ عنہ کی تربیت فرمائی اور مختلف علوم سے آپ کو آراستہ کیا اور اُس دور میں جبکہ اس معاشرے میں لکھنے پڑھنے کا قطعاً رواج نہ تھا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا شمار اُن چند گنے چنے لوگوں میں ہوتا تھا جو علوم و فنون سے آراستہ تھے اور لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔

حضرت معاویہ کی حضور ﷺ سے رشتہ داریاں

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حضور نبی اکرم ﷺ سے کئی رشتہ داریاں ہیں جو آپ رضی اللہ عنہ کے لئے ایک عظیم اعزاز اور سعادت سے کم نہیں صرف چند رشتے داریوں کا مختصر ذکر کرتے ہیں، پہلی رشتہ داری (نسبی) کا ذکر شجرہ نسب میں کر دیا گیا ہے۔

دوسری رشتہ داری (سُسرالی)

سیدنا معاویہ کی ہمشیرہ سیدۃ رملہ بنت ابوسفیان المعروف اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا جو حضور نبی اکرم ﷺ کی زوجہ مبارکہ ہیں اور اُم المومنین کے لقب سے مشرف ہوئیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ رشتہ ''سسرالی'' رشتہ ہے جو شرف صحابیت کے بعد خود شرف عظیم کا حامل ہے۔نسبی وسسرالی رشتہ عظیم کے متعلق آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک موجود ہے۔

❁کل نسب و صهر ينقطع يوم القيامه الا نسبي و صهری❁

روز قیامت تمام نسبی اور سسرالی رشتے ختم ہو جائیں گے ماسوا میرے نسب اور سسرال والوں کے۔

کیا یہ شرف عظیم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے کم ہے کہ روز محشر بھی آپ رضی اللہ عنہ کا نسبی وسسرالی رشتہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قائم ودائم رہے گا۔

تیسری رشتہ داری (سُسرالی)

سید الاولین والآخرین کے چچازاد بھائیوں میں سے ایک کا نام نوفل بن حارث بن عبدالمطلب بن ھاشم تھا حضرت نوفل کے بیٹے کا نام حارث بن نوفل تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھتیجے ہوئے اُن کا نکاح سیدنا معاویہ کے ہمشیرہ ھند بنت ابی سفیان سے ہوا۔ان میں سے اولاد بھی ہوئی جن میں سے ایک بیٹے کا نام محمد بن حارث اور ایک کا نام عبداللہ بن حارث تھا یعنی محمد اور عبداللہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پوتے اور سیدنا معاویہ کے سگے بھانجے تھے اس سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ میں خونی اور سسرالی دونوں رشتے تھے جبکہ سسرالی رشتے بہت زیادہ تھے۔

مذکورہ بالا رشتہ داریوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں خونی اور سسرالی دونوں رشتے تھے جبکہ سسرالی رشتے تو کثرت سے ملتے ہیں، اسی طرح خاندان بنو ھاشم اور بنواُمیہ کے درمیان کثرت سے رشتہ داریاں طے پائیں جن کی تفصیل صفحہ نمبر 113 پر موجود ہے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا خاندانِ مبارک

والد گرامی

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی کا اسم مبارک صخر بن حرب تھا لیکن آپ ابوسفیان کے نام سے معروف ومشہور ہوئے۔ عام الفیل سے دس سال قبل ولادت ہوئی۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا شمار جلیل القدر صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ اسلام لانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد سمیت اسلام کی ترویج میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار سردارانِ قریش اور بڑے تاجروں میں ہوتا تھا۔ شام میں مالِ تجارت فروخت فرماتے تھے زمانہ جاہلیت میں جن تین افراد کی رائے کو سب پر ترجیح دی جاتی تھی ان میں ایک آپ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

مشہور کنیت ابوسفیان تھی اور ایک غیر معروف کنیت ابوحنظلہ بھی تھی۔ حضرت ابوسفیان اسلام لانے سے قبل اسلام کی مخالفت میں پیش پیش رہے کیونکہ اپنی قوم کے رئیس سمجھے جاتے تھے اور جنگوں میں قیادت اسی خاندان کی ذمہ داری تھی اس لئے مسلمانوں کی بجائے اگر کوئی اور گروہ بھی مدمقابل ہوتا تو ابوسفیان اُس کے خلاف بھی جنگ میں اسی طرح قیادت کرتے جس طرح مسلمانوں کے خلاف جنگوں میں کی۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی تبدیلی تقدیر کا جب وقت آیا اور بخت یاور ہوا تو پھر دولت اسلام سے مشرف ہوئے اور نورِ اسلام سے منور ہو گئے، آپ رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا قبول ہوا اور "حُسنِ اسلام" کے ساتھ ممدوح ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کی انتہائی کوشش تھی کہ ابوسفیان بھی حلقہ اسلام میں داخل ہو جائیں چنانچہ ایک رات حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ہاں مقیم تھے جب صبح ہوئی تو سیدنا ابوسفیان نے دیکھا کہ مسلمان نماز کے لئے اُٹھے ہیں اور

جوق در جوق طہارت اور وضو میں مشغول ہیں۔ اس طریقہ کار کو دیکھ کر سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''یہ لوگ کیا کرنے لگے ہیں؟ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ نماز کی تیاری کر رہے ہیں یہ جواب سن کر سیدنا ابوسفیان نے کہا'' عباس! عجیب بات ہے کہ ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس بات کا انہیں حکم دیتے ہیں یہ وہی کر گزرتے ہیں؟ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا، ہاں! اگر ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھانا پینا ترک کرنے کا حکم دے دیں تو یہ اُس کی تعمیل میں بھی دیر نہیں کریں گے۔

ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو بارگاہ رسالت میں لے آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو امان دے دی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت ابوسفیان کو اپنے خیمے میں لے جائیں اور صبح اپنے ساتھ لائیں۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر حضرت ابوسفیان کو لے گئے اور صبح کے وقت اُن کو بارگاہ نبوت میں لے کر حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو دیکھ کر فرمایا ''ابوسفیان! تم پر افسوس، کیا تمہیں اب تک پتہ نہیں چلا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، ابوسفیان نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کتنے مہربان، کتنے کریم، کتنے حلیم اور کتنے صلہ رحمی کرنے والے ہیں، میں آپ کے حسن سلوک اور صداقت وعفت کا قائل ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اخلاق کو تسلیم کرتا ہوں اور میں اچھی طرح جان چکا ہوں کہ اللہ کے سوا اگر کوئی اور آلہ ہوتا تو آج ہمارے کام آتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا، ابوسفیان! تم پر افسوس، کیا تمہارے لئے اب بھی وقت نہیں آیا کہ تم یہ جان سکو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ابوسفیان نے کہا:

أشهد ان لا اله الا الله وأشهد ان محمداً رسول الله

ابو سفیان کے اسلام قبول کرنے کے بعد سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی: یارسول اللہ! ابوسفیان سردارانِ مکہ میں سے ہیں لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ اُن کے لئے کوئی مناسب معاملہ کر دیں جو اِن کے لئے باعث عزت وشرف اور موجب امتیاز ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اعلان کر دو کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کے لئے بھی امن ہے "**من دخل دار ابی سفیان فھو آمن**" یہ نبوت کی طرف سے سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا اکرام تھا اور یہ اُن کی خصوصیت تھی کہ اُن کے گھر کو امن کے لحاظ سے وہی حیثیت دے دی گئی جو خانہ کعبہ کو دی گئی تھی۔

مورخین نے لکھا ہے کہ بنو ھاشم اور خاندان اُموی کے اکابر اور بزرگ آپس میں دوستی رکھتے تھے چنانچہ انہی قدیم مراسم کے تحت ان دونوں حضرات کی دوستی تھی اور اُس دوستی کے تحت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوسفیان کے ساتھ نرمی اور بردباری سے پیش آ رہے تھے، ابوسفیان جو کچھ بھی تھے ذاتی طور پر ایک شریف انسان تھے۔

ان شان الصحبة لايعدل له شئ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے برابر اور کوئی چیز نہیں ہے۔

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی وجہ سے سیدنا ابوسفیان جو کہ "**رئیس الاعداء**" تھے اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دل وجان سے محبت کرنے لگے، آپ اسلامی لشکر کے ساتھ ہی اب مکہ میں مسلمان ہو کر داخل ہوئے۔ جب مکہ سے گئے کافر تھے داخل ہوئے تو مومن تھے نگاہ نبوت نے لمحوں میں تقدیر بدل کر رکھ دی تھی۔

فتح مکہ کے بعد فوراً غزوہ حنین پیش آیا اس غزوہ میں سیدنا ابوسفیان اور آپ کے دونوں صاحبزادے سیدنا یزید اور سیدنا معاویہ بھی شریک ہوئے اس جنگ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے نوازا اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے تقسیم غنائم کے موقع پر نئے مسلمان ہونے والوں کو تالیف قلب کے طور پر معمول سے زیادہ مال عطا فرمایا۔ سیدنا ابوسفیان ؓ اور آپ کے دونوں بیٹوں کو ایک ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی عطا فرمائی، سیدنا ابوسفیان نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، آپ نہایت مہربان اور کریم ہیں اور فرمایا:

"آپ سے جنگ کی تو آپ کو بہترین جنگی معاملہ کرنے والا پایا اور آپ سے صلح کی تو آپ ﷺ کو عمدہ صلح کرنے والا پایا، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔"

غزوہ حنین میں قریباً 6 ہزار مرد و زن جنگی قیدی بنائے گے یہاں ایک بڑے ذمہ دار شخص کی ضرورت تھی جو ان جنگی قیدیوں کو کچھ عرصہ زیر حراست رکھے اس کے لئے سرکار دو عالم ﷺ نے سیدنا ابوسفیان کو منتخب فرمایا جو اُن کے لئے ایک بہت بڑا اعزاز تھا کیونکہ اتنا اہم منصب کسی جدید الاسلام شخص کو نہیں دیا جا سکتا تھا۔ اس بڑھاپے میں اپنی آنکھ راہ خدا میں قربانی کرنے اُن کے جذبہ ایثار اور اسلام کے لئے اخلاص کی بین دلیل ہے۔

ایمان لانے کے بعد سیدنا ابوسفیان کے دل کی دنیا بالکل تبدیل ہو گی یہ رسول اللہ ﷺ کی نظر کیمیاء کا کمال تھا اور اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا اب سرکار دو عالم ﷺ کو سیدنا ابوسفیان پر اس قدر اعتماد ہو گیا کہ آپس میں ہدایا کا تبادلہ بھی ہونے لگا۔ چنانچہ ایک مرتبہ سرکار دو عالم ﷺ نے سیدنا ابوسفیان کے لئے عجوہ کھجوریں بھجیں۔ حلقہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد قریباً ہر غزوہ میں شریک ہوئے۔ عہد صدیقی میں تو آپ کے بڑے صاحبزادے سیدنا یزید فوج کے ایک حصے کے سپہ سالار تھے جنگ یرموک میں آپ بھی شریک ہوئے۔ اس جنگ میں نہ صرف سیدنا یزید شریک تھے بلکہ آپ کے

والد سیدنا ابوسفیان، آپ کی والدہ سیدتنا ھند اور آپ بذاتِ خود بھی شریک تھے اور آپ کی والدہ سپاہیوں کو جنگ پر ابھارتی تھیں۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ جنگ یرموک کے روز جب کہ مسلمان رومیوں سے نبرد آزما تھے ہر طرف ایک ہو کا عالم طاری تھا جنگ کی شدت کے باعث تمام لوگ چپ تھے صرف تلواروں کے ٹکرانے کی آواز آ رہی تھی لیکن اس ہو کے عالم میں ایک آدمی ایسا بھی تھا جو بہ آواز بلند پکار رہا تھا: **یا نصر الله اقترب**، اے اللہ کی مدد جلد آ۔

یہ سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ ہی تھے جو اپنے فرزند سیدنا یزید رضی اللہ عنہ کے جھنڈے تلے رومیوں سے نبرد آزما تھے۔ علامہ ابن خلدون نے اس موقع پر سیدنا ابوسفیان کے لئے بڑے تحسین آمیز کلمات بیان کیے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ ثابت قدمی آپ کے ایمان کی مضبوطی اور پختگی کی دلیل ہے۔

مسلمانوں کو جنگ یرموک میں فتح ہوگئی اور رومی ھزیمت خوردہ اپنی لاشیں تک چھوڑ کر بھاگ گئے لیکن سیدنا ابوسفیان نے اپنی دوسری آنکھ بھی اس معرکے میں کھو دی۔ پہلی آنکھ غزوہ طائف میں راہ خدا میں کھو چکے تھے اور دوسری آنکھ اب یرموک کے میدان میں اسلام کی خاطر قربان کر دی اب بالکل بے بصر ہو گئے۔

سیدنا ابوسفیان نے آخری عمر میں کچھ زمانہ تو مکہ مکرمہ میں گزارا اُس کے بعد مدینہ منورہ میں اقامت پذیر ہو گئے اور وہیں انتقال فرمایا۔ مشہور قول کے مطابق 31 ھ وصال فرمایا۔ نماز جنازہ آپ کے صاحبزادے سیدنا معاویہ نے پڑھائی ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عثمان غنی نے جنازہ پڑھائی بوقت انتقال ایک روایت کے مطابق آپ کی عمر 83 سال اور 90۔ امام ابن عساکر تاریخ مدینہ دمشق میں آپ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ فرماتے ہیں:

جس وقت نبی کریم ﷺ نے قیصر روم کو دحیہ کلبی کے ذریعے خط پہنچایا تو اس وقت ابوسفیان بھی وہاں موجود تھے اسلام نہ لاتے ہوئے بھی قیصر روم کے سامنے اسلام کی حقانیت کا اعتراف کیا۔

غزوات میں شرکت اور حصول غنائم

رمضان المبارک 8 ہجری فتح مکہ مکرمہ کے بعد ابتدائے شوال میں غزوہ حنین اور غزوہ طائف پیش آئے اور یہ دونوں غزوات تاریخ اسلامی کے اہم معرکے تھے اس میں جہاں دیگر نے شرکت کی وہاں سیدنا معاویہ، آپ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابوسفیان اور برادر یزید بن ابی سفیان نے بھی شرکت کی سعادت حاصل کی۔

غزوۂ طائف کے موقع پر کفار کے ساتھ جب اہل اسلام کا مقابلہ ہوا تو اُن کی طرف سے مسلمانوں پر شدید تیراندازی کی گئی اور بہت سے مسلمان تیروں سے مجروح ہوئے ان مجروحین میں جناب حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی تھے اُن کی ایک آنکھ میں تیر پوست ہوا تو آنکھ اپنے مقام سے الگ ہوکر باہر آ گئی، سیدنا ابوسفیان نے اسی چشم مبارک کو ہاتھ میں لیے ہوئے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

یارسول اللہ ﷺ! میری یہ آنکھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں گئی ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں اور آپ کو آنکھ واپس مل جائے گی اور اگر آپ اس کے عوض جنت چاہتے ہیں (تو اس کو رہنے دیں) پس ملے گی تو حضرت ابوسفیان نے اُسے پھینک دیا اور کہا کہ مجھے جنت مطلوب ہے اور اُن کی دوسری آنکھ یوم یرموک میں روم کے خلاف جنگ فی سبیل للہ ختم ہوئی۔

عہد نبوت میں مناصب

اسلام سے قبل دورِ جاھلیت میں اہل مکہ میں قبیلہ قریش کے صرف چند افراد

لکھنا پڑھا جانتے تھے اور بعض مصنفین نے لکھا ہے کہ قریش نے اس دور میں حرب بن امیہ سے تحریر کو سیکھا، حرب بن اُمیہ اپنے دور کا اہم خواندہ شخص شمار ہوتا تھا نیز مورخین نے لکھا ہے کہ جب اسلام آیا تو قریش مکہ میں صرف 17 آدمی ایسے تھے جو لکھنے پڑھنے کا فن جانتے تھے ان افراد میں سیدنا عمر فاروق، سیدنا علی، سیدنا عثمان، سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح، حضرت ابوسفیان، حضرت یزید بن ابوسفیان، حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

شبہ کا ازالہ

ہمارے بعض لوگ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ پر بلا وجہ معترض ہوتے ہیں اور اُن کے دورِ جاہلیت اور قبل از اسلام کے واقعات کو سامنے رکھ کر اُن کی تنقیص اور بد گوئی کرتے ہیں حالانکہ اسلام لانا اپنے سے پہلے کے تمام گناہوں کو دُور کر دیتا ہے۔ صحابہ کرام جن سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوئے اُن کو برائی سے یاد کرنے سے آپ اپنی عاقبت خراب کرنے کے ساتھ اپنا ایمان بھی ضائع کر رہے ہیں۔ گزارش ہے کہ توبہ کریں اور اپنی عاقبت خراب کرنے سے بچیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم غنائم کے موقعہ پر جہاں اور جدید الاسلام حضرات کو تالیف قلب کے طور پر حسب معمول مقدار سے زائد حصے عنایت فرمائے وہاں ابوسفیان اور ان کے دونوں فرزندوں کو ایک ایک سو اونٹ اور چالیس چالیس اوقیہ چاندی عنایت فرمائی حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے مہربان اور کریم ہیں۔ اللہ کی قسم! جاہلیت میں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین جنگی معاملہ کرنے والا پایا اور اگر آپ سے صلح ہوئی تو آپ کو عمدہ صلح کف پایا۔

اہل اسلام نے غزوہ حنین کے اختتام پر فریق مخالف کے کم وبیش 6 ہزار مرد و زن کو جنگی قیدی بنا لیا اب ان قیدیوں کو کچھ عرصہ زیر حراست رکھنے کی ضرورت تھی تو اس اہم منصب کے لئے نبی اقدس ﷺ نے حضرت سیدنا ابوسفیان کو منتخب فرمایا۔ اہل نجران کے ساتھ صلح کے معاہدہ میں اور لوگوں کی شہادت درج کی گئی ان میں ایک حضرت ابوسفیان بھی تھے۔ نجران کے صدقات پر آپ کو عامل بنایا گیا۔

راویت حدیث

اکابر علماء نے اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوسفیان نے نبی اکرم ﷺ سے احادیث نقل کی ہیں اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے دیگر صحابہء کرام نے روایات لیں ہیں۔

حضرت ابو سفیان ، حضور ﷺ کے سُسر مبارک

امام الحرمین حضرت علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی اپنی مشہور زمانہ تصنیف لطیف ''السیرۃ النبویہ'' (مترجم جلد اول، صفحہ 577، ناشر، ضیاء القرآن لاہور) میں سردار قریش حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ابوسفیان یا کسی اور صحابی کے بارے میں طعن آمیز گفتگو کرنے والے کی بات نہ سنو۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''میرے اصحاب اور میرے سسرال کے بارے میں رب تعالیٰ سے ڈرو۔ حضرت ابوسفیان حضور ﷺ کے سسر ہیں''۔

ہوں ساتھ سید عالم ﷺ کی رحمتیں تجھ پر
ہے تیرے حق میں یہ میری دعا ابوسفیان رضی اللہ عنہ

حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی ازواج و أولاد

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی ازواج اور اولاد کا تذکرہ مصعب الزبیری نے اپنی کتاب ''نسب قریش'' میں تفصیل سے کیا ہے۔قبائلی رواج اوراس دور کے معاشرتی احوال کے مطابق لوگ متعدد ازواج کرتے تھے اس لئے حضرت ابوسفیان نے متعدد شادیاں فرمائیں ،ایک شادی آپ رضی اللہ عنہ نے صفیہ بنت ابی العاص بن اُمیہ سے کی جس سے آپ کا ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام ''حنظلہ'' تھا،اسی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی ایک کنیت ''ابو حنظلہ''بھی تھی،اسی زوجہ سے ایک بیٹی رملۃ پیدا ہوئی جواُم المومنین اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نام سے مشہور ہوئیں اور دوسری بیٹی اُمیمۃ پیدا ہوئیں۔حضرت ابوسفیان کی یہ زوجہ سیدنا عثمان کی پھوپھی تھیں۔

حضرت ابوسفیان نے ایک شادی زینب بنت نوفل سے کی اس سے ایک بیٹا ''یزید بن ابی سفیان'' پیدا ہوا جو اسلام کا ایک عظیم و بہترین جرنیل تھا اور تاریخ اسلام اُسے ''یزید الخیر'' کے نام سے یاد کرتی ہے۔اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک شادی ھند بنت عتبہ بن ربیعہ سے کی اُس سے ایک بیٹا ''معاویہ بن ابی سفیان'' اور ایک بیٹا ''عتبہ بن ابی سفیان'' اور بیٹاں جویریہ اور اُم الحکم پیدا ہوئے۔

حضرت ابوسفیان اور تین خلافتیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے ظاہری پردہ فرمانے کے وقت حضرت ابو سفیان والی نجران تھے اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے تین خلفائے راشدین کا زمانہ پایا۔خلافت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں اپنے بیٹے یزید کی قیادت میں جنگ یرموک میں شریک ہوئے اسی طرح سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا اور خلافت سیدنا عثمان غنی کے دوران مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔

منقبت

سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ

ادب ہے سب پہ ہی واجب ترا ابوسفیان رضی اللہ عنہ
کہ تو ہے صاحب خیرالورا ابوسفیان رضی اللہ عنہ

کیا ہے پیش خدا تحفہ تو نے آنکھوں کا
یہ تیرا عشق خدا مرحبا ابوسفیان رضی اللہ عنہ

خدا کی بخشش و رحمت کی آرزو لے کر
نبی ﷺ کے ہاتھ پہ کلمہ پڑھا ابوسفیان رضی اللہ عنہ

بنی ہیں زوجہ خیرالورا تری دختر ! !
شرف ہے یہ بھی ترا ماوراء ابوسفیان رضی اللہ عنہ

گواہ اس پہ ہے فاروق کا عہد اب تک
نبی ﷺ کے دین پہ قربان تھا ابوسفیان رضی اللہ عنہ

حضور اس کی شفاعت نہیں کرینگے کبھی
حیا جو کرتے نہیں تجھ سے یا ابوسفیان رضی اللہ عنہ

ہوں ساتھ سید عالم ﷺ کی رحمتیں تجھ پر
ہے تیرے حق میں یہ میری دعا ابوسفیان رضی اللہ عنہ

بنا کے حاکم نجران تجھ کو آقا ﷺ نے
شرف بحال رکھا ہے ترا ابوسفیان رضی اللہ عنہ

بلالؔ کیوں نہ پڑھے تیری منقبت ہر دم
عیاں ہے اُس پہ ترا مرتبہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ

کلام: بلال رشید رحمۃ اللہ علیہ

والدہ سیدنا معاویہ حضرت ھند رضی اللہ عنہا

حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی جملہ اَزواج میں سیدۃ ھند بنت عتبہ مشہور، معروف اور ایک امتیازی مقام کی حامل خاتون تھی اور یہ سیدنا معاویہ بن ابوسفیان کی والدہ ماجدہ تھیں۔ سیدۃ ھند کو اللہ تبارک وتعالٰی نے خوب فھم وفراست اور اہلیت بخشی تھی۔ مورخین نے آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق درج ذیل صفات کا ذکر کیا ہے۔

وکانت من سیدات نساء قریش ذات رأی ودھاء وریاسة فی قومھا وکانت أمرأة لھا نفس ورأی وعقل.

سیدۃ ھند قریش کی سردار عورتوں میں تھیں، صاحب رائے، زیرک ھوشمند، خود دار اور بڑی عقل مند اور فہم وفراست والی خاتون تھیں اپنی قوم کے لئے رئیس سمجھی جاتی تھیں۔

سیدتنا ھند رضی اللہ عنہا بنت عتبہ کوئی عام عورت نہ تھی بلکہ ایک رئیس مکہ عتبہ کی صاحبزادی اور دوسرے رئیس مکہ حضرت ابوسفیان کی اہلیہ، رشتہ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش دامن یعنی سیدتنا اُم حبیبہ کے والد کی اہلیہ اور قبیلہ کی سردار اور عقل مند عورتوں میں سے تھیں، فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ عورتوں سے مصافحہ نہیں فرمایا کرتے تھے لہٰذا ان عورتوں نے مصافحہ کیے بغیر حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کا شرف حاصل کیا تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مرحبا بکِ ، خوش آمدید

پھر سیدتنا ھند فرمانے لگی، خدا کی قسم! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، زمین میں بسنے والوں میں پہلے، مجھے مسلمانوں کی ذلت ورسوائی سب سے زیادہ پسند تھی اور اب اللہ کی قسم! روئے زمین میں بسنے والوں میں آپ حضرات کی عزت مجھے سب سے زیادہ پسند

ہے۔جس پر نبی ﷺ نے فرمایا: وزیادۃ ایضاً، اللہ تجھے اس میں مزید ترقی دے۔

تاریخ کے اوراق اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ پھر یہ محبت اتنی بڑھی کہ جنگ یرموک میں سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا پورا گھرانہ اسلام کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ لے کر حاضر تھا۔ سیدۃ ھند رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند سے پہلے اس دنیا کو الوداع کیا ایک روایت کے مطابق جس دن سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد سیدنا ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اُسی روز سیدتنا ھند رضی اللہ عنہا بنت عتبہ کا بھی انتقال ہوا اور یہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت مبارکہ کا زمانہ تھا۔ زمانہ جاہلیت میں سیدۃ ھند نے سیدۃ زینب بنت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بڑا اچھا برتاؤ کیا تھا جب سیدۃ زینب رضی اللہ عنہا اپنے شوہر حضرت ابوالعاص بن ربیع کے ساتھ مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر تھیں۔

سیدنا معاویہ کے برادران

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے برادران میں سے سیدنا یزید بن ابوسفیان نے دین اسلام کے لئے کارہائے نمایاں سرانجام دیے برکت کے لئے اُن کا تذکرہ کرتے ہیں کیونکہ اُن کا ذکر کیے بغیر ملک شام کی فتح کا ذکر ادھورا رہ جائے گا اس لئے کہ سب سے پہلے ہرقل کے خلاف جنگ کا آغاز کرنے کے لئے اِن کو روانہ کیا گیا تھا۔

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

حضرت یزید بن ابی سفیان کو "یزید الخیر" کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے کنیت ابوخالد تھی سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی نرینہ اولاد میں انتہائی افضل شخصیت تھے۔ والدہ کا نام زینب بنت نوفل بن خلف ہے جلیل القدر شخصیت اور فضلاء صحابہ کرام میں آپ کو شمار کیا جاتا ہے۔ حضرت علامہ ذھبی نے تاریخ اسلام میں آپ کو ان الفاظ مبارکہ سے یاد فرمایا ہے:

وكان جليل القدر شريفاً سيداً فاضلاً

فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا طبقات ابن سعد میں یہ عبارت موجود ہے۔

أسلم يزيد يوم فتح مكه وشهد مع رسول الله ﷺ حنين وأعطاه رسول الله ﷺ من غنائم مائة من الابل وأربعين اوقيه ولم يزل يذكر بخير.

یزید بن ابوسفیان نے فتح مکہ کے روز اسلام قبول کیا اور غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں شامل ہوئے۔ مال غنیمت میں سے رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ایک سو اونٹ اور چالیس اُوقیہ چاندی عنایت فرمائی اور ہمیشہ آپ رضی اللہ عنہ کو خیر سے یاد فرمایا۔

نبی اکرم ﷺ کے کاتبوں کا جہاں اہل سیرت ذکر کرتے ہیں وہاں یزید بن ابوسفیان کو بھی کاتب نبوی ﷺ شمار کرتے ہیں۔ یزید بن ابی سفیان اپنی طبعی صلاحیتوں کی بناء پر بڑے مستعد کارکن تھے نبی اکرم ﷺ نے علاقہ ”تیماء“ پر آپ کو اُمیر بنا کر روانہ کیا تھا۔

روایت حدیث کا شرف

نبی اکرم ﷺ سے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح یزید بن ابی سفیان نے بھی حدیث نقل کی ہے اور یہ شرف اُن کو دوسرے رواۃ کی طرح حاصل ہے اور پھر اُن سے دیگر صحابہ کا روایت نبوی ﷺ نقل کرنا بھی ثابت ہے لہٰذا سیدنا یزید بن ابی سفیان کو راوی اور مروی ہونے کے دونوں شرف نصیب ہوئے۔

فوجی دستوں کا أمیر

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں سیدنا یزید بن ابی

سفیان رضی اللہ عنہ کو شام بھیجنے کے لئے فوجی دستوں کا کمانڈر مقرر فرمایا اس منصب پر ان کی تقرری کا مقصد دمشق کو فتح کرنا اور وقت ضرورت علاقہ میں موجود دوسرے اسلامی لشکروں کی مدد کرنا تھا۔ اس لشکر کو رخصت کرنے کے لئے خلیفہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا یزید بن ابوسفیان کے ساتھ دو میل تک پیدل چلے، سیدنا یزید رضی اللہ عنہ نے بہت کوشش کی کہ خلیفہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح واپس کرسکوں جس پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے: **من أغبرت قدماه في سبيل الله حرمهما الله على النار.** جن کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہو جائیں تو اُن پر جہنم کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں شام فتح ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان کو فلسطین اور اُس کے گردونواح کا والی مقرر فرما دیا اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد دمشق کا بھی اُمیر بنا دیا گیا۔

وصال

ملک شام میں طاعون (عمواس) کی بیماری پھیلی تو بڑی بڑی ہستیاں اس فانی دنیا کو خیر آباد کہہ گئیں ان میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح اور حضرت معاذ بن جبل بھی اسی طاعونِ عمواس کا شکار ہوئے اور اسی بیماری میں والی (گورنر) دمشق صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت یزید بن ابوسفیان بھی مالک حقیقی سے جا ملے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یزید بن ابوسفیان کے وصال پر بہت صدمہ ہوا اور انہوں نے یزید بن ابوسفیان کی جگہ سیدنا معاویہ بن ابوسفیان کو شام کی ولایت سنبھالنے کے لئے خط تحریر فرمایا۔

حضرت عتبہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے برادر محترم، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں پیدا

ہوئے ،سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کا طائف کا والی مقرر کیا۔ 43ھ جب حضرت عمرو بن عاص نے وصال فرمایا تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو مصر کا والی مقرر فرمایا۔ سیدنا عتبہ بن ابوسفیان بڑے قادر الکلام اور فصیح اللبیان خطیب تھے مصر میں آپ جیسا کوئی خطیب نہ تھا۔ سیدنا عتبہ ایک سال تک مصر کے والی رہے پھر مصر میں ہی آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اور وہیں آخری آرامگاہ بنی۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرگان

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی دو حقیقی بہنیں سیدۃ جویریہ اور اُم الحکم ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ایک ہمشیرہ رملہ بنت ابوسفیان جو اُم المومنین اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نام سے مشہور ہوئیں اور جن کی والدہ کا نام صفیہ بنت ابی العاص تھا۔ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح سائب بن ابی حبیش بن الاسد سے ہوا جن کے انتقال کے بعد دوسرا نکاح عبدالرحمٰن بن الحارث سے ہوا۔ سیدۃ جویریہ رضی اللہ عنہا جنگ یرموک میں شریک تھیں اور آپ کی ہمشیرہ اُم الحکم کے بارے میں معلومات میسر نہیں۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ازواج و أولاد

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک زوجہ کا نام میسون بنت بحدل الکلبی ہے ان سے آپ رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا (یزید) اور ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام اُمۃ المشارق تھا جس کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا تھا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری بیوی کا نام فاختہ بنت قرظہ تھا جو بنو عبد مناف سے تھی اس بیوی سے دو بچوں کی پیدائش ہوئی۔ سیدنا معاویہ کی بیویوں میں کنود بنت قرظہ کا بھی نام آتا ہے یہ فاختہ کی بہن تھی جس نے انہوں نے اسے طلاق دینے کی بعد شادی کی تھی۔ اسی طرح سیدنا معاویہ کی بیویوں میں ایک خاتون نائلہ بنت عمارہ کا نام بھی ملتا ہے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا خاندان صحابی

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ بابرکات نہ صرف خود صحابی ہیں بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کا پورا خاندان ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ہے اور شرف صحابیت حاصل ہونے کے بعد اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کے لئے وقف کر دیا۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خود صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آپ رضی اللہ عنہ کے والد سیدنا ابوسفیان صخر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ سیدۃ ھند بنت عتبہ صحابیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے برادر سیدنا یزید بن ابوسفیان صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے ایک اور برادر سیدنا عتبہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کی بہن رملہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا نہ صرف صحابیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واُم المومنین اور آپ کی دوسری دو بہنیں بھی شرف صحابیت سے مشرف ہوئیں۔

بنو اُمیہ کا مختصر پس منظر

حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعلق بنو اُمیہ سے ہے اس لئے مناسب ہے کہ مختصراً اس خاندان کے بارے میں کچھ بیان کر دیا جائے تاکہ قارئین کی معلومات میں کچھ اضافہ ہونے کے ساتھ ساتھ شکوک وشبہات بھی رفع ہو سکیں۔ تاریخ کے اوراق سے ماضی کے جھروکوں میں اگر ہم غور سے نظر ڈالیں تو ہم اپنی تاریخ کو بنو اُمیہ کے علمی، عملی، ادبی اور سیاسی کارناموں سے لبریز پائیں گے اور اس خاندان کے عظیم و نامور سپوتوں کی دین اسلام کے لئے قربانیاں ناقابل فراموش ہیں۔ خاندان بنو اُمیہ کے لازوال اور قابل فخر کارناموں کی بدولت اسلام کا دائرہ اور اسلامی ریاست کی سرحدیں، افریقہ، یورپ اور ایشیا کے دور دراز علاقوں تک پھیل گئیں، ان کی عالمی قیادت نے روم اور فارس کی حکومتوں سے پیدا ہونے والے خلا کو پُر کیا اور اور جزیزہ عرب کی اسلامی حکومت کو عملاً ایک عالمی طاقت وقیادت کی شکل دی۔

اعلان نبوت اور بنو اُمیہ

سرکارِ دو عالم ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد بنو ھاشم کی طرح بنو اُمیہ بھی حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ تاریخ اسلام میں آپ کو بنو اُمیہ کے ایسے افراد بھی بکثرت ملیں گے کہ جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ سرفہرست سیدنا عثمان بن عفان کی دین اسلام کی خدمات کتب تاریخ کی زینت بنی ہوئی ہیں۔

بنو اُمیہ کی اسلام دشمنی

یہ بات اپنی جگہ درست کہ بنو اُمیہ کو اسلام سے دشمنی تھی لیکن معذرت کے ساتھ کہ اس کو کچھ زیادہ ہی بڑھا چڑھا کر بیان کیا جاتا ہے، جب یہ خاندان حلقہ بگوش اسلام ہوتا گیا تو اسلام کی محبت میں انہوں نے وہ کارنامے سرانجام دیئے جو سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ خود حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے بعد اسلامی جنگوں میں دوسرے مسلمانوں کے دوش بدوش گرم جوشی سے حصہ لیتے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے غزوہ حنین میں شرکت فرمائی پھر محاصرہ طائف میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے یہاں تک کہ اس غزوہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی ایک آنکھ جاتی رہی اور معرکہ یرموک میں دوسری آنکھ بھی اللہ کی راہ میں قربان کر دی۔ اسی لیے سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا جس کو اکثر کتب احادیث نے روایت کیا ہے:

''لوگوں کی مثال سونے اور چاندی کی کانوں کی طرح ہیں جو لوگ زمانہ جاہلیت میں بہتر تھے اسلام لانے کے بعد بھی وہی بہتر ہیں اگر انہیں دین کی سمجھ حاصل ہو جائے''۔

نبی اکرم ﷺ اور بنو اُمیہ

بنو اُمیہ کی خوش نصیب شخصیات جیسے جیسے اسلام قبول کرتی رہیں حضور نبی اکرم ﷺ اُن کو اپنی خاص نوازشات سے نوازتے رہے کیونکہ آپ ﷺ اُن کے

اندرونی گہر سے آشنا تھے اور سمجھتے تھے کہ جس طرح ان لوگوں نے حالت کفر میں سردھڑ کی بازی لگا دی تھی اسی طرح اب یہ اسلام کے لیے بھی اپنا سب سرمایہ حیات قربان کرنے سے دریغ نہیں کریں گے جیسا کہ بنواُمیہ کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے۔

آپ ﷺ نے اپنی چار میں سے تین صاحبزادیوں کا نکاح بنواُمیہ میں کیا، اپنی سب سے بڑی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت ابوالعاص بن ربیع سے کیا اور دو صاحبزادیوں کا سیدنا عثمان غنی اُموی رضی اللہ عنہ سے کیا اور فرمایا کہ اگر میری اور بیٹیاں بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیتا۔ دوسری طرف بنواُمیہ کے سردار سیدنا ابوسفیان کی بیٹی اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر کے بنواُمیہ سے نہایت قریبی رشتہ داری کے تعلقات قائم فرمائے۔ فتح مکہ کے روز آپ ﷺ نے حضرت ابو سفیان کے گھر کو ایک عظیم درجہ دیا اور فرمایا: **من دخل دار ابی سفیان فھو آمن** جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوجائے گا وہ بھی امن میں رہے گا۔

جمادی الاول 4ھ میں غزوہ ذات الرقاع پیش آیا اس موقع پر جب مدینہ شریف سے باہر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے سیدنا عثمان غنی کو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام بنایا۔

حضرت معاویہ کا نبی اکرم ﷺ سے تعلق

خاندان قریش کی چھوٹی بڑی شاخیں تھی لیکن بنوھاشم اور بنواُمیہ اُن سب میں سے دنیوی عظمت و وجاہت کے لحاظ سے بہت ممتاز تھے۔ بنوھاشم بہت سخی اور بامروت انسان تھے اور پورے عرب میں اُن کی سخاوت زبانِ زدِعام تھی۔ قریش کے دوسرے ممتاز بزرگ اُمیہ بن عبدشمس تھے جن کا خاندان بنوامیہ کہلاتا ہے اُن کے سپرد قریش کی سپہ سالاری کا عہدہ تھا اگرچہ ابتداء میں قریش کی سپہ سالاری بنومخزوم میں تھی

لیکن عبد شمس کے زمانے میں یہ عہدہ اور منصب بنواُمیہ کو منتقل ہو گیا۔ سپہ سالاری کے فرائض عبد شمس کے پوتے حضرت ابوسفیان کے والد حرب بن اُمیہ نے سرانجام دیئے۔

حرب بن اُمیہ کے انتقال کے بعد ابوسفیان اس منصب پر فائز ہوئے اور اپنے مسلمان ہونے تک قریش کی سپہ سالاری انہی کے ہاتھوں میں رہی۔ اہل اسلام اور اہل کفر کے درمیان پہلا معرکہ غزوہ بدر ہوا اور اس دوران حضرت ابوسفیان قریش کے قافلے کے ساتھ شام گئے ہوئے تھے اس وجہ سے سپہ سالاری کے فرائض حضرت ابوسفیان کے سسر عتبہ بن ربیعہ نے سرانجام دیئے۔ اس کے بعد اسلام لانے تک جتنے بھی معرکے ہوئے اُن سب میں قریش کی فوجی قیادت ابوسفیان کے ہاتھ میں رہی۔

بنواُمیہ نہ صرف قریش کے قائد اور سپہ سالار تھے بلکہ دوسرے خاندانوں کی طرح صاحب مال اور تجارت پیشہ بھی تھے بنواُمیہ چونکہ قریش کی قیادت عظمی کے عہدے پر فائز تھے لہٰذا انہوں نے اس عہدے کے عظیم فرائض کا احساس کرتے ہوئے اہل اسلام کا آخری دم تک مقابلہ کیا اور یہ کسی خاندانی دشمنی کی وجہ سے نہ تھا بلکہ مسلمانوں کے علاوہ کسی اور جماعت سے بھی اگر ان کا مقابلہ ہوتا تو اُس کے ساتھ بھی بنواُمیہ یہی سرگرمی دکھاتے۔ بنواُمیہ کی بنوہاشم کے ساتھ خاندانی دشمنی بتانا جہالت اور بنواُمیہ کے اصلی حالات سے ناآشنائی کی دلیل ہے۔

تاریخ اسلام کے اوراق کا مطالعہ کرنے سے بنواُمیہ کے ایسے افراد بکثرت ملیں گے جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا یہاں تک کہ ہجرت حبشہ میں زیادہ بنوامیہ ہی تھے اور بنوہاشم میں تو صرف سیدنا جعفر طیار تھے۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے تو سخاوت کی حد کر دی، اسلام کے لئے اتنا زیادہ مال نچھاور کیا جس کی مثال ملنا مشکل ہے وہ بھی خاندان بنواُمیہ سے تھے اسی طرح سیدنا معاویہ کے والد اور

والدہ جب اسلام لائے تو اسلام کی خوب خدمت کی، ابوسفیان کی تو اپنی دونوں آنکھیں معرکہ حنین اور یرموک میں قربان ہوگئیں۔

بنو اُمیہ کی اعلیٰ صلاحیتوں کے پیش نظر خود نبی کریم ﷺ نے ان کو اعلیٰ مناصب اور ذمہ دارانہ عہدوں پر متمکن فرمایا اسی طرح خلفائے راشدین نے بھی انہیں اعلیٰ عہدے دیئے۔ فتح مکہ کے بعد مکہ کا گورنر ابوسفیان کے چچا کے پوتے عتاب بن اُسید کو مقرر فرمایا۔

عہد رسالت ﷺ میں اکثر و بیشتر بنو اُمیہ کو گورنری کے عہدوں پر فائز کیا گیا اور بنو ھاشم میں ایک فرد بھی ایسا نہ تھا جس کو رسول اللہ ﷺ نے کسی جگہ گورنر بنا کر بھیجا ہو۔ سرکاری مناصب تو ایک طرف، آپ ﷺ نے غزوات کے سلسلہ میں 28 مرتبہ مدینہ منورہ چھوڑا لیکن ایک مرتبہ بھی انتظامی امور کی سرانجام دہی کے لئے آپ ﷺ نے بنو ھاشم میں سے اپنے نائب کا تقرر کیا ہو۔ بلکہ کبھی کسی اموی کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور کبھی کسی انصاری کو، کبھی کسی مخزوی تو کبھی کسی کلبی و غفاری کو۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنے زمانے میں زیادہ تر گورنر بنو اُمیہ میں سے مقرر فرمائے۔ چنانچہ فتح مکہ کے بعد آپ ﷺ نے عتاب بن اسید بن ابی العاص اور آپ کے دونوں بھائیوں ابان اور سعید کو دوسرے علاقوں کا گورنر بنایا۔ ابوسفیان اور آپ کے صاحبزادے یزید کو بھی (نجران اور یتماء کا) گورنر بنا کر بھیجا حتی کہ آپ ﷺ کی وفات تک وہ اس منصب جلیلہ پر فائز رہے۔

عمرو بن العاص کو حضور ﷺ نے عمان کا گورنر مقرر فرمایا اور حضور ﷺ کے انتقال کے بعد بھی عہد صدیقی ، فاروقی میں سیدنا عمرو بن العاص کو اہم عہدے دیئے گئے اور جنگی مہمات میں قائد بنایا۔

رسول اللہ ﷺ نے جب اس دنیا سے انتقال فرمایا تو اس وقت بنو اُمیہ سے مختلف صوبوں پر 4 گورنر تھے۔ عتاب بن اُسید مکہ مکرمہ پر، ابان بن سعید بن العاص بحرین پر، خالد بن سعید صنعاء پر، ابوسفیان بن حرب نجران پر۔ خاندان بنو اُمیہ کو جس طرح عہد جاہلیت میں عظیم مقام حاصل تھا اس طرح جب یہ لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو اُن کی سیادت قیادت میں ذرا بھی کمی نہ ہوئی بلکہ روز بروز اضافہ ہوا۔

جس خاندان پر سرکار دو عالم ﷺ پر اتنی نوازشات فرمائیں اور اسلامی ریاست میں اُن کو بڑے بڑے عہدوں سے سرفراز فرمائیں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ خلفائے راشدین اپنے عہد راشدہ میں اس خاندان کی قابلیت اور تدبر سے فائدہ نہ اٹھائیں۔

عہدِ رسول ﷺ میں بنو اُمیہ کا کردار

دعوت اسلام کے آغاز ہی سے بنو اُمیہ کے بہت سارے لوگوں نے اسلام کو قبول کرلیا اور پھر انہوں نے راہ اسلام میں گراں قدر قربانیاں پیش کیں اور اُن میں سے بعض حضرات نے ہجرت حبشہ کی سعادت بھی حاصل کی۔ پھر فتح مکہ کے موقع پر جب بنو اُمیہ کے تمام لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گے تو آپ ﷺ نے انہیں خوش آمدید کہا اور ان کے قبول اسلام پر دلی خوشی کا اظہار کیا۔ بڑے بڑے اہم معاملات میں ان پر اعتماد کیا اور انہیں ان کے مناسب حال مقام و مرتبہ پر فائز فرمایا تا کہ اُن کی مساعی اور اہلیت سے استفادہ کیا جاسکے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے میں کتب تاریخ میں مختلف اقوال درج ہیں، مختصراً اُن کا تذکرہ کرتے ہیں۔ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب "التقریب التھذیب" میں فرماتے ہیں: معاویہ بن ابی سفیان، خلیفہ اور صحابی ہیں

فتح مکہ سے قبل مشرف باسلام ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کاتب وحی بھی تھے۔

حضرت علامہ ذھبی فرماتے ہیں: **اظھرا سلامه یوم الفتح**

فتح مکہ کے روز آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کو ظاہر کیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ اور عمرۃ القضاء کے درمیانی عرصہ میں اسلام قبول کر چکے تھے۔ فتح الباری بشرح صحیح البخاری جلد 3 میں ہے: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے صلح حدیبیہ کے بعد اسلام قبول کیا اور اپنے اسلام کو چھپائے رکھا، فتح مکہ کے دن اُسے ظاہر کیا لیکن آپ عمرۃ القضاء کے سال مسلمان ہو گئے تھے جس کی تصریح آپ خود اس بیان میں فرماتے ہیں کہ: میں عمرۃ القضاء کے روز اسلام لایا تھا لیکن اپنے والد کے ڈر سے فتح مکہ تک اپنے اسلام کو چھپائے رکھا۔

سیدنا معاویہ کے اسلام لانے کے متعلق مشہور مورخ مصطفیٰ بیک نجیب اس طرح تحریر کرتے ہیں: جہاں تک سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے اسلام کا تعلق ہے تو اُن کا معاملہ ایسا ہی ہے جیسا کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا، جو جنگ بدر کے موقع پر ہی مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے لیکن اپنے اسلام کا اعلان آپ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ سے کچھ پہلے کیا، چنانچہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے لیکن اپنے اسلام کا اعلان فتح مکہ کے روز کیا۔

یوم حدیبیہ آپ کے ایمان لانے کی دلیل وہ حدیث مبارکہ ہے جو امام اُحمد بن حنبل نے امام باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین سے روایت فرمائی کہ حضرت امام باقر نے عبداللہ بن عباس سے فرمایا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام سے فارغ ہوتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے بال مروہ کے پاس کاٹے۔ امام بخاری نے بروایت طاؤس حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت فرمائی

کہ حضور ﷺ کی یہ حجامت کرنے والے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ یہ حجامت مبارک عمرۃ القضاء میں واقع ہوئی جو صلح حدیبیہ سے ایک سال بعد 7 ہجری میں ہوا۔ خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ سیدنا معاویہ نے اپنے والد سے پہلے عمرہ القضاء میں اسلام لے آئے تھے البتہ والدین کے خوف سے حضور ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ نہ آسکے۔

سیدنا معاویہ کا اپنے والد سے پہلے اسلام لانا خود سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے قول مبارک سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ عمرۃ القضاء سن 7 ہجری سے پہلے اسلام لائے مگر والدین کے خوف سے اپنا اسلام پوشیدہ رکھا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا عمرۃ القضاء سے پہلے اسلام لانا صرف ایک دو کتابوں میں نہیں بلکہ اکثر کتب تاریخ میں موجود ہے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کاتب وحی

حضور سید الاولین والآخرین کی بعثت کے وقت سارے مکہ شریف میں صرف 17 افراد ایسے تھے جو لکھنا اور پڑھنا جانتے تھے ان میں تین شخصیات حضرت سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادے (سیدنا یزید اور سیدنا معاویہ) بھی شامل تھے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے بعد نبی اکرم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی ذہنی، فکری اور عملی خوبیوں کے باعث کتابت وحی رب العالمین کے لئے مامور فرما دیا۔ جو وحی مبارکہ حضور پُرنور ﷺ پر نازل ہوتی تو اُن کو قلم بند فرمانے میں آپ رضی اللہ عنہ کا بھی شمار ہوتا ہے اور اسی طرح جو خطوط و فرامین سرکار دو عالم ﷺ کے دربار گوھر بار سے جاری ہوتے انہیں تحریر فرمانے والے خوش نصیبوں میں حضرت معاویہ کا بھی شمار ہوتا ہے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا کاتب وحی ہونے پر سلف صالحین کا اتفاق ہے حضرت امام ابن کثیر اپنی مشہور تصنیف البداية والنهاية میں فرماتے ہیں۔ هذا قدر متفق

بیـن الـنـاس قـاطبـہ کہ سیدنا معاویہ کے کاتب وحی ہونے پر اجماع ہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس ذمہ داری کی بابت سیدنا عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں۔ وکـان یکتب الوحی ''حضرت معاویہ وحی لکھا کرتے تھے'' حضرت سیدنا عباس کا یہ فرمان مبارک امام بیہقی نے دلائل النبوہ نے نقل کیا ہے۔

ہوئے وہ کاتب وحی اور پھر اُمیر عرب
حسن رضی اللہ عنہ نے اُن کو عجم کی بھی سروری دیدی

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی صلاحیتوں اور خوبیوں کی بناء پر سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ رضی اللہ عنہ پر خاص اعتماد تھا اور اسی اعتماد کی وجہ سے بارگاہ رسالت میں آپ کو کتابت وحی کا منصب جلیلہ عطا ہوا تھا۔ مشہور مورخ یعقوبی نے بھی صاف الفاظ میں اقرار کیا ہے کہ سیدنا معاویہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبان وحی میں سے تھے اور نہ صرف وحی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین اور مراسلات بھی اکثر آپ رضی اللہ عنہ ہی تحریر فرمایا کرتے تھے۔

❁ حافظ ابوبکر محمد بن حسین آجری بغدادی (متوفی 360ھ) فرماتے ہیں: ❁

معاوية رحمة الله كاتب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم على وحى الله عزوجل و هو القرآن بامر الله عزوجل

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب سیدنا معاویہ پر اللہ رحم فرمائے آپ اللہ کے حکم سے وحی الٰہی قرآن پاک لکھا کرتے تھے۔''

❁ علامہ ابوالفتوح محمد بن محمد طائی ہمدانی (متوفی 555ھ) لکھتے ہیں: ❁

معاوية كاتب وحى رسول رب العالمين و معدن الحلم و الحكم

''سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی اور علم و دانائی کی کان تھے۔''

❁ علامہ شہاب الدین قسطلانی مصری شافعی (متوفی 923ھ) لکھتے ہیں: ❁

وهو مشهور بكتابة الوحى ، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مشہور کاتب وحی ہیں۔

❁ علامہ عبدالملک بن حسین عصامی مکی (متوفی 1111ھ) نے لکھا ہے: ❁

معاوية وكان يكتب الوحى

❁ شارحِ بخاری، سید محمود احمد محدث الوری (متوفی 1419ھ) فرماتے ہیں: ❁

''ایمان لانے کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خدمت نبوی سے جدا نہ ہوئے، ہمہ وقت پاس رہتے اور وحی الٰہی کی کتابت کرتے۔''

❁ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کے بارے میں کہتے ہیں: ❁

اصح ماورد فى فضل معاويه رضی اللہ عنہ حديث ابن عباس انه كان كاتب النبى فقد اخرجه مسلم فى صحيحه

امیر معاویہ کی فضیلت میں سب سے صحیح ترین ابن عباس کی حدیث کہ وہ کاتب وحی تھے جس کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں درج کیا ہے۔

ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

كان معاوية كاتب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے۔

❁ مورخ اسلام امام ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ❁

والمقصود منه ان معاوية كان من جملة الكتاب بين يدى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الذين يكتبون الوحى

ہمارا بتانے کا مقصد یہ ہے کہ امیر معاویہ رحمۃ اللہ علیہ ان جملہ کاتبین وحی میں سے ہیں جو کتابت وحی کا فریضہ سرانجام دیا کرتے تھے۔

❁ علامہ ابن قدامہ المقدسی مسلمانوں کا عقیدہ بیان فرماتے لکھتے ہیں: ❁

و معاویة خال المومنین ، و کاتب وحی الله ،

احد خلفاء المسلمین رضی اللہ عنہم

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خال المومنین (مومنوں کے ماموں)،

اللہ کی وحی کے کاتب اور مسلمانوں کے خلیفہ تھے۔

❁ ابوعبداللہ حسین بن ابراہیم الھمدانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ❁

اعلم ان معاویة خال المومنین ، و کاتب الوحی المبین ،

المنزل من عند رب العالمین علی رسوله محمد صلی اللہ علیہ وسلم

معلوم ہونا چاہیے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ مومنوں کے ماموں اور اللہ تعالیٰ

کی طرف سے نازل ہونے والی وحی (قرآن) کو لکھنے والے تھے۔

❁ امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ❁

و کان احد الکتاب لرسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

آپ رضی اللہ عنہ ان خوش نصیبوں میں سے تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

کاتب وحی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

❁ ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ❁

صحابی أسلم قبل الفتح و کتب الوحی

❁ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں: ❁

وھو مشھور یکتابة الوحی ، وہ کتابت وحی کے ساتھ مشہور تھے۔

❁ عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ❁

و کان احد الکتاب لرسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

آپ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے۔

❁ علامہ ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 972ھ) لکھتے ہیں: ❁

وكاتب الوحی عنه وخال المومنين

وہ کاتب وحی اور مومنوں کے ماموں ہیں۔

❁ ابوعبداللہ محمد بن محمد المراکشی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 95ھ) لکھتے ہیں ❁:

فاتخذه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم كاتب الوحی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ کو کاتب وحی مقرر کیا تھا۔

❁ علامہ ابن العماد الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1089ھ) لکھتے ہیں: ❁

وهو احد كتبة الوحی

وہ کتاتبین وحی میں سے ایک تھے۔

❁ علامہ محمود بن احمد العینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ❁

معاوية بن ابی سفيان صخر بن حرب الاموی

كاتب الوحی أسلم عام الفتح

❁ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی ''مدارج النبوت'' میں فرماتے ہیں: ❁

اُن ہی کاتبان بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

❁ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نقل فرماتے ہیں: ❁

سیدنا عبداللہ بن عباس نے فرمایا وکان یکتب الوحی کہ

آپ رضی اللہ عنہ وحی کی کتابت فرماتے تھے۔ (دلائل النبوۃ)

دُعائیں بزبانِ نبی ﷺ بحق حضرت معاویہ

نبی مکرم شفیع معظم ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے وقتاً فوقتاً دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے جو بارگاہِ باری تعالیٰ میں یقیناً مقبول ومنظور ہوئے اور پھر اُن دعاؤں کی ہی برکات سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو بہت اہم دینی خدمات سرانجام دینے کی توفیق نصیب ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے صادر ہونے والی دعاؤں کو محدثین ومورخین نے اپنی اپنی تصانیف میں کئی مقامات پر متعدد صحابہ کرام سے نقل کیا ہے۔

معاویہ کیلئے رسولِ ﷺ حق نے دُعا
الٰہی اِس کو بنا دے تو ھادی و مہدی

عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ کی روایت

سیدی عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ نبی اکرم ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے حق میں حضور پُرنور ﷺ نے کلمات ذیل سے دعا فرمائی۔

اللهم اجعله ها دياً مهدياً واهده واهد به

اے اللہ! معاویہ رضی اللہ عنہ کو ھادی اور ہدایت یافتہ بنا۔

(مسند الامام احمد/سنن الترمذی)

روایت مذکورہ بالا کو بے شمار کبار علمائے محدثین اور مورخین نے نقل کیا ہے۔

عرباض بن معاویہ کی روایت

سیدنا عرباض رضی اللہ عنہ بن ساریہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: **اللهم علم معاويه الكتاب و الحساب وقه العذاب**

(مسند الامام احمد الشریعہ للا جری)

اے اللہ! سیدنا معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم عنایت فرما
اور اُسے عذاب سے محفوظ فرما۔

جن کیلئے دُعائیں ہیں سرور نبی ﷺ نے کیں
وہ دین کے سپاہی ، اُمیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں

عمیر بن سعد کی روایت

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حمص کے علاقہ پر صحابی عمیر بن سعد کو والی مقرر فرمایا پھر کچھ عرصہ بعد اُن کو اس منصب سے الگ کر کے اُن کی جگہ حضرت معاویہ کو حمص کا والی مقرر کر دیا۔ اس وقت کچھ لوگ اس تبدیلی پر اعتراض کرنے لگے تو اس موقع پر عمیر بن سعد نے سیدنا معاویہ کے حق میں درج ذیل روایت ذکر کی۔

لا تذکروا معاویة الابخیر فانی سمعت
رسول اللہ ﷺ یقول "اللھم اھدہ"

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ خیر وخوبی کے سوا مت کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں فرماتے تھے۔

اے اللہ! انہیں ہدایت نصیب فرما۔

حضرت وحشی بن حرب کی روایت

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کی سواری پر پیچھے سوار تھے سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے معاویہ! تمہارے جسم کا کون سا حصہ میرے قریب تر ہے؟ جس پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب فرمایا کہ میرا شکم آپ ﷺ کے نزدیک ہے تو اس وقت حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے اللہ! اسے (شکم) علم اور حلم سے پر فرمادے۔

كان معاويه ردف النبى ﷺ فقال يا معاويه ما يلينى منك

قال بطنى ، قال ﷺ ، اللهم املاه علماً وحلماً

دعائے اُم المومنین سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا

اُم المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فتنے کے دور میں جب میں لوگوں کے حالات دیکھتی رہی تو میری یہ تمنا تھی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میری عمر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لگا دے:

ما زال بی ما رأيت من أمر الناس في الفتنة حتى اني

لاتمنیٰ ان يزيد الله عزوجل من عمري في عمره.

(الطبقات لابی عروبة الحرانی صفحه41)

اثراتِ دُعا

زبان نبوت سے جو دعائیں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں نکلیں تو اُسی شخص کے لئے نکلیں جسے آپ ﷺ نے اِن کا اہل اور مستحق سمجھا۔

نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہو گیا پورا ! ! !
ہزاروں لاکھوں نے اُن سے رہِ ھدی پائی

اس کے علاوہ کثیر صحابہ کے بارے میں آپ ﷺ نے دعائیں فرمائیں وہ یقیناً اُن کے حق میں قبول ومنظور ہوئیں۔ اسی طرح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں آپ ﷺ کی زبان مبارک سے جو دعائیں صادر ہوئیں وہ بھی یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاں منظور ہوئیں اور اپنی جگہ پر موثر اور نتیجہ خیز ثابت ہوئیں۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں:

ولا ارتیاب اُن دُعاء النبی ﷺ مستجاب فمن كان هذا

حاله كيف يرتاب فى حقه . (مرقاة شرح مشكوه)

یعنی اس میں کچھ شک نہیں کہ آنجناب ﷺ کی دعا یقیناً مستجاب ہوتی ہے تو جس شخص کے حق میں یہ دعائیں ہوئی ہیں اُس کے حق میں قبولیت میں کس طرح شک کیا جا سکتا ہے۔

سیدنا معاویہ کی امارت اور خلافت کے متعلق جناب نبی کریم ﷺ کی طرف سے بعض ارشادات پائے جاتے ہیں جن کو بشارات سے تعبیر کیا جا سکتا ہے انہیں محدثین نے دیگر صحابہ کرام سے اور خود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

قال معاويه! مازلت اطمع فى الخلافة منذ قال لي رسول الله ﷺ يا معاويه! ان ملكت فأحسن

حضرت سیدنا معاویہ ذکر کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میرے حق میں ارشاد فرمایا کہ: اے معاویہ! جب تجھے اقتدار اور جہاں بانی نصیب ہو تو رعایا سے بہتر معاملہ کرنا اس چیز نے خلافت کے معاملہ میں مجھے امید دلائی اور اس بات پر مجھے آمادہ کیا۔

روایت سعید بن عمرو

سعید بن عمرو کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ (جو نبی اکرم ﷺ کو وضو کرایا کرتے تھے) ایک دفعہ بیمار ہو گئے اُن کی جگہ سیدنا معاویہ نے وہ مشکیزہ (جس سے وضو کرایا جاتا تھا) اٹھا لیا اور وہ وضو کرانے کی خدمت سرانجام دینے لگے اسی اثناء میں سرور عالم ﷺ نے سیدنا معاویہ کی طرف اپنا سر مبارک ایک بار یا دو بار اٹھا کر ارشاد فرمایا کہ:

''اے معاویہ! اگر امارت وخلافت کا تم کو والی بنایا جائے تو خدا سے خوف کرنا اور عدل وانصاف کرنا''

خالُ المومنین

معاویہ ہے نام اِن کا، ہیں یہ خالُ المومنین
ذی قدر ہیں مرتبہ میں شان میں ہیں باوقار

"بیدار کردن ابلیس معاویہ را کہ برخیز کہ وقت نمازست"

صحابی رسول ﷺ حضرت سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کی ہمشیرہ رملہ بنت ابوسفیان کو ام المومنین ہونے کا شرف حاصل ہے اس رشتے کی وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، بنی اکرم ﷺ کے برادر نسبتی ہیں اور مومنین اُمت کے ماموں (روحانی) ہونے کا شرف حاصل ہے۔

خالِ اُمت کے سجا سر، کاتب قرآن کا تاج
دین برحق کو ملی خدمت اُمیر شام کی

قافلہ سالار عشق حضرت مولانا جلال الدین رومی و بلخی رضی اللہ عنہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف لطیف ''مثنوی معنوی'' کے دفتر دوم میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور شیطان کی ایک تفصیلی حکایت بیان فرمائی ہے کہ کس طرح شیطان نے آکر اُن کو جگایا کہ اُٹھیں اور نماز ادا کرلیں انہوں نے کہا کہ اے شیطان! تو سچ بتا کہ تو نے اطاعت کی ترغیب کیوں دی؟ یہ تو تیرا شیوہ نہیں ہے؟ پہلے تو شیطان نے کچھ ٹال مٹول کیا لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس کے پھندے میں نہ آئے آخرکار شیطان نے اپنے مکر کا اقرار کرلیا۔

حضرت مولانا رومی رضی اللہ عنہ نے حکایت مذکورہ پہلا شعر اس طرح رقم فرمایا۔

درخبر آمد کہ خالِ مومنان
بود اندر قصرِ خود خفتہ شبان

قصہ میں مذکور ہے کہ مسلمانوں کے ماموں رات کے وقت اپنے محل میں سو رہے تھے۔

اسلام مخالف جنگوں میں شرکت؟؟

غزوہ بدر کے علاوہ تقریباً تمام جنگوں میں افواج کفار کی قیادت وسیادت اگر چہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کی لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے برادرِ بزرگ یزید بن ابوسفیان کا ان جنگوں میں کوئی سراغ نہیں ملتا۔مقام غور وفکر ہے کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کبھی بھی ذاتی سطح پر تکلیف نہیں پہنچائی۔مکی زندگی کے 13 سالوں میں بھی خاندان حضرت ابوسفیان کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچی۔رملہ بنت ابوسفیان کے حرم نبوی میں داخل ہو جانے اور شرف اُم المومنین حاصل ہونے کے بعد اسلام کی بھی مخالفت نہ فرمائی۔ عربوں میں دستور تھا کہ جو شخص اُن کا داماد بن جاتا تو اُس کے خلاف جنگ کرنا اپنی عزت کے خلاف سمجھتے ، اسلام لانے سے قبل حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اسلام کے شدید ترین مخالف تھے مگر جب اُن کی بیٹی حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح مبارک ہوا تو پھر شدتِ دشمنی میں کمی آ گئی۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کفر کی حالت میں بھی کبھی اسلام کے خلاف تلوار نہیں اُٹھائی۔ہجرت مدینہ کے بعد قریش مکہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جتنی بھی جنگیں ہوئیں کسی ایک جنگ میں بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مشرکین مکہ کے ساتھ اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف لڑنے کے لئے نہیں آئے حالانکہ ہر جنگ کے سرخیل اُن کے والد ابوسفیان ہی ہوتے تھے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی اہم صفات

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کثیر صفات کی حامل شخصیت تھے چند ایک کا مختصراً تذکرہ پیش ہے۔

اتباعِ سنت

ایک مومن کے لئے سنت نبوی ﷺ کی اتباع زندگی کا بہت بڑا سرمایہ ہے اور صحابہ کرام کی یہ امتیازی خصوصیت تھی کہ وہ زندگی کے ہر شعبہ میں سنت کے طریقہ کی جستجو کر کے اُس کی اتباع کرتے تھے اسی طرح سیدنا معاویہ کی بھی پہلی کوشش ہوتی کہ دینی معاملات سرکار دو عالم ﷺ کے طریق کار کے مطابق انجام دیئے جائیں۔

دین میں سب سے اہم چیز نماز ہے سید کائنات ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا۔سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی پوری کوشش ہوتی کہ نماز کو اسی طرح قائم کیا جائے جس طرح سرکار دو عالم ﷺ قائم فرماتے تھے مشہور صحابی ابوالدرداء فرماتے ہیں:

میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد (سیدنا معاویہ) سے زیادہ کسی اور کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مشابہ نماز پڑھنے والا نہیں دیکھا۔

مارأيت أحداً أشبه لصلاة النبی ﷺ من صلاة معاوية

دین کے ہر گوشے میں جلوت امیر شام کی
مصطفیٰ ﷺ سے ملتی ہے سنت اُمیر شام کی

معمولات سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

مشہور مورخ کبیر حسین بن علی مسعودی اپنی تصنیف مروج الذهب جلد سوم ص29 پر لکھتا ہے کہ سیدنا معاویہ نماز صبح کے بعد تلاوت قرآن پاک میں مشغول ہو جاتے نماز اشراق ادا فرماتے پھر تمام نمازوں کی بروقت ادائیگی کے ساتھ ساتھ دن رات مخلوق خدا کی خدمت میں صرف فرماتے، پچھلی رات کو اُٹھ کر تہجد ادا فرماتے، رات کو عبادت اور دن کو سخاوت کی انتہا کر دیتے۔

علم وفقہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت سے علم وتربیت حاصل کی اور بکثرت احادیث نبویہ روایت کیں حضرت امام بخاری اور مسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی روایات لی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ رضی اللہ عنہ کے علم و فقاہت کی شہادت دی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا شمار فضلاء صحابہ کرام میں ہوتا ہے اُن کی وسعت علمی کی وجہ سے انہیں حبـــرُ الامۃ اور ترجمان القرآن کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

حلم و حوصلہ

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ حلم وحوصلہ کے حوالے سے بڑی شہرت رکھتے تھے وہ غصہ ضبط کرنے والے اور لوگوں سے عفوودرگزر کرنے میں اپنی مثال آپ تھے اسی طرح وہ اوصاف جن میں آپ رضی اللہ عنہ امتیازی شان رکھتے تھے اُن میں سرفہرست آپ رضی اللہ عنہ کا رعب ودبدبہ، ذہانت وفطانت اور حیلہ گری ہے۔

عقل و دانش اور معاملہ فہمی

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بڑی گہری عقل وفکر کے مالک تھے معاملات کی گہرائی تک رسائی میں خصوصی قدرت رکھتے تھے 40 سال پر محیط اس طویل عرصہ میں آپ فوجی مناصب پر بھی فائز رہے اور شہری ولایت پر بھی۔ جس نے انہیں ملکی سیاست میں بڑا وسیع تجربہ حاصل کرنے اور پیش آمدہ ہر طرح کے حالات وواقعات سے استفادہ کرنے کا موقع فراہم کیا۔

حلم و تحمل

حسنی سید اُحمد بن زینی دحلان مکی شافعی مفتی، فقیہ اور امام الحرمین تھے

صاحب تصانیف کثیرہ ،سب سے اہم مشہور کتاب جو سیرت النبوی ﷺ کے موضوع پر ہے "السیرۃ النبویہ" (مترجم، جلد اول ص287 ناشر ضیاء القرآن، لاہور) میں حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حلم بارے یوں رقمطراز ہیں:

حضرت معاویہ، انتہائی حلیم، صابر اور متحمل مزاج تھے۔

اوصاف و اخلاق

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ دراز قد، سفید رنگ اور خوبصورت تھے۔ آپ لوگوں میں بردبار، باوقار، رئیس، سردار، کریم، عادل اور سریع الفہم تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ سیرت و کردار میں بھی اعلیٰ شخصیت تھے آپ رضی اللہ عنہ کا چہرہ مبارک پروقار اور بردبار تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ذات میں تمکنت کا عنصر پایا جاتا تھا سادہ لباس استعمال فرماتے۔ حضرت امام احمد بن حنبل نے لکھا ہے کہ علی بن ابی جملہ نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ میں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو دمشق میں منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

حلم و سخاوت

حلم و بردباری کے لحاظ سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو دوسرے صحابہ کرام کی نسبت سے ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نہایت سخی اور صاحب جودوسخا تھے خود نبی کریم ﷺ نے اُن کے بارے میں ایک بار ارشاد فرمایا۔

معاویة أحلم أمتي و أجودها

معاویہ میری اُمت میں سب سے زیادہ حلیم و بردبار اور صاحب جودوسخا ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس فرمایا کرتے تھے کہ لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے جودوکرم سے بحر بیکراں کی طرح مستفید ہوتے رہتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی اس خوبی کا

اعتراف "ابن ابی الحدید" نے بھی ان الفاظ میں کیا "کان معاویة جواداً بالمال و الصلات" سیدنا معاویہ مال اور صلہ دینے میں بہت سخی تھے۔

اخلاق و عادات

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ایک نہایت باوقار اور صاحب علم بزرگ تھے علم و بردباری آپ کا خاصہ تھا آپ بیک وقت ایک بہترین کاتب، شاعر، مدبر، حکمران اور خطیب تھے۔ تفقہ فی الدین میں ترجمان القرآن سیدنا ابن عباس کی شہادت ہی کافی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں: انه فقیه ، معاویہ یقیناً فقیہ ہیں

حلم و بردباری

حلم و بردباری میں آپ رضی اللہ عنہ دوسرے صحابہ سے ایک امتیازی حیثیت رکھتے تھے یہاں تک کہ اس بارے میں آپ کی مثالیں دی جاتی تھیں اس باب میں حافظ ابن ابی الدنیا اور ابوبکر بن عاصم نے مستقل تصانیف لکھی ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

معاویه أحلم أمتی و اجودها ، معاویہ میری اُمت میں سب سے زیادہ صاحب علم، بردبار اور جود وسخا کا حامل ہے۔

علامہ ابن کثیر نے آپ کی سیرت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سیدنا معاویہ نہایت عمدہ سیرت کے حامل، بہترین بردبار اور درگزر کرنے والے اور لوگوں کی خطاؤں اور عیوب پر پردہ پوشی کرنے والے ہیں۔

اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان آپ کے حلم و بردباری کی باتوں پر تعجب کیا کرتے تھے اور اُن کے نقش قدم پر چلنا چاہتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ آپ کے بارے میں جبکہ وہ آپ کی قبر کے پاس سے گزر رہے تھے کسی نے پوچھا کہ یہ کس کی قبر ہے تو

آپ نے فرمایا:

قبر رجل كان والله ينطق عن علم ويسكت عن حلم

كان أذا اعطى اغنى واذا حارب افنى

یہ قبر اُس شخص کی ہے کہ بخدا جب وہ بات کرتا تو علمیت سے بات کرتا اور حلم سے خاموش رہتا جب دیتا تو غنی اور مال دار کر دیتا اور جب لڑتا تو نیست و نابود کر دیتا۔

آپ کے حلم و بردباری کی یہ صفت قریباً سب اموی خلفاء نے اپنائی اور کافی حد تک وہ اس میں کامیاب بھی ہو گئے۔

تدبیر و سیاست

تدبیر و سیاست کی استعداد آپ میں فطری تھی سپہ سالاری کا عہدہ مدتوں سے آپ کے خاندان میں چلا آ رہا تھا۔ آپ کی تدبیر مملکت اور سیاست سلطنت کا نتیجہ تھا کہ اہل شام آپ پر جان چھڑکتے تھے اور آپ کے ہر حکم کی دل و جان سے تعمیل کرتے تھے۔ (اسد الغابہ جلد 3 اور طبری جلد 5) آپ کی حسن سیاست کی گواہی سیدنا فاروق اعظم نے بھی دی۔ ایک مرتبہ آپ نے اہل عرب کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

تذكرون كسرى و قيصر و دهماء هما و عندكم معاوية

تم کسری و قیصر کی سیاست و تدبیر کو یاد کرتے ہو حالانکہ تم میں معاویہ موجود ہیں۔

اس بات کو تو تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ آپ کا شمار عرب کے چار مشہور زیرکوں اور سیاست دانوں میں ہوتا ہے۔

فن خطابت

سب سے بڑی بات جو سیدنا معاویہ میں دلوں کو موہ لینے والی، دشمنوں کو

دوست بنانے والی اور نفرت کرنے والوں کو اپنا بنانے والی تھی وہ یہ تھی کہ آپ ایک اچھے خطیب تھے آپ بڑے فصیح و بلیغ اور اچھی دلیل سے بات کرنے والے تھے میدان سیاست میں اس سے بڑی دلیل اور کیا ہوسکتی ہے جو آپ نے اپنے متعلق خود بیان فرمائی ہے۔

''میں نے جو اچھے نتائج حاصل کئے وہ اپنی قوتِ بیان کی بدولت حاصل کیے ہیں اس زمانہ میں 5 بہترین اور چوٹی کے خطبا تھے آپ اُن میں سے ایک تھے۔''

فضل و کمال

سیدنا معاویہ علمی اعتبار سے بھی نہایت اونچے مقام کے آدمی تھے ابتداء ہی سے لکھنا پڑھنا جانتے تھے چنانچہ ظہور اسلام کے وقت پورے عرب میں صرف 17 آدمی لکھنا پڑھنا جانتے تھے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اُن میں سے ایک آدمی تھے۔

شعر و ادب

شعر و ادب میں بھی آپ خاص مذاق رکھتے تھے چونکہ آپ کے والدین بھی شاعر تھے لہٰذا آپ شیریں الفاظ کے بہت شائق تھے اور عرب کی فصاحت و بلاغت کے بہت گرویدہ تھے۔

ظرافت

سیدنا معاویہ ایک ظریف طبع انسان تھے ہر وقت خندہ پیشانی سے لوگوں کو ملتے اسی وجہ سے ہر آدمی بغیر کسی خوف و ہراس کے آپ کو ملتا بلکہ مل کر خوشی محسوس کرتا اور آپ بھی نہایت تپاک کے ساتھ ہر ایک کا خیر مقدم کرتے۔ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا مجھے ایک مکان تعمیر کرنا ہے جس کے لئے مجھے 12 ہزار درخت دیئے جائیں آپ نے اُس سے اُس کے مکان کے وسعت پوچھی تو

اس نے کہا کہ دو فرسخ لمبائی اور دو فرسخ چوڑائی آپ نے پوچھا کہ ایسا مکان ہے کہاں؟
اُس نے کہا بصرہ میں، آپ نے ظرافتاً فرمایا:

لا تقل داری بالبصرة ولکن قل البصرة فی داری

یہ نہ کہو کہ میرا مکان بصرہ میں ہے بلکہ یہ کہو کہ بصرہ
میرے مکان میں واقع ہے۔

فیاضی

آپ رضی اللہ عنہ کی فیاضی کا ابر کرم صحابہ کرام، اکابر قریش اور آل ابی طالب پر برابر برستا رہتا تھا۔ اسی وجہ سے سیدنا ابن عباس فرمایا کرتے تھے، لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے جود و کرم سے بحر بیکراں کی طرح مستفید ہوتے ہیں اور ایک اور موقع پر سیدنا عباس نے فرمایا:

جو لوگ معاویہ کے پاس جاتے ہیں وہ ایک وسیع وادی میں اُترتے ہیں۔

سادگی

آپ رضی اللہ عنہ کو جاہ پسند خلیفہ کہا جاتا ہے حالانکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے آپ کی طبیعت میں بہت تواضع تھی آپ جاہ پسندی، نخوت اور تکبر کو بالکل پسند نہیں فرماتے تھے۔

علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کسی مجمع میں تشریف لے گئے آپ کے جانے پر لوگ تعظیماً کھڑے ہوگئے آپ نے اس فعل کو خلاف سنت خیال کرتے ہوئے لوگوں کو سختی سے اس بات سے منع کیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

من احب ان یتمثل له الرجال قیاماً فلیتبوأ مقعده في النار

جو آدمی پسند کرتا ہے کہ لوگ تعظیماً اُس کے لئے کھڑے ہوا کریں

تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

حدیث : لا أشبع الله بطنه

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل میں مصروف تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے میں ایک دروازے کے پیچھے چھپ گیا آپ ﷺ نے میرے کندھوں کے درمیان تھپکی لگائی اور فرمایا:

اذهب ، وادعُ لي معاوية

جاؤ اور حضرت معاویہ کو میرے پاس بلالاؤ۔ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ رضی اللہ عنہ کھانا کھا رہے تھے، میں واپس آ گیا، آپ ﷺ نے مجھے دوبارہ فرمایا کہ جاؤ اور حضرت معاویہ کو میرے پاس بلالاؤ میں دوبارہ گیا تو وہ ابھی کھانا ہی کھا رہے تھے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ ان کے پیٹ کو نہ بھرے"

❀ (صحیح مسلم حدیث نمبر 2604، کتاب البر والصلۃ) ❀

مذکورہ بالا حدیث سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرتی ہے اس سے سیدنا معاویہ کی ہرگز تنقیص نہیں ہوتی کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہ کلام بطور بددعا نہ تھا بلکہ بطور مزاح تھا، کلام عرب میں ایسی عبارات کا بطور مزاح یا بطور تکیہ کلام استعمال ہونا ایک عام سی بات تھی۔

شارح مسلم شریف، حافظ یحییٰ بن شرف نووی (وصال 676ھ) فرماتے ہیں کہ بعض احادیث میں رسول اللہ ﷺ کی جو (ظاہری) بددعا منقول ہے وہ حقیقت میں بددعا نہیں بلکہ یہ اُن باتوں میں سے ہے جو عرب لوگ بغیر نیت کے بطور تکیہ کلام بولتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان مبارک:

تربت یمینک تیرا داہنا ہاتھ خاک آلود ہو

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ کا فرمان کہ **عقری حلقکِ** تو بانجھ ہو اور تیرے حلق میں بیماری ہو۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ: تیری عمر زیادہ نہ ہو۔

سیدنا معاویہ کے بارے میں آپ ﷺ کا فرمان:

لا أشبع الله بطنه (اللہ تعالیٰ ان کا پیٹ نہ بھرے)

یہ ساری باتیں ایسی ہیں کہ جس سے اہل عرب بدعا مراد نہیں لیتے۔

ایسی باتیں عربوں کے اس طریقے کے مطابق ہیں جس میں وہ کسی کے بارے میں بدعا کرتے ہیں۔ لیکن اس کے وقوع کا ارادہ نہیں کرتے یعنی بدعا کا پورا ہو جانا مراد ہی نہیں ہوتا۔

شارح صحیح البخاری، علامہ ابن بطال (م 449ھ) اس طرح کی عبارت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ ایسے کلمات ہوتے ہیں کہ ان سے بدعا مراد نہیں ہوتی ایسے کلمات صرف تعریف کے لئے استعمال کیے جاتے ہیں جیسا کہ جب کوئی شاعر عمدہ شعر کہے تو عرب لوگ کہتے ہیں "**قاتله الله**" اللہ تعالیٰ اُسے مارے، اس نے عمدہ شعر کہا ہے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے یہ کلمات مبارکہ **لا أشبع الله بطنه** ''اللہ تعالیٰ اُن کا پیٹ نہ بھرے'' یہ الفاظ سیدنا معاویہ کے لئے باعث تقرب الٰہی اور باعث منقبت وفضیلت ہیں، علمائے اہل سنت واہل حق کا یہی فہم ہے۔ امام مسلم کے علاوہ دیگر اہل علم نے بھی اس حدیث مبارکہ کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں شامل کیا ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے ظاہراً یہ بات سمجھ آ رہی ہے کہ سیدنا ابن

عباس ﷛ نے بچے ہونے کے ناطے سیدنا معاویہ ﷛ کو جب کھانا تناول فرماتے ہوئے دیکھا تو واپس لوٹ آئے اور کتابوں میں اس کی بھی قطعاً کوئی دلیل نہیں ملتی ہے کہ حضرت ابن عباس نے حضرت معاویہ ﷛ کو رسول اللہ ﷺ کا یہ پیغام دیا ہو کہ وہ آپ کو بلا رہے ہیں۔

بل ليس فيه ما يدل على أن ابن عباس
قد أخبر معاوية بان رسول الله ﷺ يريده

سیدنا معاویہ ﷛ کی غزوۂ حنین میں شرکت

و معاويه ﷛ من الذين شهد وا غزوة حنين و كان من المومنين الذين انزل الله سكينة عليهم مع النبى ﷺ

حضرت معاویہ کا شمار اُن عظیم لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوۂ حنین میں شرکت فرمائی اور یہ مومنین میں سے ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنی سکنیت اتاری اور اُن کی مدد کے لئے فرشتوں کے لشکروں کو نازل فرمایا۔

فضائل سیدنا معاویہ ﷛

صحابیت، قرابت رسول اللہ ﷺ اور کاتب وحی کے علاوہ حضرت معاویہ کے کثیر خصوصی فضائل ہیں، خیر و برکت کے لئے صرف چند کا ذکر کرتے ہیں۔

خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق ﷛ نے حضرت معاویہ ﷛ کی بہت مواقع پر داد تحسین فرمائی، آپ ﷛ کو دمشق کا حاکم مقرر فرمایا اور پھر دوبارہ کبھی معزول نہ فرمایا، حالانکہ آپ ﷛ کسی بھی حاکم یا والی میں تھوری سی بھی لغزش ملاحظہ فرماتے تو فوراً معزول فرما دیتے تھے جیسے کہ معمولی شکایت پر حضرت سعد بن ابی وقاص یا خالد

بن الولید جیسی بزرگ ہستیوں کو معزول فرمادیا تھا۔

خلیفہ ثالث سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے پورے دور خلافت میں آپ رضی اللہ عنہ کو حکومت کے عہدے پر بحال رکھا اور یہ ان بزرگ خلفائے راشدین کی طرف سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی انتہائی عظمت وامانت کا اقرار واعلان تھا۔

حضرت امام بخاری جیسے بلند پایہ محدث نے صحیح البخاری جلد اول کتاب المناقب ''ذکر معاویہ'' کا عنوان قائم کر کے صحابی اور فقیہ ہونے پر روایات لکھی ہیں۔

امام محمد بن عیسی ترمذی (متوفی 279ھ) نے اپنی کتاب ''سنن الترمذی'' میں باب مناقب معاویہ بن ابی سفیان قائم کر کے اس میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دُعا فرمائی تھی۔

امام اُحمد بن حنبل نے اپنی کتاب فضائل الصحابہ میں فضائل معاویہ بن ابی سفیان کا باب قائم کیا ہے ان کے علاوہ امام ابن قدامہ، امام علی بن حسن قزوینی، امام ابوبکر اُجری، امام صوفی ابوالفتح البغدادی کے علاوہ کثیر اُئمہ ومحدثین وعلمائے سنت نے اپنی کتابوں میں فضائل حضرت معاویہ پر ابواب قائم کیے ہیں اور بہت سے ائمہ نے مستقل کتابیں بھی تصنیف کی ہیں۔

بهترین حاکم

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ❁

ما رأيت رجلا كان اخلق للملك من معاويه

میں نے حضرت معاویہ سے زیادہ حکومت کے لئے موزوں کسی کو نہیں دیکھا۔

شیخ ابوالاسلام امام ابوبکر محمد بن سیرین انصاری تابعی (م 110ھ) فرماتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر نے فرمایا:

كان معاويه أحلم الناس

حضرت معاویہ لوگوں میں سب سے زیادہ حلیم وبردبار تھے۔

❁ سیدنا عمیر بن سعد انصاری فرماتے ہیں: ❁

لاتذكروا معاوية الابخير فانى سمعت

رسول الله ﷺ يقول اللهم اهد به

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خیر سے ہی یاد کیا کرو میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے

اے اللہ! معاویہ کے ذریعے لوگوں کو ہدایت عطا فرما۔

آنکھوں کی روشنی ہے، اُلفت معاویہ رضی اللہ عنہ کی
دل میں بسی ہوئی ہے، چاہت معاویہ رضی اللہ عنہ کی

❁ امام ابوالحجاج مجاھد بن زبیر مکی تابعی فرماتے ہیں: ❁

لورأيتم معاوية لقلتم، هذا المهدى

اگر تم سیدنا معاویہ کو دیکھتے تو کہتے یہ مھدی ہیں۔

❁ امام شھاب الدین ابن حجر مکی شافعی 974م لکھتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن مبارک سے پوچھا گیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز؟ تو آپ نے فرمایا: ❁

والله الغبار الذى دخل أنف فرس معاوية مع رسول الله

خير من مائة واحد مثل ابن عبدالعزيز

اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو گرد وغبار آپ کے
گھوڑے کی ناک میں پڑا وہ بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز جیسی
سو ہستیوں سے بہتر ہیں۔

صاحب فضیلت شخصیت

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی عہد مغلیہ کے مشہور عالم اور مصنف شاہ ولی اللہ (وصال 1763ھ) حضرت مجدد الف ثانی کے انتقال کے تقریباً 80 سال بعد دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے نمایاں کارناموں میں قرآن پاک کا فارسی زبان میں ترجمہ اور کئی اہم کتب کی تصنیف جن کی وجہ سے آپ تاریخ اسلام کے بڑے عالموں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی ریاست اور اُس کے نظام بارے ایک انتہائی قیمتی اور منفرد فارسی کتاب "ازالہ الخلفاء عن خلافة الخلفاء" فارسی زبان میں تحریر فرمائی، اسی کتاب کی جلد اول، فصل پنجم بیان فتن، مقصد اول ص 571 (مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی) میں حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

تنبیہ سوم: **باید دانست کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ یکے از اصحاب آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم وصاحب فضیلتِ جلیلہ در زُمرۂ صحابہ رضوان اللہ علیہم زنہار در حق اُوسوء ظن نکنی ودر ورطۂ سب اونہ اُفتی تا مرتکب حرام نشوی**

تیسری تنبیہ: جاننا چاہیے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ایک شخص تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے اور زمرہ صحابہ رضوان اللہ علیہم میں بڑے صاحب فضیلت تھے تم کبھی اُن کے حق میں بدگمانی نہ کرنا اور ان کی بدگوئی میں مبتلا نہ ہونا ورنہ تم حرام کے مرتکب ہوگے۔

تو عظمتوں کا شہسوار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
سلام تجھ پہ بے شمار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

باب دوم

❁ خلافت مولائے کائنات سیدنا علی رضی اللہ عنہ ❁

❁ جنگوں کے مقتولین ❁

❁ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت ❁

❁ خلافت سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ❁

❁ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے محبت ❁

❁عامُ الجماعة❁

❁ مقام ومرتبہ وفضیلت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ❁

❁ مشاجراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل سنت کا عقیدہ ❁

خلافت مولائے کائنات سیدنا علی رضی اللہ عنہ

خلیفۂ راشد دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کے بعد حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد برادرِ مکرم مولائے کائنات سیدنا علی رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے۔ سرزمین شام مقدس میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے والی حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اصرار کیا کہ بیعت سے پہلے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص لیا جائے یا پھر قاتلین عثمان کو اُن کے حوالے کیا جائے اور اس مطالبہ قصاص دمِ عثمان رضی اللہ عنہ کو اٹھانے میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فرزند اور بالخصوص حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہما کا اسم گرامی علماء نے ذکر کیا ہے وہ اور اہل شام مطالبہ قصاص میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور اہل شام کی رائے قصاص کا حکم بیعت پر مقدم تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت سے کوئی سروکار نہ تھا اور آپ رضی اللہ عنہ نے کئی مواقع پر ارشاد فرمایا تھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حق دار ہیں۔

معزز قارئین کرام! معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ تاریخ وادب کی اکثر کتابیں ضعیف اور موضوع روایات سے بھری پڑی ہیں جن میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مولائے کائنات سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حکومت و امارت اور سرداری کے لئے اختلاف کیا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اختلاف صرف اور صرف اس بات پر تھا کہ کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے رفقاء پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیعت قاتلین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے قصاص لینے سے پہلے واجب ہے یا اُس کے بعد؟

علامہ ابن حجر ھیثمی شافعی اپنی مشہور زمانہ تصنیف "الصواعق المحرقة" میں تحریر فرماتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خلافت کے بارے

میں کوئی تنازعہ نہ تھا کیونکہ اس بات پر اجماع ہے کہ مولائے کائنات سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلافت کے زیادہ حق دار تھے لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عم زادے تھے اور اس حوالے سے وہ اُن کے خون کا مطالبہ کر رہے تھے۔

اندلس کے معروف ومشہور محدث ،مفسر اور امام قاضی ابوبکر محمد بن العربی اپنی مشہور تصنیف **العواصم من القواصم فی تحقیق مواقف الصحابہ بعد وفاۃ النبی** صلی اللہ علیہ وسلم میں تحریر فرماتے ہیں: ایسی روایات بکثرت موجود ہیں اور وہ اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ لے کر اٹھے تھے۔

حافظ ابن حجر اپنی مشہور تصنیف "فتح الباری"، میں تحریر فرماتے ہیں۔

فتراسلوا فلم يتم لهم أمر فوقع القتال الى ان قُتِل من الفريقين

''یعنی جانبین میں مراسلت ہوئی لیکن کسی بات پر معاملہ حل نہ ہوسکا تو قتال واقع ہوا اور فریقین سے لوگ مقتول ہوئے۔''

جانبین کے مقتولین جنتی

یزید بن اصم فرماتے ہیں کہ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان معمولات طے پا گئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنے مقتولین کی جانب نکلے تو فرمایا: ''یہ لوگ بھی جنت میں ہوں گے'' پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقتولین کی طرف چلے اور فرمایا: ''یہ لوگ بھی جنت میں ہوں گے''۔ یہ معاملہ میرے اور معاویہ کے درمیان ہوگا، فیصلہ میرے حق میں دیا جائے گا اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو معاف کر دیا جائے گا مجھے میرے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا تھا۔(**هكذا أخبرني حبيبى رسول الله**)

❁ تاریخ دمشق (ابن عساکر) جلد 59، صفحہ 139 ❁

شہدائے صفین

جنگ صفین کے مقتولین بارے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جب دریافت کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

سئل علي عن قتال يوم الصفين فقال قتلانا وقتلاهم في الجنة

ہمارے مقتول اور اُن کے مقتول جنتی ہیں

❁ عقیدہ اُھل السنۃ فی الصحابہ (ناصر عائض حسن الشیخ) جلد 2 صفحہ 730 ❁

❁ جامع الاحادیث (السیوطی، جلال الدین) جلد 30 صفحہ 402 ❁

جنگوں کے مقتولین

ملک شام کے ایک بلند پایہ محدث اور مورخ حافظ ابوالقاسم علی ابن ابی محمد الحسنی بن ھبۃ اللہ الملقب با بن عساکر جنہوں نے دمشق کی تاریخ پر 80 جلدوں پر مشتمل ضخیم اور مفصل کتاب لکھی جو دنیائے عالم میں ''التاریخ الکبیر الدمشق یا تاریخ مدینہ دمشق'' کے نام سے مشہور ہوئی اس کی جلد اول کے صفحہ نمبر 342 پر آپ نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

أربعة ملاحم فی الجنة ، الجمل فی الجنة وصفین فی الجنة و حرة فی الجنة وكان يكتم الرابعة

چار جنگوں کے شھداء جنت میں ہیں، جنگ جمل، جنگ صفین، جنگ حرہ اور چوتھی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا۔

اسی طرح تاریخ مدینہ دمشق (جلد اول) کے صفحہ نمبر 345 پر ایک عبارت موجود ہے **سئل علی بن ابی طالب عن من قتل بصفین ماھم؟ قال، ھم المومنون:** سیدنا علی بن ابی طالب سے سوال کیا گیا کہ جنگ صفین میں جو مقتول

ہوئے وہ کون تھے جس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ سب مومن تھے۔

❁ مسند احمد (احمد بن حنبل) جلد 12 صفحہ 5 ❁

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کا اختلاف

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے بارے میں وہ ارشاد مبارک جو بطور اعلان تمام شہروں میں ارسال کیا گیا۔

”وکان بدء أمرنا أنا التقينا من أهل الشام ، الظاهر أن ربنا واحد ونبينا واحد ، ودعوتنا فى الاسلام واحدة ، ولا نستزيدهم فى الايمان بالله وا لتصديق لرسوله ، ولا يستزيدوننا ، الامر واحد الاما اختلفنا فيه من دم عثمان و نحن منه براء“

❁ کتاب نہج البلاغہ جلد 3، صفحہ نمبر 114 ❁

ہمارے آپس کے جھگڑے کا آغاز یہ ہے کہ ہم اور شامی آپس میں ٹکرا گے حالانکہ ظاہر ہے کہ ہمارا اور اُن کا رب ایک ہے ہماری دعوت اسلام بھی ایک ہے، ایمان باللہ اور تصدیق رُسل میں، نہ ہم اُن سے کسی اضافے کا مطالبہ کرتے ہیں اور نہ وہ ہم سے کرتے ہیں ہم سب ایک تھے، اختلاف تو صرف حضرت عثمان کے خون میں تھا، حالانکہ اس خون میں ہم بریٔ الذمہ تھے۔

اختلاف کی نوعیت

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں ذاتی نوعیت کا کوئی اختلاف نہ تھا۔ دونوں میں صرف حکمت عملی پر اختلاف تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی

رائے یہ تھی کہ باغیوں کی قوت کو اچھی طرح کچل دیا جائے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خیال یہ تھا کہ اگر ان باغیوں سے اس وقت انتقام لیا گیا تو اُن کے قبائل اٹھ کھڑے ہوں گے جس سے بہت بڑی خانہ جنگی پیدا ہو گی۔ باغی چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکومتی معاملات پر قبضہ کئے بیٹھے تھے، اس وجہ سے انہوں نے پوری کوشش کی کہ شام پر حملہ کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی قوت کو ختم کر دیا جائے۔ اس کی وجہ سے جنگ صفین ہوئی جسے مخلص مسلمانوں نے بند کروا دیا۔ اس طرح سے باغیوں کا یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا محاربین بارے موقف

عن جعفر عن أبيه أن علياً عليه السلام كان يقول لاهل حربه انا لم نقاتلهم على التكفير لهم ولم يقاتلونا على التكفير لنا ولكن رأينا أنا على حق ورأوا أنهم على حق.

❁ کتاب قرب الاسناد، للشیخ عبداللہ بن جعفر الحمیری صفحہ 45 طبع تہران حدیث 297/302 ❁

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنے محاربین کے متعلق فرماتے تھے، ہم اُن سے اس لئے نہیں لڑے کہ وہ کافر تھے اور نہ وہ ہم کو کافر کہتے تھے بلکہ وجہ یہ ہوئی کہ ہم نے اپنے آپ کو حق پر سمجھا اور انہوں نے خود کو حق پر سمجھا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُنکے ساتھیوں کا ایمان

بیہقی وقت، صاحب تصانیف کثیرہ اور تفسیر مظہری کے مصنف حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (وصال 1225ھ) اپنی مشہور تصنیف "السیف المسلول" کے

صفحہ نمبر 375 پر تحریر فرماتے ہیں:

حضرت معاویہ کا ارادہ بغاوت کا نہ تھا بلکہ طلب قصاص کی بناء پر ایک اجتہادی غلطی ہوئی جس میں اُن کو ایک ثواب بھی ملے گا، اس بناء پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھی گناہ گار نہیں قرار دیئے جا سکتے۔

سب و شتم کی روایت

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب و شتم کی تمام روایتیں ضعیف، مجروح اور بسا اوقات موضوع ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے جانشین اموی خلفاء نے اس فعل کا ارتکاب نہیں کیا اور یہ اُن پر اتہام ہے۔

خلافت راشدہ (ظاہری و باطنی)

مراکش کے ایک عظیم عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ادیب، مورخ، محدث اور فقیہ فقہ مالکیہ حضرت قاضی عیاض مالکی کی مشہور زمانہ تالیف "الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" پر ملک مصر کے ایک عالم اور ادیب حضرت علامہ احمد شہاب الدین الخفاجی المصری الحنفی نے ایک مبسوط شرح "نسیم الریاض" کے نام سے تحریر فرمائی جس کی جلد نمبر 3، صفحہ نمبر 30 (ناشر دار الکتب العلمیہ، بیروت) پر ظاہری و باطنی خلافتوں کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

لابد له من خليفة فى أرضه ، وأنه قديكون متصرفاً ظاهراً فقط كالسلاطين ، وباطناً كالا قطاب ، وقد يجمع بين الخلافتين كا لخلفاء الراشدين ، كابى بكر ، وعمربن عبدالعزيز:

اللہ تبارک وتعالیٰ زمین میں اپنا ایک خلیفہ رکھتا ہے اور وہ کبھی ظاہراً

> تصرف کرتا ہے، جیسے اقطاب اور کبھی اللہ تعالیٰ یہ دونوں خلافتیں ایک ہی آدمی میں جمع فرما دیتا ہے جیسا کہ خلفائے راشدین (یعنی سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ) اور حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں۔''

خلفائے اَربعہ کو ظاہری و باطنی دونوں خلافتیں اور حکمرانیاں عطا ہوئیں اور وہ زمین پر حکومت کرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کے دلوں پر بھی حکومت کرگے۔ کتاب ''سراج العوارف في الوصايا والمعارف'' میں مصنف حضرت سید شاہ ابوالحسین اَحمد نوری فرماتے ہیں:

> خلفائے اَربعہ مقام قطبیت پر فائز تھے اور انہیں ظاہری و باطنی حکومت عطا ہوئی اور وہ زمین پر حکومت کرنے کے ساتھ دلوں پر بھی حکومت کرتے تھے۔

شہادتِ مولائے کائنات

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو 19 رمضان المبارک 40 ہجری صبح کے وقت کوفہ کی مسجد میں عین حالت نماز میں زہر میں بجھی ہوئی تلوار سے زخمی کیا گیا دو روز تک بستر بیماری پر رہے اور اس دوران زہر کا اثر پورے جسم مبارک میں پھیل گیا تھا اور 21 رمضان المبارک کو نماز صبح کے وقت آپ رضی اللہ عنہ بارگاہ رب العزت میں پیش ہو گئے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ و امام حسین رضی اللہ عنہ نے تجہیز و تکفین کی اور سرزمین نجف میں دفن کر دیئے گئے۔

سیدنا معاویہ کو اطلاع

علامہ ابن کثیر دمشقی اپنے تصنیف (البدایہ والنہایہ جلد 8) میں تحریر فرماتے

ہیں کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کی اطلاع جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ بے ساختہ گریہ کرنے لگے اور اپنی اہلیہ سے یوں ارشاد فرمایا کہ تو نہیں جانتی کہ اہل اسلام کا فضیلت، فقہ اور علم میں کسی قدر نقصان ہوا ہے؟

کئی بار رُویا وہ ذکر علی رضی اللہ عنہ پر
وہ جاں دیتا ساری ہی آلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر

سیدنا علی رضی اللہ عنہ حق پر

مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جو معاملات ہوئے اُن میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خطا پر تھے لیکن آپ رضی اللہ عنہ کی خطا، خطائے اجتہادی تھی کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ مجتہد ہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ کے بارے میں فرمایا۔ "انه فقيه" یعنی یہ فقیہ و مجتہد ہیں، حکم یہ ہے کہ صحابہ کرام کے درمیان ہونے والے معاملات میں خاموشی اختیار کرنا واجب ہے اور ان سب کی اچھی باتوں اور اُن کے فضائل و تعظیم کا اظہار واجب ہے۔

حضرت معاویہ کی سیدنا علی سے محبت

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے بھرپور محبت کا اندازہ اس ایک واقعہ سے ہی بخوبی لگایا جا سکتا ہے اس کو علامہ ابن عبدالبر نے اپنی تصنیف "الاستیعاب" میں اور دوسرے علماء نے بھی ذکر کیا ہے۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے خاص لوگوں میں سے ایک شخص ضرار بن ضمرہ بھی تھے آپ رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ضرار بن ضمرہ سے کہا کہ تم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے کچھ

اوصاف بیان کرو انہوں نے معذرت چاہی جس پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اصرار فرماتے ہوئے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم اُن کے اوصاف ضرور بیان کرو۔ پس ضرار بن ضمرہ نے جب مولائے کائنات سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کرنا شروع کئے تو اُن کو سن کر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ رونے لگے اور اتنا روئے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی ریش مبارک تر ہوگئی اور ہر شعر پر فرماتے تھے کہ واقعی حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسے ہیں اور پھر قصیدے کے اختتام پر شاعر کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کئی ہزار اشرفی انعام دیا۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا علمی مقام

ایک شخص نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کوئی دینی مسئلہ پوچھا جس پر آپ نے فرمایا کہ اس بارے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھ لیں وہ مجھ سے زیادہ بڑے عالم ہیں۔ اُس شخص نے کہا کہ آپ کی رائے میرے نزدیک سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی رائے سے زیادہ پسندیدہ ہے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو نے بہت ہی بُری بات کی ہے جو قابل مذمت ہے، کیا آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی رائے کو ناپسند کر رہے ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم سے عزت بخشی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ علی رضی اللہ عنہ میرے لیے وہی حیثیت رکھتے ہیں جو کہ حضرت موسیٰ کے نزدیک حضرت ہارون علیہما السلام کی تھی، فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

❁ تاریخ دمشق (ابن عساکر) جلد 42 صفحہ 170 ❁

خلافت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد وابستگان دامن مولائے کائنات رضی اللہ عنہ نے متفقہ طور پر امام حسن رضی اللہ عنہ کو مسند خلافت پر متمکن کر دیا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے عہدہ خلافت کو قبول کرنے سے پہلے یہ شرط لگا دی تھی کہ مجھے ہر معاملہ

میں کلی اختیار ہوگا کہ جس سے چاہوں صلح کرلوں اور جس سے چاہوں جنگ کروں۔
رمضان المبارک سال40ھ کو باقاعدہ طور پر آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوگے۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو آپ کے والد گرامی سیدنا علی رضی اللہ عنہ قبل از وفات وصیت فرما چکے تھے کہ میرے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کو تسلیم کرنے میں ذرا بھی ناگواری محسوس نہ کرنا وگرنہ سر مونڈھوں سے حنظل کی طرح کٹ کر گریں گے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ یہ بخوبی جانتے تھے کہ اس وقت اُمت کی کشتی منجدھار میں ہچکولے کھا رہی ہے اور موجودہ لوگوں میں سوائے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اور کسی شخصیت میں اتنی فکری صلاحیت اور عملی قابلیت نہیں کہ وہ اس ڈوبتی کشتی کو ساحل مراد تک پہنچا سکے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے بیعت کے بعد ایک مجمع عام میں بیعت کرنے والوں کو مخاطب کر کے صاف الفاظ میں اپنے والد گرامی کی اس وصیت کا ان الفاظ میں اعلان فرمایا کہ میرے والد محترم فرمایا کرتے تھے:

''معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت سے ناگواری محسوس نہ کرنا کیونکہ اگر تم نے اُس کو بھی کھو دیا تو تم دیکھو گے کہ اس قدر بدنظمی ہو جائے گی کہ لوگوں کے سر حنظل کی طرح شانوں سے کٹ کٹ کر گریں گے۔''

کتاب البدایۃ و النھایۃ کے مطابق ایک تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو وصیت کر گئے تھے کہ میرے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لینا دوسرا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنی صلح جویانہ اور امن پسندانہ طبیعت کے پیش نظر اور پھر گذشتہ پانچ سال کی تاریخ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے تھی، اسی طرح حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ یہ بھی سمجھتے تھے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا کیا مقام ہے اور اس وقت ملت اسلامیہ کو اُن کی خدمات کی کس قدر ضرورت ہے، لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ نے اُمت کی خیر خواہی کے لئے

منصب خلافت سے دستبرداری کا مصمم ارادہ کر لیا اور پھر اس ضمن میں اپنے تایا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور دوسرے احباب سے اپنے اِس ارادے کا اِن الفاظ میں اظہار فرمایا:

میں نے ایک رائے قائم کی ہے اس بارے میں تم سے مشورہ لیتا ہوں امید ہے کہ تم ضرور میری تائید کرو گے دیکھو! ملک میں فتنہ و فساد کی آگ برابر بڑھ رہی ہے، کشتی اُمت ہچکولے کھا رہی ہے، آپس کے تعلقات کا کوئی پاس نہیں، راستوں میں سے امن و امان اٹھتا جا رہا ہے، سرحدیں بیکار ہو گی ہیں لہٰذا میں خلافت چھوڑ کر مدینہ طیبہ جانا چاہتا ہوں۔

(یہ عبارت علامہ ابن عساکر کی جلد دوم اور تہذیب التھذیب کی جلد دوم میں موجود ہے۔)

اس مشورہ کے جواب میں ہر ایک نے یہی کہا کہ اُمیر المومنین! آپ ہم سے اس معاملہ میں بہتر سمجھتے ہیں اور آپ کی طبیعت سے ہر ایک واقف بھی ہے آپ کی اس روش سے بھی آشنا ہیں جو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ میں آپ کی تھی۔ آپ تو اس وقت بھی جنگ وقتال کے سخت خلاف تھے آپ کی تو اس وقت بھی یہ خواہش تھی کہ اختلافات کا فیصلہ مشورہ و مصالحت سے کیا جائے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حالات و واقعات کا پورا جائزہ لیا، مسلمانوں کے خون کو بچانے، اُمت کو متحد کرنے اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے اخروی اجر وثواب کے حصول کے لئے صلح کی راہ اپنانے، وحدتِ اُمت کا تاج اپنے سر پر سجانے اور تمام تر قوت وطاقت کے باوجود حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایسی شان دار

صلح کرنے میں کامیاب ہو گئے جس کا رہتی دنیا تک اُن کے شاندار اور قابل فخر کارناموں میں شمار ہوتا رہے گا۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کرنے اور مسلمانوں کے خون کو بچانے کے لئے وہی کردار ادا کیا جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قرآن پاک جمع کر کے اور خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین سے جنگ کر کے ادا کیا تھا۔

یہ میرا بیٹا سید ہے

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے نواسہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لئے یہ دعا کرنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی وجہ سے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کروائے گا یہ اُسی بابرکت دُعائے مقبول کا نتیجہ تھا کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ مکمل اعتماد اور دل کی گہرائیوں سے صلح پر راضی ہو گئے۔

ماہ ربیع الاول شریف سال 41ھ کو چند شرائط پر صلح کا تحریری معاہدہ مرتب ہوا بعض روایات میں یہ آتا ہے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے جو شرائط حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ کر ارسال کی تھیں اُن کے دمشق پہنچنے سے قبل ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک سادہ کاغذ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ بھیج دیا اور لکھا کہ جو شرائط آپ لکھنا چاہیں اُس کاغذ پر لکھ کر بھیج دیں وہ سب قبول ہوں گی۔

- مورخ ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے نہ صرف خلافت سے دستبرداری کا اعلان کیا بلکہ ایک مجمع عام کے سامنے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت بھی فرمائی۔
- خلافت کی سپردگی کے لئے جو شرائط دونوں بزرگوں کے مابین طے ہوئی تھیں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پوری زندگی اُن پر کاربند رہے۔

حسنین کریمین کی بیعت

کتاب "اختیار معرفة الرجال المعروف به رجال الکشی" تالیف شیخ الطائفۃ ابی جعفر محمد بن الحسن الطّوسی (وصال 460ھ) صفحہ نمبر 104 تحت ذکر "قیس بن سعد بن عبادہ" اشاعت 1427ھ فرماتے ہیں۔

قال، سمعت أبا عبدالله يقول أن معاوية كتب الى الحسن بن علی أن أقدم أنت والحسين وأصحاب علي، فخرج معهم قيس بن سعد بن عبادة الانصارى وقدموا الشام، فأذن لهم معاوية وأعد لهم الخطباء، فقال، ياحسن قم فبايع، فقام، ثم بايع، ثم قال للحسين فبايع، فقام فبايع، ثم قال يا قيس فبايع، فالتفت الى الحسين ينظر ما يأمره، فقال، يا قيس أنه أمامي يعنى الحسن.

راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ آپ (حسن رضی اللہ عنہ)، حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو لے کر میرے ہاں تشریف لائیں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ جب انہیں لے کر نکلے تو اُن کے ساتھ قیس بن سعد بن عبادہ انصاری بھی تھے شام پہنچے تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں خوش آمدید کہا اور اُن کے لئے خطیب مقرر کیے پھر کہا اے حسن رضی اللہ عنہ! اُٹھیے اور بیعت کریں وہ اٹھے اور بیعت کی پھر امام حسین کو کہا آپ اُٹھیں اور بیعت کریں تو انہوں نے بھی اُٹھ کر بیعت کی پھر قیس سے کہا تم بھی اُٹھو اور بیعت کرو تو اُس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اِس ارادے سے

دیکھا کہ آپ اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا قیس! امام حسن! میرے امام ہیں یعنی اُن کی بیعت کر لینے کے بعد ہمیں تردد نہیں ہونا چاہیے۔

شرائط صلح کی ایک اہم شرط

اُستاد عبد الوھاب نجار کی مشہور کتاب ''الخلفاء الراشدون'' میں ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کی شرائط میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ وہ اہل مدینہ، اہل حجاز اور اہل عراق کے کسی بھی شخص سے کسی بھی چیز کا مطالبہ نہیں کریں گے اسی طرح اس بات پر بھی اتفاق ہوا تھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ایام خلافت میں جو کچھ بھی ہوا اُس کا کسی سے کوئی مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ یہ اصول انتہائی اہمیت کا حامل تھا جس کا مقصد ماضی کو بھلا کر تاریخ کا نیا باب رقم کر کے حاضر اور مستقبل پر توجہ دینا تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ صلح کا یہ معاہدہ فریقین کے تمام لوگوں کے لئے عام معافی کی بنیاد پر ہوا اور پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس معاہدہ کی مکمل پاسداری کی اور عملاً کسی کو بھی اُس کے کسی گذشتہ گناہ کی سزا نہ دی اس سے ہر طرف امن کا دور دورہ رہا اور خون محفوظ رہے۔

حسنین کریمین کا بیعت کرنا اور قائم رہنا

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور تاحیات اُسی بیعت پر قائم رہے اور اسی طرح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن شرائط میں کمی بیشی یا کوتاہی نہیں کی جو بوقت بیعت ان کے اور حسنین کریمین کے درمیان طے پائی تھیں یہی وجہ ہے کہ حسنین کریمین اُن سے ہمیشہ خوش رہے اور اُن کی طرف سے آنے والے ہدایا اور نذرانوں کو بخوشی قبول فرماتے رہے۔

بیعت توڑنا ناممکن!

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تو سبائیوں نے جو صلح کے مخالف تھے حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو آمادہ کرنا چاہا کہ وہ بیعت ختم کر کے مقابلہ کریں لیکن سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے صاف صاف انکار کرتے ہوئے فرمایا:

''ہم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی عہد کر لیا ہے
اور اب ہمارا بیعت توڑ نا ممکن نہیں۔''

❁اخبار الطوال ص234 / اختیار معرفۃ الرجال، رجال کشی صفحہ 102❁

امورِ مملکت کسی نااَہل ہاتھوں کو دیئے؟

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنا حق خلافت ''حق تمام و کمال'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہونے کے ساتھ اُن کی بیعت بھی کر لی تھی اور اِس کے لئے حضرت امام حسن کو بعد اپنوں کی نامناسب باتیں سننا بھی قبول کر لیا تھا لیکن یہ تو مخالفان نے بھی الزام نہیں لگایا تھا کہ انہوں نے امورِ مملکت کسی نااہل ہاتھوں میں سونپ دیئے تھے۔

حضرت معاویہ کی امام حسن رضی اللہ عنہ سے عقیدت

کتاب ''انساب الاشراف'' (ناشر مکتب البحوث، دار الفکر بیروت لبنان) کی جلد نمبر 5 کے صفحہ نمبر 110 پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملاقات اور باہمی احوال پر گفتگو کا تذکرہ بہت خوبصورت انداز میں تحریر ہے اور اس واقعہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے عقیدت و محبت کا بھرپور مظاہرہ نظر آتا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں:

یـا ابـن اخـی بـلغني ان علیک دیناً قال ان عليَّ دیناً قال و کم هو؟ قال مائة الف ، قال فقد أمرنا لک بثلاث مائة الف ، مائه الف لقضاء دنیک ومائة الف تقسمها فی اهل بیتک و مائة الف لخاصة بدنک ...

اے میرے برادرزادے! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ پر کچھ قرض ہے جس پر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یقیناً میں مقروض ہوں، دریافت کیا کہ وہ کتنی مقدار ہے؟ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک لاکھ، اس پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آپ رضی اللہ عنہ کے لئے تین لاکھ درہم کی ادائیگی کا حکم دے دیا ہے اس میں سے ایک لاکھ سے تو آپ اپنا قرض ادا کریں، ایک لاکھ اپنے اہل بیت میں تقسیم کرلیں اور ایک لاکھ آپ رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس کے لئے ہے۔

حضرت معاویہ اور امام حسین کا باھمی تعلق

حضرت علی بن عثمان ہجویری المعروف بہ حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ اپنی مشہور زمانہ فارسی تصنیف مبارکہ ''کشف المحجوب'' کے باب فی ذکر ''أئمتهم من اهل البيت'' کے صفحہ نمبر 103 پر ایک حکایت درج فرماتے ہیں:

حکایات یافتم که روزی مردی بنزدیک وی آمد و گفت یا پسر رسولِ خدای من مردِ درویشم و اطفال دارم مرا از تو قوت امشب می باید. حسین وی را گفت بنشین که ما را رزقی در راه است تا بیارند بسی بر نیامد که پنج صُره از دینار بیاوردند از نزد معاویه رضی اللہ عنہ اندر هر صُره هزار دینار و گفتند که معاویه رضی اللہ عنہ از تو عذر می خواهد و می گوید که این مقدار........

میں نے ایک حکایت میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ ایک دن ایک شخص آپ رضی اللہ عنہ (امام حسین رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایک فقیر آدمی ہوں اور میرے بال بچے ہیں، آپ سے آج کی رات کا قوت چاہتا ہوں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ میرا رزق آ رہا ہے راستہ میں ہے جب آ جائے گا تجھ کو بھی دونگا تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ پانچ تھیلی دیناروں سے بھری ہوئی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے آئیں اور ہر ایک تھیلی میں ہزار ہزار دینار تھے وہ تھیلیاں آپ کی خدمت میں پیش کی گئیں اور کہا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ سے عذر چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس تھوڑی سی مقدار کو آپ اپنے اہل وعیال میں خرچ کریں تا کہ اُن کی غمخواری اچھی طرح سے ہو، اس وقت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس فقیر کی طرف اشارہ کیا اور وہ پانچوں تھیلیاں اس کو دیدیں اور اس سے معافی چاہی۔

فرمودات از اکابرین اُمت

خلیفہ راشد مولائے کائنات حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے مختلف مواقع پر حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشادات فرمائے، جب محارب وقتال وقوع پذیر ہو چکے تھے تو اُس کے بعد کچھ لوگ ان معاملات بارے غلو کرنے لگے اور جب سیدنا کرم اللہ وجہہ کو معلوم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب فرمایا: **لاتقولوا الا خیرا** یعنی اُن لوگوں کے حق میں کلمہ خیر کے سوا کچھ نہ کہو۔

مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ جب صفین سے واپس لوٹے تو ارشاد فرمایا:

أیها الناس، لاتکرهوا أمارة معاویة ، فانکم لو
فقد تموه لرأیتم الرؤس تندر من کواهلها کا لحنظل.

کہ امارت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مکروہ مت جانو کیونکہ جب یہ امارت ختم ہو جائے، تو تم دیکھو گے کہ تمہارے سروں کو تمہارے دوش سے حنظل کی طرح زائل کر دیا جائے گا۔

❁ تاریخ دمشق (ابن عساکر، ابوالقاسم) جلد 59 صفحہ 152 ❁

❁ الخصاص الکبریٰ (السیوطی، جلال الدین جلد 2 صفحہ 236 ❁

خلافت میں اختلاف کے وقت خلیفہ کون تھا؟

حضرت امام ابی المحاسن عبدالواحد بن اسماعیل الرویانی (وصال 502ھ)

اپنی تصنیف "بحر المذهب فی فروع المذهب الشافعی" میں تحریر فرماتے ہیں:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں خلیفہ نہیں تھے بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وصال اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے امورِ خلافت ان کے سپرد کرنے کے بعد وہ خلیفہ برحق اور امام صادق مقرر ہوئے۔

عہد خلافت راشدہ کا اختتام

مسند امام احمد میں ہے کہ خلافت راشدہ علی منہاج النبوۃ کے دور کا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہونے کے ساتھ اختتام ہو گیا۔ حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا تم میں نبوت باقی رہے گی پھر جب اللہ چاہے گا تو اُسے اٹھا لے گا پھر خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی اور جب اللہ چاہے گا وہ باقی رہے گی پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اسے اٹھا لیا جائے گا پھر بادشاہت قائم ہوگی اور جب تک اللہ چاہے گا وہ باقی رہے گی پھر جب اللہ چاہے گا تو اسے بھی اٹھا لیا جائے گا اُس کے بعد جبری بادشاہت قائم ہوگی اور جب تک اللہ چاہے گا وہ باقی رہے گا اور پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اسے اٹھا لیا جائے گا اس کے بعد پھر خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی اور اس کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

عامُ الجماعة ، اجماع اُمت

سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین جو صلح قرار پائی، اسلام کے نزدیک اس کی بڑی اہمیت ہے اور اس صلح مبارک کے ذریعے مسلمانوں کے درمیان ایک بہت بڑے انتشار کا خاتمہ ہوا اور اہل اسلام ایک کلمہ پر مجتمع ہو گے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا متفقہ امیر اور خلیفہ تسلیم کر لیا اور جو حضرات حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور سے بیعت خلافت سے اجتناب اور علیحدگی اختیار کئے ہوئے تھے اُن حضرات نے بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو بالاتفاق خلیفہ تسلیم کر لیا اور اُن پر رضامند ہو گے اس بناء پر اس سال کو ''**عامُ الجماعة**'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

ارشاد غوث اعظم رضی اللہ عنہ دربارۂ اجماع اُمت

حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اجماع اُمت کے اس سال پر اپنی تصنیف ''الغنية...'' کے صفحہ نمبر 162 پر اس طرح ارشاد فرماتے ہیں:

فوجبت أمامته بعقد الحسن له ، فسمي عامه ''عامُ الجماعة'' لارتفاع الخلاف بين الجميع واتباع الكل لمعاوية رضی اللہ عنہ ،لانه لم يكن هناک منازع ثالث في الخلافة.

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح ہونے کی بناء پر حضرت معاویہ کی امامت واجب ہوگئی اور پھر اس سال کو عام الجماعۃ (جماعت کا سال) کہا جاتا ہے کیونکہ مسلمانوں کی جماعت سے اختلاف ختم ہوا اور تمام نے حضرت معاویہ کی اتباع کی اور پھر اس لیے بھی کہ خلافت کا کوئی تیسرا مدعی نہ تھا۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی ''سیدنا معاویہ'' کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ ماہ ربیع الثانی یا اوائل ماہ جمادی الاول 41ھ اجماع اُمت کی طرف سے سیدنا معاویہ

خلیفہ مقرر کے گئے اور یہ وہ سال ہے جس میں روئے زمین پر صرف سیدنا معاویہ ہی واحد خلیفہ تھے تمام مسلمانوں کے متفق ہونے کی وجہ سے اس سال کا نام "عــــــامُ الجماعۃ" یعنی سالِ جماعت رکھا گیا۔

ملت اسلامیہ نے 6-5 سال کے تفرقہ اور اختلافات کے بعد اس سال ایک خلیفہ پر اجماع کیا تھا اور تمام مسلمان ایک پلیٹ فارم پر اس طرح جمع ہو گئے جس طرح خلفائے راشدہ کے دور میں تھے، اسی بناء پر غیر مسلم مورخین نے یہاں تک لکھا ہے کہ حضرت معاویہ دولت اسلامیہ کے دوسرے مؤسس کبیر (بانی) تھے۔ پوری اُمت ایک بار پھر جمع ہوگی اور جملہ اختلافات ختم ہو گئے اور پھر ترقی کا دور دورہ شروع ہوگیا۔

مقام و مرتبہ و فضیلتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

جس طرح نبوت اور رسالت اللہ تبارک وتعالیٰ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتے ہے اسی طرح صحابیت بھی ارتقاء نہیں بلکہ عطا ہے، کسبی نہیں وھبی ہے نہ تو علم پر صحابیت ملتی ہے اور نہ ہی عمل پر بلکہ یہ ایک عطاء الٰہی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم میں یہ بات پہلے سے طے شدہ تھی کہ فلاں فلاں صحابی ہوگا، اس لئے جملہ صحابہ کرام تمام اُمت سے افضل ہیں اور اب کوئی اس زمرۂ مقدسہ میں شامل نہیں ہوسکتا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "تکمیل الایمان" میں فرماتے ہیں کہ ہم صحابہ کا ذکر صرف خیر سے ہی کرتے ہیں اور اہل سنت و جماعت کا طریقہ بھی یہی ہے کہ صحابہ کا ذکر خیر سے کیا جائے اور اُن پر لعن، طعن، تشنیع او اعتراض و انکار نہ کیا جائے اور اُن سے سوٗ ادبی نہ کی جائے کیونکہ ان حضرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے اور ان کے فضائل و مناقب میں آیات واحادیث بکثرت موجود ہیں۔

اصحابِ رسول ﷺ کلھم عدول

صحابہ کرام کے بارے میں ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ تمام کے تمام صحابہ کرام عدول ہیں یعنی دیانت دار، عدل وانصاف کرنے والے، حق پر ڈٹ جانے والے اور خواہشات کی طرف مائل نہ ہونے والے ہیں یہ سب عدول کے معنی میں شامل ہیں اور اُمت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ عدول ہیں۔ (العواصم من القواصم فی تحقیق مواقف الصحابہ۔۔تالیف قاضی ابوبکر بن العربی)

صحابہ کرام ستاروں کی مانند ھیں

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں اُن میں سے جس کسی کی بھی اقتداء کرو گے، ہدایت پالو گے۔

اصحابی کالنجوم فبأیھم اقتدیتم اھتدیتم

صحابہ کرام کی عزت و توقیر

عظیم عاشق رسول ﷺ، محدث، مورخ حضرت قاضی عیاض مالکی (544ھ) اپنی مشہور زمانہ مایہ ناز کتاب ''شفاء شریف'' میں صحابہ کرام کی عزت وتوقیر بارے تحریر فرماتے ہیں: صحابہ کرام میں سے کسی کو بھی برائی سے یاد نہ کیا جائے اور نہ کسی پر کوئی عیب والزام منسوب کیا جائے بلکہ اُن کے فضائل ومناقب، حسنات وبرکات اور خصائل محمودہ کو یاد کیا جائے اور ان کے سوا دیگر امور میں سکوت وخاموشی اختیار کی جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے تمام صحابہ کرام کی تعریف فرمائی ہے اور ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اُن کی عزت وتعظیم کریں۔ حضرت امام ابونعیم اصبہانی فرماتے ہیں: اصحاب رسول ﷺ کے بارے میں مسلمانوں پر فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی مدح میں جو کچھ فرمایا ہے اور اُن کے اچھے افعال وکارناموں کی جو

تعریفات کی ہیں انہیں بیان کیا جائے۔

صحابہ کرام سے محبت

حضور پُرنور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: اکرموا اصحابی فأنھم خیارکم میرے صحابہ کی عزت کرو کیونکہ وہ تمہارے بہترین ہیں۔

حضوت امام بشر بن الحارث الحافی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اوثق عملی فی نفسی حب اصحاب محمد ﷺ: میرے نزدیک میرا سب سے پختہ عمل محمد ﷺ کے صحابہ کرام سے محبت ہیں، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب اس معاملے میں غور کیا تو یہ بات معلوم ہوئی کہ تمام لوگوں کے لئے توبہ ہے مگر جو صحابہ کرام پر حرف گیری کرتا ہے تو اس کے لئے توبہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُس سے توبہ کی توفیق سلب کر لی ہے۔

اُمت کے شریر لوگ

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً یہ حدیث پاک مروی ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا بے شک میری اُمت میں سب سے شریر وہ لوگ ہیں جو میرے صحابہ پر (سب وشتم کرنے میں) جری ہیں۔

❁ سنن ترمذی ابواب المناقب عن رسول اللہ ﷺ، باب فی من سبَّ اصحاب ❁

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس حدیث کی سند رسول اللہ ﷺ تک پہنچاتے ہوئے فرمایا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو بُرا بولیں تو یہ کہو تمہارے شر پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

حضرت ابن عباس سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے صحابہ کو گالی دی تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔

تمام صحابہ جنتی ہیں

تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی لاریب کتاب قرآن مجید (پارہ 27، سورۃ الحدید، آیت نمبر 10) میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان سب سے "حُسنی"، یعنی جنت کا وعدہ فرمالیا ہے اور اس وعدہ مبارکہ میں مومنین قبل فتح مکہ اور مومنین بعد فتح مکہ سب شامل ہیں۔

حافظ ابن حجر العسقلانی، شیخ سفارینی اور علامہ ابن حجر مکی نے ابن حزم کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ تمام صحابہ کرام قطعی جنتی ہیں کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا کہ صحابہ کرام چاہے فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے ہوں یا فتح مکہ کے بعد، بے شک سب اہل جنت ہیں۔

تعداد صحابہ و درجہ صحابیت میں یکساں

صحابہ کرام کی تعداد انبیاء کرام کی تعداد کے برابر کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے جیسے انبیاء کرام مختلف درجے والے ہیں ایسے ہی صحابہ کرام مختلف فضائل و مراتب کے حامل ہیں لیکن درجہ صحابیت میں تمام کے تمام یکساں ہیں۔ اس میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ انبیاء کرام کی طرح صحابہ کرام کے درمیان بھی درجات کا فرق ہے لیکن جس طرح ہر نبی پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح ہر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت واحترام ہم پر لازم ہے اور اُن کی گستاخی جرم عظیم ہے۔ حضور داتا گنج بخش علی ہجویری اپنی مشہور زمانہ کتاب "باب ذکر اہل الصفہ" میں فرماتے ہیں: تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مرتبہ صحابیت میں یکساں ہیں اُن کا زمانہ سب زمانوں سے ہر لحاظ سے افضل تھا در حقیقت صحابہ کرام کا زمانہ ہی خیر القرون تھا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے سرفراز فرمایا اور اُن کے دلوں کو تمام عیبوں سے محفوظ رکھا تھا۔

ایک لاکھ 24 ہزار پیغمبروں میں سے ہر پیغمبر و نبی تمام دنیا سے اعلیٰ ہیں اس نبوت کی صفت میں تمام یکساں ہیں مگر بعض کے کچھ خصوصی صفات قرآن یا حدیث میں بیان ہوئے بعض کے صرف نام آئے اور اکثر وہ ہیں کہ جن کے نام سے بھی دنیا واقف نہیں مگر ایمان سارے نبیوں پر ہے۔ کسی کی توہین کرنا کفر ہے اسی طرح تمام صحابہ وصف صحابیت میں برابر ہیں مگر پھر اُن میں سے بعض کے خصوصی فضائل قرآن یا حدیث میں وارد ہوئے کچھ کے نام ہی صرف معلوم ہو سکے اور اکثر کے نام کی بھی خبر نہیں مگر صحابیت میں سب یکساں ہیں۔ سب کی تعظیم وتوقیر واجب ہے کسی بھی صحابی کی گستاخی محرومی کا باعث ہے جس پر قرآن کریم اور احادیث صحیحہ وارد ہیں۔

مشاجراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلافات اور باہمی جنگوں کے واقعات کو ''مشاجراتِ صحابہ'' کے عنوان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مشاجرہ سے مراد درختوں کا گھنا ہونا یا درخت کی شاخوں اور ڈالیوں کا ایک دوسرے میں گھس جانا اور آپس میں ٹکرانا ہے۔ اسی طرح اس کا اطلاق، جھگڑے اور نزاع کے معانی میں ہوا ہے، علماء نے صحابہ کرام کے درمیان جو اختلافات پیش آئے اور کھلی جنگوں تک نوبت پہنچ گئی تو ان کو جنگ وجدل سے تعبیر نہیں کیا بلکہ ازروئے ادب "مشاجرة" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ کیونکہ درخت کی شاخوں کو ایک دوسرے میں ٹکرانا مجموعی حیثیت سے کوئی عیب نہیں بلکہ درخت کی زینت اور کمال ہے۔

صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل شانہ نے بہت بڑی فضیلت بخشی ہے ان کو برائی سے یاد کرنا کیونکہ درست ہوسکتا ہے جبکہ عام مسلمانوں کے بارے میں بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

لا تسبوا الاموات فانهم قد افضوا الی ما قدموا

فوت شدگان کو برائی سے نہ یاد کرو کیونکہ وہ اپنے اپنے اعمال
کے مطابق اپنی اپنی جگہ پہنچ گئے ہیں۔

مشاجراتِ صحابہ میں اہل سنت کا عقیدہ

حضرت غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی اپنی مشہور زمانہ تصنیف "غنیۃ الطالبین" (مترجم صفحہ 268، فرید بک اسٹال لاہور) میں مشاجرات صحابہ بارے اہل سنت کا عقیدہ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان بپا ہونے والے اختلاف اور جھگڑے کے بارے میں گفتگو سے باز رہنا چاہیے ان کی برائی بیان کرنے سے رُکنا اور اُن کے فضائل ومحاسن کا اظہار کرنا ضروری ہے اور جو کچھ حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عائشہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کے درمیان اختلاف رونما ہوا اُسے سپرد خدا کیا جائے۔ ہر صاحب فضل کی فضیلت کو تسلیم کیا جائے۔

قطب ربانی، ہیکل صمدانی، عاف باللہ تعالیٰ، سیدی امام عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 973ھ) نے مشاجرات صحابہ کرام پر بڑی ہی پیاری اور نصیحت آموز عبارت لکھی ہیں فرماتے ہیں:

صحابہ کرام کے درمیان رونما ہونے والے اختلافات کے متعلق لب کشائی سے رکنا واجب ہے اور یہ اعتقاد واجب ہے، کہ وہ سب اجر پانے والے ہیں اور یہ اس لیے کہ اہل سنت کا اتفاق ہے کہ وہ سب عادل ہیں، برابر ہیں کہ کوئی فتنوں میں ملوث ہوا یا نہیں، جیسے حضرت عثمان، حضرت معاویہ اور واقعہ جمل کے دور کا فتنہ، یہ سب کچھ واجب ہے کہ ان کے متعلق حسن ظن کے وجوب اور انہیں اس بارے میں اجتہاد پر

محمول کرتے ہوئے ایسا ضروری ہے کیونکہ ان امور کی بنیاد اسی پر ہے اور ہر مجتہد درست ہے اور خطا کرنے والا معذور بلکہ ماجور ہے۔

جو صحابہ کرام میں طعن کرتا ہے بے شک وہ اپنے دین میں طعن کرتا ہے، پس یہ دروازہ کلی طور پر بند کرنا واجب ہے، خصوصا حضرت معاویہ، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما اور ان جیسے دوسرے حضرات کے بارے میں گفتگو کرنے سے۔۔۔

❁ الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر، مترجم، ص 517-516، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور ❁

امام موفق الدین ابن قدامہ المقدسی (م 620ھ) مشاجرات صحابہ پر کلام کرتے ہوئے عقیدہ لکھتے ہیں: سنت پر عمل کا تقاضا یہ ہے کہ صحابہ کرام سے محبت و عقیدت رکھی جائے ان کے محاسن بیان کیے جائیں اُن کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت و بخشش کی دعا کی جائے اُن کی شان میں کوئی نازیبا بات نہ کہی جائے اور اُن کے مابین جو اختلافات ہوئے اُن کے بارے میں خاموشی اختیار کی جائے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خال المومنین، کاتب وحی اور مسلم خلفاء میں سے ہیں۔

❁ الاعتقاد، مترجم ص 77-79 وزارت اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد، سعودی عرب ❁

حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی، شرح شفاء شریف (نسیم الریاض) میں تحریر فرماتے ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں جو واقعات پیش آئے اُن کے لئے عمدہ تاویل اور بہترین محمل قائم کیا جاتا ہے کہ یہ واقعات اُن کے اجتہاد رائے کی بناء پر اُن سے صادر ہوئے تھے کسی نفسانی اغراض کی خاطر اور دنیاوی طمع اور حرص کے لئے نہیں واقع ہوئے تھے جیسا کہ بعض نادان لوگوں نے گمان کر رکھا ہے۔

صحابہ کرام کے درمیان جن ایام میں باہمی مشاجرات ومحاربات پیش آئے وہ ابتلاء کا دور تھا چنانچہ صحابہ کرام کی ایک جماعت ان مشاجرات میں دونوں فریقین

سے الگ اور غیر جانبدار رہے اور کسی فریق کی حمایت نہیں کی ان حضرات کو ''قاعدین''
اور معتزلین کے نام سے ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

وکان من الصحابه فریق لم یدخلوا فی شئي من القتال

صحابہ کرم کی ایک جماعت ایسی بھی تھی جو جدال وقتال کے ان واقعات میں
کسی ایک فریق کے ساتھ بھی شامل نہیں ہوئی اور الگ رہی۔

مشاجراتِ صحابہ میں ذاتی خواہشات؟؟

عالمی شہرت یافتہ اسلامی محقق، ڈاکٹر محمد حمید اللہ اپنی مشہور کتاب ''رسول اللہ ﷺ کی حکمرانی و جانشینی'' (ص171) میں جنگ جمل و جنگ صفین پر گفتگو کرتے ہوئے آخر میں تحریر کرتے ہیں:

برس ہا برس کی تحقیق اور ذرا سی بھی متعصّبانہ سوچ کے بغیر میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ شہادت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور جانشینی کی جنگیں یہودی سازش کا نتیجہ تھیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تمام نیک نیتی سے لڑے اور اُن کی قطعی کوئی ذاتی خواہشات نہ تھی۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت اتنی عظیم ہے کہ ایک بار نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا فرما رہے تھے اور جب آپ ﷺ نے **سمع اللہ لمن حمدہ** فرمایا تو حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ (آپ رضی اللہ عنہ ہی وہ پہلے شخص تھے) نے **ربنا لک الحمد** کہا تو اُس دن کے بعد سے یہ سلسلہ جاری ہے۔

گستاخِ صحابہ کی سزا

طبقات ابن سعد (مترجم، جلد دوم، صفحہ نمبر 294) میں ہے کہ ابراہیم بن

میسرہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو خلافت کے زمانے میں کسی کو مارتے نہیں دیکھا سوائے ایک شخص کے کہ جس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہا تھا انہوں نے اُسے 30 کوڑے مارے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پردہ أصحاب !!

حضرت امام شہاب الدین بن حجر مکی شافعی (974) فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن مبارک سے پوچھا گیا کہ سیدنا معاویہ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! (حضرت معاویہ کجا) رسول اللہ کے ساتھ جو گرد وغبار آپ کے گھوڑے کی ناک میں پڑا، وہ بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز جیسی سو ہستیوں سے بہتر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک کا یہ قول مفسر شہیر غلام محمود آلوسی اور فقیہ ومحدث علامہ علی بن سلطان القاری حنفی نے بھی اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔

بزرگ تبع تابعین کے شاگرد، بقیۃ المشائخ، ثقہ امام، حافظ ابوتوبہ ربیع بن نافع الحلبی (241ھ) فرماتے ہیں:

معاويه بن ابى سفيان ستر أصحاب رسول الله فاذا كشف الرجل الستر اجترى على ماوراء ہ

سیدنا معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا پردہ ہیں جب کوئی شخص پردہ اٹھاتا ہے تو جو کچھ اُس کے پیچھے ہے۔اس پر بھی جرأت کرتا ہے۔

یعنی جو بدنصیب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرتا ہے ایک وقت آتا ہے کہ وہ دیگر صحابہ کرام پر بھی زبانِ طعن دراز کرتے ہوئے اتنا آگے نکل جاتا ہے کہ پھر اُس کا واپس آنا مشکل ہو جاتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ معاف فرمائے اور ادب کی دولت نصیب فرمائے۔

مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ

عباسی حکمران القائم بأ مراللہ ابوجعفر ابن القادر (467-391 ھ) نے 430ھ کے قریب ''الاعتقاد القادری'' کے نام سے مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ شائع کیا جس کا مخالف باتفاق اہل علم فاسق وقرار پائے گا اس عقیدہ میں اور بہت سی اہم باتوں کے علاوہ یہ بات بھی درج تھی۔''**ولا یقول فی معاویه رضی اللہ عنہ الا خیراً ولا یدخل فی شیئی شجر بینهم و یترحم علی جماعتهم**'' مسلمانوں! حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں صرف اچھی بات کریں اور صحابہ کرام کے جو اختلافات ہوئے ان میں دخل نہ دیں بلکہ اُن سب کے لئے رحمت کی دعا کریں۔

❁الاعتقاد القادری، المندرج فی المنتظم لابن جوزی بسندہ صحیح❁

عقیدۂ حجة الاسلام امام الغزالی رحمۃ اللہ علیہ

صحابہ کرام اور اُن کے درمیان ہونے والا معاملات پر حضرت امام غزالی اپنی مشہور زمانہ تصنیف لطیف ''أحیاء علوم الدین'' کی جلد اُول صفحہ 201 (ناشر، دارالشعب، قاہرہ، مصر) پر فرماتے ہیں۔

وأعتقاد أهل السنة تزكية جميع الصحابة والثناء عليهم كما أثنى الله سبحانه و تعالیٰ و رسوله ﷺ، و ماجرى بين معاوية و علي رضی اللہ عنہما كان مبيناً على الاجتهاد لامنازعة من معاويه فى الامامة ...

اہل سنت کا عقیدہ صحابہ کرام کی تعریف وتوصیف پر مبنی ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے اُن کی توصیف بیان فرمائی ہے اور جو کچھ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہوا، وہ اجتہاد پر مبنی تھا نہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کوئی جھگڑا برائے امامت تھا۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی سوچ یہ تھی کہ قاتلین عثمان کو حضرت معاویہ کے حوالے کرنا جب کہ اُن کا تعلق بھی مختلف قبائل سے تھا، خلافت کی ابتداء میں ممکن نہ تھا، لہٰذا اُن کی نظر میں تاخیر زیادہ بہتر تھی جبکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سوچ یہ تھی کہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو اتنے بڑے جرم کے باوجود مہلت دینا مزید خون بہنے کا سبب بن سکتا ہے۔ اُفاضل علماء کا یہی کہنا ہے کہ ہر مجتہد ٹھیک ہوتا ہے۔

عقیدہ و نصیحت حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ

رئیس المکاشفین، حضرت الشیخ الامام، خاتم الاولیاء ابی بکر محی الدین محمد بن علی بن محمد بن اُحمد بن عبداللہ الحاتمی المعروف بابن عربی (وصال 638ھ) صحابہ کرام اور خصوصاً حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنی مشہور زمانہ تصنیف لطیف "الفتوحات المکیہ" (اشاعت دارالکتب العربیہ، بیروت، لبنان) کی جلد دوم (الباب التاسع والستون) صفحہ نمبر 207 پر اس طرح ارشاد فرماتے ہیں:

معاوية كاتب رسول الله وصهره خال المومنين فالظن بهم جميل رضي الله جميعهم ولا سبيل الى تجريحهم وان تكلم بعضهم في بعض فلهم ذلک ، وليس لنا الخوض فيما شجر بينهم فانهم اهل علم واجتهاد و حديثو عهد نبوة وهم مأجورون في كل ماصدر منهم عن أجتهاد سواء أخطوا ام اصابوا .....

حضرت معاویہ کاتب وحی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر نسبتی اور مومنین کے (روحانی) ماموں ہیں۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں حسن ظن ہونا چاہیے اور ہمارے لئے اُن کے معاملات میں چون و چرا کرنے کی کوئی سبیل نہیں ہے اور اُن کے بارے میں جو کلام کرتا ہے تو وہی اُن کا ذمہ دار بھی ہے اور پھر ہمارے لئے اُن کے

باہمی معاملات میں گفتگو کرنا مناسب نہیں کیونکہ وہ سارے صاحب علم اور مجتہد تھے اور دورِعہد نبوت ﷺ کے زیادہ قریب تھے اور اُن کو اُن کے ہر اجتہاد قطع نظر صحیح اور غلط کے ثواب ملے گا۔

ابوالفیض سید مرتضی زبیدی مصری (وصال 1205ھ) ایک عظیم محدث، لغوی اور ماہر علم الانساب تھے اور کئی کتب کے مصنف تھے، اپنی ایک مشہور تصنیف "اتحاف السادة المتقین شرح أحیاء علوم الدین" (ناشر، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان) کی جلد نمبر 3 کے صفحہ نمبر 659 پر صحابہ کرام اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بارے حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا عقیدہ تحریر کرنے کے فوراً بعد تحریر فرماتے ہیں:

وھو کلام نفیس یفتح باب حسنُ الاعتقاد في سلفنا ویتعین علی کل طالب للحق معرفة ذلک.

یہ ایک بہت ہی نفیس کلام ہے جس سے سلف اسلاف کے بارے میں حسن اعتقاد اور حق کے طالبوں کے لئے معرفت کا دروازہ کھلتا ہے۔

خلاصة

صحابہ کرام سبھی یک جان اور کئی قالب تھے یہ رُحَمَاءُ، بَیْنَهُمْ کی چلتی پھرتی تصویر تھے اور ان کے درمیان اختلاف رائے سے زیادہ کوئی اختلاف موجود نہ تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حضرات ابوبکر، عمر اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی خلافت کو پورے دل و جان سے تسلیم کیا اور انہوں نے خلفاء کے جانثار ساتھی کا کردار ادا کیا اور اپنی جان پر کھیل کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت کی۔ صحابہ و تابعین کے تقریباً 130 سال دور کا زیادہ تر حصہ امن اور ترقی کا دور ہے، ایک مختصر دور فتنہ و فساد کا ہے جس کے ذمہ دار جلیل القدر صحابہ و تابعین کرام نہیں بلکہ کچھ اور قوتیں باغی تحریکوں کی صورت میں موجود تھیں۔

باب سوم

❁ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت وامارت ❁

❁ دولت اُمویہ کا دارالحکومت شام اور اُس کے فضائل ❁

❁ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے کارہائے نمایاں ❁

❁ فتوحاتِ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ❁

❁ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تبرکاتِ نبویہ سے محبت ❁

❁ وصال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ومدتِ خلافت ومزار مبارک ❁

❁ قدر شناسی اور قدردانی کے کلمات ❁

❁ آثارِ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ❁

❁ بنوھاشم اور بنواُمیہ میں تعلقات اور رشتہ داریاں ❁

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت و امارت

18 ھ میں حضرت معاویہ کے برادر مکرم سیدنا یزید بن ابی سفیان کے بعد خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو دمشق کی گورنری پر تعینات فرمایا، 18 ہجری تا 41ھ تک آپ رضی اللہ عنہ دمشق اور اُس کے ملحقات کے گورنر یعنی اُمیر یا والی رہے۔ 41 ھ میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بیعت فرمانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ باقاعدہ طور پر پوری مملکت اسلامیہ کے **أمیر المومنین** اور **خلیفہ المسلمین** قرار پائے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے پیش نظر برابر مجھے یہ خیال رہا کہ میں اس کام میں مبتلاء ہوں گا حتی کہ میں آزمائش میں داخل ہوا اور مجھے یہ بوجھ اٹھانا پڑا۔ حدیث شریف میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا۔ **الخلافة بالمدينة والملك بالشام**، یعنی اسلامی خلافت مدینہ طیبہ میں ہوگی اور اسلام کی امارت وحکمرانی ملک شام میں قائم ہوگی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی تورات میں **محمد رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت وسکونت مدینہ طیبہ میں ہوگی اور آپ کے دین کی حکمرانی ملک شام میں ہوگی۔ حضرت قاضی امام عیاض مالکی کا بیان ہے کہ بارہ خلفاء کی حدیث سے مراد ہے کہ ان خلفاء کی مدت خلافت میں قوت اسلامیہ مستحکم رہے گی اور ہر ایک کی خلافت کی قرارداد پر اجماع اُمت ہوگا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل میں اُن کے امور کے متولی انبیاء ہوتے تھے جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو اُس کے بعد دوسرا نبی آتا، یقیناً میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ البتہ خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے نیز ارشاد فرمایا کہ

دین اسلام بارہ خلفاء کے دور تک عزیز اور غالب رہے گا اور یہ تمام خلفاء قریش سے ہوں گے۔

ہمارے ہاں ملوکیت کو مذموم چیز سمجھتے ہیں لیکن قرآنی آیات پر نظر کرنے سے یہ چیز ثابت ہوتی ہے کہ ملوکیت کوئی بری چیز نہیں بلکہ اس کو احسان اور بیان نعمت کے طور پر اللہ کریم نے اپنے خاص بندوں کے حق میں ذکر کیا ہے:

ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا. یعنی اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارے لئے بادشاہ بنا کر بھیجا۔ **وقتل داود جالوت و آتاہ اللہ الملک۔** یعنی جالوت کو حضرت داؤد نے قتل کر دیا اور اُن کو اللہ تعالیٰ نے بادشاہی دی۔

أول سلطانِ اسلام

حضرت سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اسلام کے پہلے شاندار سلطان ہیں جیسے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام کے پہلے خلیفہ ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ میرے بعد خلافت راشدہ (یعنی خلافت علی منہاج النبوت) 30 سال رہے گی اور پھر سلطنت ہوگی۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت کے وقت اس مدت میں تقریباً 7 ماہ باقی تھے چنانچہ یہ ہی بقیہ مدت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے پوری فرما کر خلافت سے دستبرداری فرمائی کیونکہ مدت خلافت پوری ہو چکی تھی اور پھر اس کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سلطان اسلام مقرر ہوئے جس کی خبر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پہلے ارشاد فرما دی تھی۔ حضرت امام قاضی علی بن محمد ابی العز الدمشقی (المتوفی 792ھ) اپنی مشہور زمانہ تصنیف "شرح العقیدۃ الطحاویۃ" کی جلد اول صفحہ نمبر 722 سطر نمبر 6 میں تحریر فرماتے ہیں: **"وأول ملوک المسلمین معاویۃ رضی اللہ عنہ، وھو خیر ملوک المسلمین"** حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پہلے مسلمان بادشاہ تھے اور مسلمان بادشاہوں میں

سب سے بہترین بادشاہ تھے۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت سپرد کی اور بیعت بھی کی، اگر خدانخواستہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات مبارکہ میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو ذرا بھی شک ہوتا تو نہ خلافت اُن کے سپرد کرتے اور نہ ہی بیعت کرتے۔ حضرت امام شمس الدین ذھبی (وصال 748ھ) عالم عرب کے ایک مشہور محدث اور مورخ ہوگزرے ہیں انہوں نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف ضخیم کی جلد 3 میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے تذکرے میں تحریر فرماتے ہیں:

أميرُ المومنين ، مُلک الاسلام و معاوية من خيارُ الملوک

اُمیر المومنین، بادشاہِ اسلام (حضرت) معاویہ رضی اللہ عنہ پسندیدہ بادشاہ

دولت اُمویہ کا دارالحکومت ''شام''

سرزمین شام رومی سلطنت کا اہم صوبہ تھا اور بیت المقدس کے قریب ہونے اور اپنی قدیم تاریخ کی وجہ سے اس سلطنت کا بڑا اہم تہذیبی مرکز تھا۔ عرب قبل از اسلام اسے قدرومنزلت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ سرزمین شام میں دمشق کو پہلا شہر ہونے کا اعزاز ہے اور جب اسلام کی کرنیں اور اُس کی برکت ملک شام اور خاص طور پر دمشق میں داخل ہونی شروع ہوئی تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی ولایت کے دور میں اُسے بہت اہمیت دیتے رہے اور انہوں نے وہاں کے باشندوں کے ساتھ مضبوط تعلقات قائم کر لئے۔

فضائل سرزمین شام مبارک

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث کے نتیجے میں لوگوں کو ملک شام کی طرف ہجرت کا شوق دامن گیر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل شام کا یہ امتیازی وصف بیان

فرمایا کہ آخری وقت تک ایک کامیاب جماعت (طائفہ منصورۃ) اُن میں موجود رہے گی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ملک شام اور یمن کے لئے دعا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ **اللھم بارک فی شامنا و یمننا** اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے شام اور ہمارے یمن میں برکت عطا فرما۔

سرزمین شام کی برکات میں سب سے پہلی برکت سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت کے وقت آپ ﷺ کے نور مبارک کا پَرتو شام پر پڑا تو اُس کی محلات روشن ہو گے۔ دوسری برکت آپ ﷺ کے دین متین اور کتاب مبین کی روشنی جب سرزمین شام میں داخل ہوئی تو وہ اور زیادہ جگمگا اٹھا، پھر سرکار دو عالم ﷺ کی بار ہا مرتبہ دعاؤں کی وجہ سے اس میں مکمل برکت اور پاکیزگی آ گئی۔

فضائل شہرِ دمشق

سرکار مدینہ ﷺ نے سرزمین شام کی بشارت عنایت فرماتے ہوئے اس مقدس شہر کے متعلق ارشاد فرمایا: عنقریب تم سرزمین شام کو فتح کرلو گے جب تم اس میں گھر بنانا چاہو تو اس شہر میں بنانا جس کو دمشق کہتے ہیں اور شام کے شہروں میں سب سے بہترین شہر دمشق ہے۔ حضرت امام مہدی کے ظہور مبارک کے بعد شہر دمشق ہی اُن کا صدر مقام ہوگا۔

مولائے کائنات سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ابدال شام میں ہیں اور وہ چالیس ہیں اُن میں سے جب کوئی فوت ہوجاتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے بدلے کسی دوسرے کو لے آتے ہیں انہیں کی وجہ سے اہل شام سے عذاب ٹال دیا جاتا ہے، اُن ہی کو وجہ سے بارش ہوتی ہے اور اُن ہی کے توسل سے فتح نصیب ہوتی ہے۔

شام کے باشندوں کو بُرا مت کہو

حضرت عون رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ شام کے باشندوں کو برا مت کہو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے **فیھم الابدال و فیھم ترزقون و بھم تنصرون.** انہی میں ابدال ہیں جن کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے اور جن کی وجہ سے مدد ہوتی ہے۔

خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں پورا بلادشام فتح ہو کر اسلامی خلافت میں داخل ہو گیا تھا۔ 661ء-750ء تک یہ شہر اموی سلطنت کا صدر مقام رہا جس کی حدود ہسپانیہ سے وسط ایشیا تک پھیل چکی تھی۔

حضرت معاویہ کے کارھائے نمایاں عھد صدیقی میں

عہد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں شام بھیجے جانے والے لشکر کے اُمیر سیدنا یزید بن ابوسفیان بنائے گئے اور حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اس لشکر کے ھراول دستے کے علمبردار مقرر ہوئے اور اس زمانہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قیادت وسیادت کے وہ جوہر اور کمالات پیدا کئے کہ جن کی مثال ملنا مشکل ہے۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مسیلمہ کذاب اور اُس کے ساتھیوں سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک زبردست جنگ لڑی جو تاریخ میں "**جنگ یمامة**" کے نام سے یاد کی جاتی ہے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی دوسرے مسلمانوں کے ساتھ اس عظیم جنگ میں شریک تھے۔

عھد فاروقی رضی اللہ عنہ میں

خلیفہ اُول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امور خلافت کو سرانجام دینے کا بہت کم وقت ملا، یہ مختصر دور خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے ایک تربیتی دور تھا اور اس زمانہ

میں آپ رضی اللہ عنہ نے جو کمالات حاصل کئے اُن کے دکھانے کا موقع آپ رضی اللہ عنہ کو دورِ فاروقی رضی اللہ عنہ میں میسر آیا۔ ابتداء میں تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے برادر مکرم حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی زیر قیادت بہادرانہ کارنامے سرانجام دیئے۔ سال 18 ہجری کے تاریخی طاعون (عمواس) میں آپ رضی اللہ عنہ کے بھائی یزید بن ابی سفیان کا انتقال ہو گیا تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اُن کی جگہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام کا والی (گورنر، امیر) مقرر فرما دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے بڑی بڑی مہمات میں حصہ لیا اور کارہائے نمایاں سر انجام دیئے۔ قیساریہ کی فتح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی مساعی جلیلہ کا ہی نتیجہ تھا۔

عہد عثمانی رضی اللہ عنہ میں

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی خصوصی نوازشات سے نوازا، اُن کے حق میں دعائیں فرمائیں، کبھی علم بردار لشکر تو کبھی والی اور حاکم کا منصب ملا تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا کہ خلیفہ ثالث سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اُن پر نظر شفقت نہ فرماتے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں دمشق کا علاقہ آپ رضی اللہ عنہ کے زیر حکومت تھا لیکن سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی علمی اور فکری صلاحیتوں کے پیش نظر کئی دوسرے علاقہ جات بھی آپ رضی اللہ عنہ کے تصرف میں دے دیئے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد 24 ھ اہل روم نے ایک لشکر مسلمانوں پر حملے کے لئے تیار کیا، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس امر کی اطلاع کے ساتھ معاونت کی بھی درخواست کی، اُمیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس بارے ضروری احکامات صادر فرمائے، مجاہدین اسلام نے بلادِ روم پر حملہ کیا اور عموریہ تک جا پہنچے۔

مذکورہ بالا فتوحات کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قبرص پر بحری حملہ کرنے کے لئے بحری بیڑا تیار کرنے کے لئے خلیفہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی اور خلیفہ الرسول کو یقین دلایا کہ بحری جنگ اس قدر خوفناک نہیں جس قدر اس کو خوفناک تصور کیا جاتا ہے۔ اس طلب اجازت کے جواب میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا کہ اگر تمہارا بیان درست ہے تو میری طرف سے اس کام کی اجازت ہے لیکن اس مہم میں اُسی شخص کو شریک کیا جائے جو اپنی خوشی اور رضا سے شرکت کرے۔

اس جنگ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بذات خود مع اپنی اہلیہ کے حصہ لیا۔ سیدنا ابوذر، سیدنا ابودردا، سیدنا عبادہ بن الصامت اور اُن کی اہلیہ اُم حرام رضی اللہ عنہا نے بھی شرکت کی تاکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیش گوئی کا مصداق ہوسکیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر کے لئے جنت کے واجب ہونے کی بشارت دی تھی۔ بخاری کے حدیث کے الفاظ درج ذیل ہیں:

اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا

میری اُمت کا پہلا لشکر جو بحری جہاد کرے گا اس پر جنت واجب ہوگی۔

اس لحاظ سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے آدمی ہیں کہ جنہوں نے بحریہ کی تشکیل کی اور بحری بیڑہ قائم کیا جس کی وجہ سے بحر روم مسلمانوں کے لئے بحری کاموں کا راستہ کھل گیا۔ اسی زمانہ میں سیدنا معاویہ نے شام میں بحرہ روم کے ساحل پر اور انطاکیہ سے لے کر طرطوس تک فوجی نوآبادیاں قائم کیں جس سے ایک نو اسلامی حکومت کے دفاع کو بہت فائدہ پہنچا اور دوسرے مسلمان دور دراز علاقوں تک پھیل گئے جس سے اسلام کی اشاعت کے کام کو کافی تقویت پہنچی اور بحر و بر میں اسلام کے چرچے ہونے لگے۔

فتوحاتِ حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت سے لے کر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے صلح کے دور تک اسلامی فتوحات کا جو سلسلہ رک گیا تھا وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں پھر پوری مستعدی کے ساتھ دوبارہ شروع ہوا اور دُور دُور تک اسلامی سلطنت کا حلقہ وسیع ہوتا گیا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلامی حکومت کی حدود بخارا سے لے کر قیروان تک اقصائے یمن سے لے کر قسطنطنیہ تک پھیل چکی تھیں اور ان کے علاوہ حجاز، یمن، شام، مصر، عراق، الجزائر ارمینیا، فارس، خراسان اور ماوراء النہر وغیرہ تمام ممالک اسلامی حکومت کے ماتحت ہوئے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بے شمار بری اور بحری فتوحات ہوئیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں حضرات صحابہ وتابعین کی مساعی جمیلہ سے اسلام کے احیاء اور دارالبقاء کا بہت بڑا کام ہوا اور یہ دور اسلام کی ترقی کا بہترین دور ہے۔

فتح قسطنطنیہ کی بشارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

سرکار مدینہ سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابہ کرام کی بابرکت محفل میں شہر قسطنطنیہ کی فضیلت اور اُس کی فتح کی بشارت دیتے ہوئے اپنی زبانِ گوہر فشاں سے ارشاد فرمایا: تم ایک دن قسطنطنیہ کو فتح کر لو گے، اُس فاتح لشکر کا سپہ سالار، کیا خوب سپہ سالار ہو گا! اور وہ فوج بھی کیا عجب شان والی فوج ہو گی۔ ایک دوسری حدیث مبارکہ جس کو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کئی محدثین نے ذکر فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اول جیش من امتی یغزون مدینہ قیصر مغفور لھم: میری اُمت کی پہلی فوج جو قیصر کے شہر (قسطنطنیہ) پر حملہ کرے گی اسے بخش دیا جائے گا۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کی اس بشارت مبارکہ کی تکمیل کیلئے اس عظیم و تاریخی اہمیت کے حامل شہر کو فتح کرنے کیلئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں عظیم و مقتدر صحابہ کرام پر مشتمل ایک لشکر 48 ہجری حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں براستہ ملاطیہ، قیصریہ، عموریہ اور اُسکی شہر روانہ ہوا۔ طویل محاصرے کے باوجود اس لشکر کے ہاتھوں یہ شہر فتح نہ ہوسکا کیونکہ یہ سعادت عظمیٰ کسی اور کسی قسمت میں لکھی ہوئی تھی۔ اس لشکر مبارک میں میزبان رسول ﷺ حضرت سیدنا خالد بن زید ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ دوران سفر بیمار ہونے پر آپ نے وصیت فرمائی اگر اس سفر میں میرا انتقال ہوجائے تو میرے جسم کو ساتھ لے جا کر شہر قسطنطنیہ کی فصیل کے باہر دفن کو دینا اور پھر ایسا ہی ہوا اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے جسد اطہر کو قسطنطنیہ کی فصیل کے باہر دفن کر دیا گیا۔

اموی عہد حکومت کے مجاہدین نے قربانی، شجاعت بہادری اور اخلاقیات کے بڑے خوبصورت اور یادگار واقعات چھوڑے، عہد اموی میں اسلامی فتوحات کے دوران مسلمانوں کے دلوں میں اسلامی جذبہ بڑا گہرا تھا اور اس سے اُن شکوک وشبہات کی نفی ہوتی ہے جسے منحرفین بنواُمیہ کے اُن افعال کے بارے میں پیدا کرتے ہیں جن کا شمار اُن کے قابل فخر کارناموں میں ہوتا ہے اور اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ اُموی عہد حکومت میں فتوحات پر اسلامی رنگ غالب تھا۔ اس دور کی فتوحات کی تحریک کا تاریخی اور آخری نتیجہ یہ تھا کہ عالم اسلام دور دراز علاقوں تک پھیل گیا جس دوران اُس نے زمین بھی کمالی اور انسان بھی اور ساتھ ہی ساتھ فتوحات کی اس تحریک کی پہلی لہر کی کامیابیوں کو محفوظ بنا لیا جس کی قیادت خلفائے راشدین نے کی تھی۔ فتوحات کی دوسری لہر کا آغاز خود معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ہوا، بعدازاں یہ تسلسل کے ساتھ جاری رہا۔

بادشاہ شاہی تختوں پر

حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا کی راویت کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے ہاں استراحت فرمارہے تھے مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے اور اُم حرام رضی اللہ عنہا کو خبر دی کہ انہیں اُمت کے کچھ لوگ دکھائے گئے ہیں جو سمندر کی موجوں میں سوار کفار کے خلاف جہاد کے لئے نکلے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفور مسرت سے انہیں جنت کی خوشخبری سنائی اور اُن کے حق میں فرمایا: **کالملوک علی الاسرۃ**، ایسے ہیں جیسے بادشاہ اپنے شاہی تختوں پر بیٹھے ہوں۔ محدثین کے نزدیک اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مصداق سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اوران کے رفقاء ہیں اگر وہ "**مُلک**"، بھی ہے تو اُن کی ملوکیت بھی سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ ہے۔

فتح قبرص

خلیفہ ثالث حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اجازت سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب اسلامی بحریہ کی تشکیل دے دی تو سب سے پہلا حملہ آپ رضی اللہ عنہ نے قبرص پر کیا جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی بھی احادیث میں موجود تھی۔ حضرت امام بخاری نے اپنی صحیح البخاری میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں۔

أول جیش من اُمتی یغزون البحر قد اوجبوا

میری اُمت کا پہلا لشکر جو بحری لڑائی لڑے گا اس پر جنت واجب ہوگی۔

وجوبِ جنت کے اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مصداق ہونے کے لئے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس بحری فوج میں جلیل القدر صحابہ کرام نے خوشی اور مسرت کے ساتھ شرکت فرمائی۔ مذکورہ بالا حدیث نبوی سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور منقبت ثابت ہوتی ہے کیونکہ انہوں نے ہی سب سے پہلے بحری لڑائی لڑی ہے اور ساتھ اُن

لوگوں کی بھی منقبت ثابت ہوتی ہے جن لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اس بحری جہاد میں شرکت کی۔ جزیرہ قبرص کی طرف سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے عظیم لشکر کے ساتھ پیش قدمی کی اور ساتھ ہی دوسری جانب سے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ایک لشکر کثیر لے کر اُن کی مدد کو آن پہنچے۔ اہل قبرص کے ساتھ اسلام کی عظیم جنگ ہوئی مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی، انہوں نے مخالفین کے بے شمار لوگوں کو تہ تیغ کیا اور لاتعداد لوگوں کو قید کر لیا مسلمانوں کو اس سے کثیر اموال بطور غنیمت حاصل ہوئے۔ سیدنا معاویہ کی مساعی سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ فتح عظیم عنایت فرمائی آخر کار اہل قبرص نے سیدنا معاویہ کے ساتھ 7 ہزار سالانہ جزیہ ادا کرنے کی شرط قبول کرتے ہوئے صلح کر لی۔

واقعہ شہادت اُمِ حرام رضی اللہ عنہا

اکابر علماء نے لکھا ہے کہ معرکہ قبرص میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بذات خود شرکت فرمائی آپ کی ایک اہلیہ بھی اس معرکہ میں آپ کے ساتھ تھیں۔ علاوہ ازیں اکابر صحابہ کرام بھی اس غزوہ میں شریک تھے۔ حضرت عبادہ بن صامت کی اہلیہ اُم حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا بھی ساتھ تھیں جن کے متعلق حدیث صحیح میں ایک پیشنگوئی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب سے بیدار ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے پہلا لشکر جو بحری جہاد کرے گا اس نے اپنے اوپر جنت کو واجب کر لیا اس ارشاد کے سننے پر حضرت ام حرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں ان میں شامل ہوں گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان میں داخل ہو۔

قبرص میں اُم حرام رضی اللہ عنہا ایک بغلہ (خچر) پر سوار ہوئیں اور اُس سے گر پڑیں اور وئیں اُن کا انتقال ہو گیا۔ جزیرہ قبرص میں آپ رضی اللہ عنہا مزار مبارک ہے لوگ وہاں

آپ ؓ کا بہت احترام کرتے ہیں اور بعض اوقات بارش طلب کرنے کے لئے اُن کے توسل سے دُعا کرتے ہیں۔ اس واقعہ سے نبی ﷺ کی مذکورہ پیشنگوئی صحیح ثابت ہوئی کیونکہ اُم حرام پہلے بحری غزوہ میں شریک ہوئیں اور وہیں انتقال کر کے جنت میں خیمہ زن ہوئیں۔

جزیرہ قبرص کی فتح سیدنا معاویہ کی مساعی سے ہوئی اور اکابر صحابہ کرام بھی اسلام مہم میں اُن کے ساتھ شامل تھے اور غزوہ کے اہل جیش کے حق میں نبی ﷺ کی طرف سے جنت کی خوشخبری دی گئی پس سیدنا معاویہ ؓ سمیت یہ حضرات اس بشارت کے حق دار ہوئے یہ ایک بہت بڑی خوش نصیبی اور پیغمبر اسلام کی طرف سے ان لوگوں کے حق میں ایک بہت بڑی سعادت مندی کا مژدہ ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ یہ غزوات اسلامی تھے اور جہاد فی سبیل اللہ کے مصداق تھے کیونکہ ان میں شریک و شامل مجاہدین کو جنت اور مغفرت کی بشارتوں سے نوازا گیا ہے۔ اس لئے سیدنا معاویہ ؓ ایک متغلب بادشاہ نہیں تھے بلکہ اسلام کے صحیح خادم اور دین کے علمبردار تھے اور اس کو فروغ بخشنے والے تھے۔

غیر معمولی منصوبوں کا اجراء

حضرت معاویہ ؓ نے نہ صرف سیاسی بلکہ علمی میدان میں بھی غیر معمولی منصوبوں کا اجراء کیا۔ آپ کو سائنس سے خاص دلچسپی تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ نے اہل یونان کی سائنس کی کتب کا خاص طور پر ترجمہ کروایا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کے اپنے خاندان میں ایک اتنا بڑا سائنسدان پیدا ہوا جس کی صلاحیت کا لوہا اہل مغرب نے بھی مانا۔ آپ کے پوتے خالد بن یزید بن معاویہ کو کیمسٹری اور میڈیسن سے غیر معمولی شغف حاصل تھا اور انہیں مسلم دنیا کا پہلا کیمیائی سائنسدان قرار دیا گیا ہے۔

جنت کی بشارت

کتاب ناسخ التواریخ جلد سوم صفحہ نمبر 139 اور 141 کے مطابق سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ جنگوں میں شریک ہوئے اور اُن لشکروں کی قیادت کی کہ جن میں شامل ہونے والوں کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت واجب ہونے کی خوشخبری دی تھی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں 13 ھ شام کے جہاد میں سیدنا ابوسفیان کا پورا گھرانہ، یعنی خود، دو بیٹے جو دونوں صحابی ہیں، سیدنا معاویہ، سیدنا یزید اور ابوسفیان کی بیوی ھند رضی اللہ عنہا سمیت سب شریک تھے۔ آپ کی عسکری خدمات اور اسلام کے لئے فتوحات کی خدمات کی فہرست بڑی طویل ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ کو اپنی پوری خلافت کے دوران دمشق کا امیر بنادیتے ہیں اور پھر آپ کو عالم اسلام کا کسریٰ قرار دیتے ہیں اور فتح بیت المقدس میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے سیدنا معاویہ کے دستخط بطور گواہ ہوتے ہیں۔

امور مملکت کے لائق

حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے گورنری کے 23 سالہ دور میں ہر شخص آپ سے مطمئن تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی کسی کو آپ کے خلاف شکایت کا کوئی موقع نہیں ملا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ اُمت کی پوری تاریخ میں آپ رضی اللہ عنہ کا نام مبارک ایک خاص اہمیت کا حامل ہے اسی وجہ سے سیدنا عبداللہ بن عباس جیسی مقتدر و عظیم شخصیات آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کرتے تھے۔

مارأيت رجلاً أخلق بالملك من معاوية

میں نے حضرت معاویہ سے زیادہ امور مملکت کے لائق اور کسی کو نہیں دیکھا۔

حضرت معاویہ کا اہل بیت سے برتاؤ

کتب تاریخ کی قوی اور ثقہ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے بنو ھاشم اور بالخصوص اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انتہائی اچھا برتاؤ اور سلوک روا رکھا۔

علامہ ابن کثیر ''البدایۃ و النھایۃ'' جلد 8 میں فرماتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے دوران سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے بڑی خندہ پیشانی سے پیش آتے اور اُن کو بیش قیمت عطیات سے نوازتے۔

عربی کتاب ''حلم معاویہ''، تالیف ابی بکر عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان المعروف با بن ابی الدنیا میں فرماتے ہیں:

كان عمر بن الخطاب اذا رأى معاوية ، قال ، فهذا كسرى العرب

جب حضرت عمر بن خطاب حضرت معاویہ کو دیکھتے تھے تو فرماتے: یہ عرب کی کسریٰ ہیں۔

حضرت معاویہ اور سیدنا امام حسین

علامہ ابن کثیر الدمشقی اپنی مشہور تصنیف ''البدایہ والنہایہ'' جلد 4 صفحہ 158 میں تحریر فرماتے ہیں: **ولما توفى الحسن كان الحسين يفد الى معاوية فى كل عام فيعطيه ويكرمه**، امام حسن رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد سیدنا حسین رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بطور وفد تشریف لایا کرتے تھے اور پھر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اُن کا خوب اعزاز و اکرام فرماتے اور ہدایا بھی اُن کی خدمت میں پیش فرماتے۔

کوفیوں نے جب سیدنا امامِ حسین رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت پر آمادہ کرنے کی پرزور کوشش کی تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ہمارے درمیان صلح کا معاہدہ اور بیعت کا عقد ہو چکا ہے اب میں اس عہد کی خلاف ورزی کو ناجائز سمجھتا ہوں۔

حضرت معاویہ اور سیدنا عبداللہ بن عباس

حضور پُرنور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حبر الامۃ حضرت عبداللہ ابن عباس جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے چچازاد برادر ہیں، کے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے باہمی تعلقات تھے۔ تاریخ ابن عساکر میں ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لئے آئے اور اُن سے اپنی محبت کا اس طرح اظہار فرمایا، اللہ تعالیٰ مجھے آپ کی وجہ سے غمزدہ نہ کرے، جب تک آپ سلامت ہیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے محبت کے اس انوکھے انداز پر آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس ایک خطیر رقم بطور نذرانہ محبت پیش کی اور ساتھ کچھ سامان بھی دیا کہ ان کو اپنے اہل وعیال میں تقسیم فرمادیں۔

حضرت معاویۃ اور اُمھات المومنین

حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت میں حضرات صحابہ کرام، اہل بیت نبوت اور اُمہات المومنین کے مقام ومرتبے کو ملحوظ رکھنے کے ساتھ اُن کے ساتھ حسب المراتب اعلیٰ سلوک اور معاملہ کے ساتھ پیش آتے اور آپ رضی اللہ عنہ جناب نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات اُمہات المومنین کے ساتھ بھی قدر دانی کا معاملہ فرماتے تھے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اُم المومنین سیدۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا پورا پورا عزت و احترام فرمایا کرتے اور صدق دل سے اُن کی عظمت اور فضیلت کے قائل تھے آپ رضی اللہ عنہ اپنی خدمات کے اظہار کے لئے اُم المومنین کی خدمت میں ھدایا اور وظائف ارسال فرمایا کرتے تھے اور اُم المومنین کی جناب میں ایک بیش قیمت قلادۃ (ھار) ھدیتاً ارسال کیا جس کی اس دور میں قیمت تقریبا ایک لاکھ درہم ہوگی آپ نے یہ ھدیہ قبول

فرمایا اور دیگر امہات المومنین میں بھی تقسیم فرمایا۔ اس طرح کے کئی واقعات کتب تاریخ کی زینت بنے ہوئے ہیں۔

حضرت معاویہ کی تبرکاتِ نبویہ سے محبت

(بُردَۃُ السَّعَادَۃُ ، سعادت مند چادر)

سرکارِ دو عالم ﷺ نے جب مکہ مکرمہ فتح فرمالیا تو کچھ لوگ مکہ مکرمہ سے بھاگ نکلے جن میں مشہور شاعر حضرت کعب بن زہیر بھی شامل تھے، آپ کے بھائی نے آپ کو ایک پیغام بھیجا جس کے نتیجہ میں حضرت کعب بن زہیر شرمندہ ہوئے اور خفیہ طور پر مدینہ منورہ سرکارِ مدینہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پہنچنے کے بعد آپ ﷺ سے توبہ اور معافی کے طلبگار ہونے کے بعد حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے اور فی البدیع آپ ﷺ کی مدح سرائی میں قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا جو بعد میں ''**قصیدہ بانت سعاد**'' کے نام سے مشہور و معروف ہوا۔ حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ جب اس شعر پر پہنچے۔

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَسَیْفٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ
مُھَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلُ

یہ شعر سماعت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر مبارکہ اپنے شانوں سے اتاری اور کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دی بعد میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اِس چادر کو قیمتاً خریدنا چاہا لیکن حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ اس پر راضی نہ ہوئے لیکن اُن کے وصال کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے ورثاء سے بیس ہزار دینار کے بدلے یہ چادر حاصل کر لی اور پھر یوں یہ چادر مبارکہ سلاطین میں نسل در نسل چلتی رہی۔

سب سے پہلے امویوں نے اس کی حفاظت کا اہتمام کیا اُس کے بعد عباسیوں اور پھر سلاطینِ ممالیک اور بالآخر سلاطینِ عثمانیہ کی قسمت جاگی اور یہ عظیم چادر

مبارک فتح مصر کے بعد عثمانیوں کے پاس پہنچ گئی جو اس وقت ''طوپ قاپی پیلس میوزیم'' میں محفوظ ہے۔ سلاطینِ عثمانیہ کا معمول رہا کہ وہ جہاں بھی جاتے تو اِس مبارک چادر کو خیر و برکت کیلئے ہمیشہ اپنے ہمراہ رکھتے اور جنگوں کے دوران بھی اِس مقدس و بابرکت چادر کو اپنے ہمراہ لے جایا کرتے۔

سلطان محمد ثالث (1595-1603ء) جب معرکہ ''اُگری'' کیلئے روانہ ہوئے تو بردۃ السعادۃ اور سرکارِ دو عالم ﷺ کے علم مبارک کو بھی ساتھ رکھا۔ عثمانی فوج جب شکست کے قریب ہوئی تو شیخ سعدالدین آفندی نے سلطانِ معظم کو عرض کیا:

''اَنتَ مِنْ سَلاطِیْنِ آلِ عُثْمَانَ الْعَاشِقِیْنَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ''

آپ تو سلاطینِ آلِ عثمان ہیں جن کا شمار رسول اللہ ﷺ کے عشاق میں ہوتا ہے

اب وقت آ گیا ہے کہ آپ اِس بردہ مبارکہ کو زیبِ تن فرما کر اللہ تبارک و تعالیٰ سے دُعا فرمائیں کہ وہ آپ کو جنگ میں فتح نصیب فرمائے۔ نعرہ ہائے تکبیر و تہلیل میں سلطانِ معظم نے بردہ شریف زیب تن کیا اور سرکارِ دو عالم ﷺ کے اِس متبرک بردہ کے طفیل فتح و نصرت نصیب ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ کے تبرکاتِ مقدسہ

اول سلطان اسلام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضور نبی اکرم ﷺ کے کئی تبرکاتِ مقدسہ محفوظ تھے۔ حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ ﷺ کو وضو کرانے کی سعادت حاصل کی تو حضور پُرنور ﷺ نے فرمایا:

معاویہ! میں تمہیں ایک قمیض نہ پہناؤں؟ میں نے عرض کی یارسول

اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں ضرور عنایت

فرمائیں چنانچہ آپ ﷺ نے مجھے اپنی قمیض مبارک اتار کر پہنائی

میں نے وہ قمیض کچھ دیر پہنی اور پھر اُس کو اپنے پاس محفوظ کرلیا۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ وہ قمیض جو میرے پاس محفوظ ہے اس کو میرے کفن کے اندر رکھا جائے تاکہ میرے جسم کے ساتھ لگی ہوئی ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس قمیض مبارکہ کی برکت سے مجھ پر رحم فرمائیں گے۔

آثارِ حرم مکی و آثار نبوی ﷺ کا تحفظ

حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے معالم حرمین شریفین کو محفوظ کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ مکہ مکرمہ میں اُم المومنین سیدۃ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا گھر مبارک جس میں آپ رضی اللہ عنہا حضور پُرنور ﷺ کے ساتھ رہا کرتی تھیں اور اسی بابرکت مکان میں سرکارِ دوعالم ﷺ کی اولاد امجاد کی ولادتیں ہوئی تھیں اور یہ وہ مکان تھا جہاں پر حضور نبی کریم ﷺ کے سجدوں کے نشانات مبارکہ ثبت تھے۔ حضور پُرنور ﷺ نے جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تو سیدنا عقیل رضی اللہ عنہ نے یہ گھر لے لیا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں اس مقام مقدس کو خرید کر اس پر ایک مسجد تعمیر کروادی تھی بعد میں یہ مقام "مولد فاطمة الزهراء" کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔ علماء نے لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ کے مقامات مقدسہ میں سے مسجد حرام کے بعد یہ افضل ترین مقام مقدس ہے۔

هو افضل موضع بمكه بعد المسجد الحرام

مکہ مکرمہ کے مکانات کے لئے اس سے پہلے کوئی خاص حفاظتی دروازے

نہیں ہوتے تھے لیکن جب اہل عراق، اہل شام اور دوسرے غیر مقامی لوگ اپنے اپنے علاقوں سے جب مکہ مکرمہ آئے تو ان مکانات میں داخل ہو کر سکونت اختیار کرتے لہٰذا ضرورت تھی کہ ان مکانات کو دروازے لگائے جائیں تو حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان مکانات کو دروازے لگانے کا انتظام کیا۔ مشہور دار الندوہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خرید کر اُسے محفوظ کروا دیا۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ طیبہ طاہرہ میں موجود آثار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی محفوظ کروایا، وفاء الوفاء جلد 2 میں ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب اس دنیا سے انتقال فرما رہے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے اور صاحبزادی سے فرمایا تھا کہ میری فلاں جگہ کو فروخت کر کے میرا تمام قرض ادا کیا جائے چنانچہ اس جگہ کو آپ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد فروخت کر دیا گیا جسے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس دور کی وقتی ضروریات کے لئے خرید کر اُسے ایک مسجد میں منتقل فرمایا، اسی طرح مدینہ منورہ کے ساکنین کے لئے مختلف قسم کے قلعے تعمیر کروائے۔

برکاتِ اللہ سبحانہ و تعالیٰ

حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا عہدہ خلافت اگر چہ خلفائے راشدین کے عہد سے دوسرے درجے کا تھا تاہم اس میں دین اسلام کے احیاء اور بقا کے لئے بہت مساعی کی گئیں، اس دور میں برکات باری تعالیٰ کا ظہور پایا گیا اور عنایات الٰہی کا مظاہرہ بھی ہوتا رہا۔

کراماتِ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

سیدنا معاویہ نہایت خدا ترس اور فکر آخرت رکھنے والے انسان تھے خشیت الٰہی سے اُن آنکھیں فی الفور آنسوؤں سے بھر جاتیں، بعض دفعہ تو زار و قطار روتے،

آخرت کے مواخذے کی فکر ہر وقت اُن کے ذہن پر رہتی۔ اُن کے فکر آخرت اور خشیت الٰہی کے بے شمار واقعات تاریخ کے اوراق میں بکھرے پڑے ہیں۔

سیدنا معاویہ بڑے مستجاب مدعوات اور صاحب کرامات صحابی تھے آپ کی کئی کرامتیں تاریخ کی کتابوں میں بکھری پڑی ہیں۔

آپ کے عہد خلافت میں ایک مرتبہ بارش نہ ہوئی اور خشک سالی کی وجہ سے لوگ پریشان ہو گئے سیدنا معاویہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ طلب باران کے لئے ایک مقام کی طرف نکلے اور اللہ تعالیٰ کے حضور بارش کی دُعا کی، دُعا ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ بارش شروع ہوگئی اور وادیاں پانی سے بہنے لگی۔

کتاب المعرفتہ والتاریخ جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 380 پر یزید بن اُسود الجرشی کے احول کے تحت درج ہے کہ حضرت معاویہ کے دور خلافت میں ایک سال دمشق کے علاقے میں قحط پڑ گیا، دعا کے لئے لوگوں کو ایک مقام پر جمع کیا گیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خود منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اس اجتماع میں ایک بزرگ یزید بن اُسود الجرشی بھی تھے جنہوں نے جاہلیت کا دور پایا اور پھر اسلام لائے اور علاقہ شام میں سکونت اختیار کی یہ ایک صالح انسان تھے اور اپنی نیکی اور تقویٰ میں مشہور اور مستجاب الدعوات تھے سیدنا معاویہ نے اُن کو بلا کر اپنے ساتھ منبر پر بٹھایا اور دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور کہا:

> اے اللہ! ہم اپنے بہترین اور افضل آدمی کے توسل سے تیری طرف وسیلہ کرتے ہوئے تجھ سے بارش طلب کرتے ہیں، یزید بن اُسود نے بھی دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے اور باران رحمت کی دعا کی، اسی وقت مغرب کی جانب سے ڈھال کی شکل کا بادل اٹھا، ہوا چلنے لگی اور لوگوں کے اپنی منازل تک پہنچے سے قبل بارش ہونے لگی۔

وصال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

"کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ" حکم قرآنی کے مطابق ہر ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ زندگی کی 78 کے قریب منزلیں طے کر چکے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں بھی کافی ضعف آ چکا تھا، انہی ایام میں بیت اللہ شریف حاضری کی سعادت حاصل کرنے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور کچھ ایام گزارنے کے بعد واپس دمشق تشریف لے آئے لیکن آپ رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں اضطراب روز بروز بڑھتا جا رہا تھا چنانچہ ایک روز اس دنیا کی بے ثباتی اور اُمورِ خلافت بارے خطبہ ارشاد فرمایا:

لوگو! ہماری مثال ایک کھیتی کی طرح ہے جو بوئی گی اور پھر پکنے پر کاٹ لی گئی، میں تم پر ایک مدت تک حاکم اور والی رہا ہوں۔ مجھ سے پہلے والے امراء اور خلفاء بہت بہتر تھے اب مجھ سے بہتر حاکم آنے کی اُمید نہیں کیونکہ زمانہ "عہد نبوت" سے دور ہوتا جا رہا ہے، کہا جاتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے تو حق تعالیٰ بھی اُس کی ملاقات کو پسند فرماتے ہیں۔ پھر فرمایا! اے اللہ! میں تیری ملاقات کو پسند کرتا ہوں تو بھی میری ملاقات کو پسند فرما۔

قبل از وصال وصیتیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ میں مقامِ صفا پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال کٹوانے کا ارادہ فرمایا تو میں نے قینچی لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک بنائے اور وہ

مبارک بال اپنے پاس محفوظ کر لئے تھے، جب میں فوت ہو جاؤں تو اُن بالوں کو میرے منہ اور ناک میں رکھ دینا۔ اسی طرح میرے پاس رسول اللہ ﷺ کے ناخن مبارک کے تراشے موجود ہیں میرے فوت ہونے کے بعد انہیں بھی میری آنکھوں پر رکھ دینا کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے اُمید ہے کہ وہ ان تبرکات مقدسہ کے وسیلہ سے مجھ پر رحم وکرم فرمائے گا۔

بیماری کے دوران بعض اوقات غنودگی طاری ہو جاتی پھر کچھ افاقہ ہوا تو اپنے حاضرین سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا جس شخص نے تقویٰ اختیار کیا اللہ تعالیٰ اس کو بڑے بڑے حادثات سے بچالیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے بے خوف ہو گیا اُس کے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت بھی فرمائی کہ میرے ذاتی اموال کا نصف بیت المال میں داخل کر دیا جائے کیونکہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آخری وقت میں اپنا مال تقسیم کر دیا تھا۔

جب آپ کی حالت بگڑنے لگی اور لوگ آپ کی موت کی باتیں کرنے لگے تو آپ نے اپنے اہل خانہ سے فرمایا، میری آنکھوں کو اُثمد سرمے سے بھر دو اور میرے سر میں تیل لگاؤ پھر فرمایا لوگوں کو اطلاع کرو کہ وہ کھڑے ہو کر میرے لئے سلامتی کی دعا کریں اور کسی شخص کو بھی روکا نہ جائے جب آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت مزید قریب آیا تو فرمانے لگے۔ کاش! میں ذی طوی میں قریش کا ایک عام آدمی ہوتا اور میں نے اس امارت وحکومت سے کچھ نہ لیا ہوتا۔ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں! جب آپ کا آخری وقت آیا تو لوگ آپ کے پاس آئے جنہیں دیکھ کر آپ رونے لگ گئے جب اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمانے لگے میں موت کے ڈر سے نہیں روتا اور نہ ہی دنیا سے جانے اور سب کچھ یہاں چھوڑ جانے کی وجہ سے روتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہاں

دو مٹھیاں ہیں ان میں سے ایک جنت میں اور دوسری جہنم میں، میں نہیں جانتا کہ میں کون سی مٹھی میں ہوں گا۔

بالاخر آپ کا مقررہ وقت آن پہنچا اور کوہ استقامت اور عزم و ہمت کا پیکر حاضرین کی موجودگی میں اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

مورخ طبری فرماتے ہیں کہ اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آپ نے رجب 60ھ میں وفات پائی۔ البتہ اُن کی وفات کے وقت میں اختلاف ہے۔ راجح قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کی 78 برس عمر تھی۔

مدت خلافت

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے معاویہ کے حق میں خلافت کے دست بردار ہونے کے بعد 6 ربیع الاول 41 ہجری میں معاویہ کی بیعت خلافت مکمل ہوئی اور 60 ہجری میں 22 رجب المرجب جمعرات کے دن دمشق میں فوت ہوئے اس طرح اُن کی خلافت کل مدت 19 سال 3 ماہ اور سترہ دن بنتی ہے۔ صحابی رسول سیدنا ضحاک بن قیس الفہری آپ کے معتمدین میں سے تھے آپ کفن ہاتھوں میں لیے باہر نکلے اور لوگوں کو بتایا کہ اُمیر المومنین کا انتقال ہوگیا ہے آپ تمام عرب کے لئے شہر پناہ تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی کو ختم کیا اور بہت سے ممالک آپ کی زیر قیادت وسیادت فتح ہو کر اسلامی قلمرو میں داخل ہوئے۔

وصیت کے مطابق آپ کی تجہیز و تکفین کی گئی اور تبرکات نبویہ کفن میں شامل کے گئے۔ سیدنا ضحاک بن قیس الفہری نے نماز ظہر کے بعد دمشق کی جامع مسجد میں آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور باب صغیر کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

اللهم اغفر له وارحمه و عافه واعف عنه

فیض تبرکات لئے قبر میں گئے
اُلفت نبی سے رکھتے تھے کتنی معاویہ

قطعہ سال وصال

سُلطان اسلام ،خلیفة المسلمین

حضرت سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

"زیب بزم مصطفی ﷺ أمیر معاویہ رضی اللہ عنہ"

680ء

جاں نثارِ نبی ﷺ فخر اہل وفا
عظمت و شان اُن کی وراءُ الورا
بہر تاریخ ترحیل فیضؔ الامین
''زاہد لاجواب'' آئی دل سے صدا

60ھ

از قلم
صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ،
مونیاں شریف، گجرات

مزار مبارک

حضرت سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ملک شام کے دارالحکومت شہر دمشق کے ایک مشہور ومعروف قبرستان "باب الصغیر" میں ہے،ایک خوبصورت عمارت کے اندر آپ کی قبر مبارک ہے جو لائق زیارت ہے۔الحمدللہ! اس بندہ ناچیز کو ایک سے زائد بار اس مقام مقدس پر حاضری اور فاتحہ خوانی کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔

قدر شناسی اور قدر دانی کے کلمات

خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے حکام اور وُلات پر سخت گیری اور شدید گرفت فرمانے کے ساتھ اُن کی بہتر کارکردگی پر اُن حکام کی قدر دانی، قدر شناسی اور عزت افزائی بھی فرمایا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیرکی اور دانش مندی کے متعلق سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قدر دانی کے کلمات کتب تاریخ میں موجود ہیں۔ ابن اثیر الجزری، الکامل کی جلد نمبر 3 سیرت معاویہ کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

❁ **قال عمر بن الخطاب، تذکرون کسری و قیصر و دھاء ھما و عندکم معاویة**

تم لوگ قیصر و کسریٰ کی دانائی اور زیرکی کا ذکر کرتے ہو حالانکہ تمہارے ہاں معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے دانشمند اور زیرک آدمی موجود ہے۔ ❁

امام ذھبی کی تاریخ اسلام جلد 2 (احوال سیدنا معاویہ) پر ہے:

❁ **تعجبون میں دھاء ھرقل و کسری و تدعون معاویة**

تم ھرقل اور کسری کی ہوشیاری اور ہوش مندی سے تعجب کرتے ہو اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ بیٹھے ہو۔ ❁

امام ابن کثیر اپنی مشہور زمانہ تصنیف البدایہ والنہایہ جلد 8 (تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان) میں تحریر فرماتے ہیں:

❁ **کان عمر بن الخطاب اذا رأی معاویة قال ھذا کسری العرب**

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب حضرت معاویہ کو دیکھتے تو ارشاد فرماتے "یہ عرب کے کسریٰ ہیں"۔ (کسریٰ فارس کے بادشاہ کا لقب تھا۔) ❁

حبـــــر الامۃ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے رکعاتِ وتر کے مسئلہ پر گفتگو ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

❁اصاب انه فقيه ، انھوں نے درست ارشاد فرمایا کیونکہ وہ فقیہ ہیں۔ ❁

یہ کوئی معمولی درجہ کی شہادت نہیں بلکہ حبر الامۃ جن کا لقب ہے اُن کی طرف سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مجتہد اور فقیہ ہونے کی گواہی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیادت اور حکمرانی بارے فرمایا کرتے تھے:

❁ مارأيت أحداً بعد رسول الله أسود من معاويه
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں نے کسی کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے
بہتر حکمران نہیں دیکھا۔ ❁

حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص سیدنا معاویہ کے انصاف اور عوام کے حقوق کی ادائیگی کے متعلق فرماتے تھے:

❁مارأيت بعد عثمان أقضى بحق من صاحب هذا الباب
میں نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بہتر حق پورا کرنے والا
اور حق کے ساتھ فیصلہ کرنے والا نہیں دیکھا۔ ❁

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے تقوی اور حسن نماز کو ذکر کرتے ہوئے فرماتے تھے:

❁ مـارأيت أحداً أشبه صلاة برسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من امامكم هذا يعـنـى معاوية ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے زیادہ مشابہ میں نے تمہارے اس امام (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) سے بہتر کوئی نہیں دیکھا۔ ❁

آثارِ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

(احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست روایت کرنے کا شرف عظیم حاصل ہے۔ فتح مکہ کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں مستقل حاضری اور ہمنشینی رہی جس کے نتیجے میں آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ظاہر و باطن کو علم وحکمت کے نور سے خوب فیض یاب کیا ور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک انمول ذخیرہ اپنے حافظے میں محفوظ کیا۔

☆ حضرت امام ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے 163 احادیث روایت کی ہیں اور دیگر کتب احادیث میں آپ رضی اللہ عنہ سے روایت احادیث کی تعداد مختلف ہے۔

☆ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والوں میں صحابہ کرام اور تابعین عظام شامل ہیں جن میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا ابودرداء، سیدنا جریر بن عبداللہ، سیدنا عبداللہ بن زبیر، سیدنا ابوسعید الخذری سرفہرست ہیں۔

دیوان سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

☆ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ فن شعر گوئی کی اہمیت سے بخوبی آگاہ تھے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق اُس خاندان سے تھا جو شعر و شاعری اور ادب میں ایک منفرد مقام رکھتا تھا۔ ماضی قریب میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک دیوان بنام ''دیوان معاویہ رضی اللہ عنہ، ڈاکٹر فاروق اُسلیم بن اُحمد کی تحقیق و شرح کے ساتھ 167 صفحات پر مشتمل کا پہلا ایڈیشن سال 1996ء میں دارِ صادر، بیروت، لبنان سے شائع ہوا اور اس وقت یہی نسخہ بندہ کے زیر نظر ہے۔

خصوصی
مختصر تذکرہ

خاندانِ بنو ھاشم اور بنو اُمیہ

میں

معاشرتی تعلقات

اور

باھمی رشتہ داریاں

قریش اور اُس کی شاخیں

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام کائنات میں سے عرب کو منتخب کیا پھر عربوں میں سے قریش کو فضیلت بخشی پھر قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب کیا اور بنو ہاشم کی فضیلت، مرتبت، منقبت اور حیثیت کے لئے یہی کافی ہے کہ اس قبیلہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے آخری محبوب رسول کریم ﷺ کو معبوث فرمایا ہے۔

قبیلہ قریش کی چھوٹی بڑی شاخیں ملا کر 10 تھیں لیکن اُن میں مشہور شاخیں ''بنو ہاشم'' اور ''بنو اُمیہ'' تھیں۔ قبیلہ بنو ہاشم سید کائنات حضور پُر نور ﷺ کی ذات بابرکات کی وجہ سے تمام قبائل پر فوقیت رکھتا ہے اور شرف وفضیلت میں اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز تھا۔ حرب وضرب اور جنگی معاملات میں قبیلہ بنو اُمیہ کو فضیلت اور برتری حاصل تھی اور یہ دیگر قبائل قریش میں سردار اور صاحب دستار شمار ہوتا تھا۔

بنو ہاشم اور بنو اُمیہ میں معاشرتی تعلقات

(عہد جاہلیت میں)

بنو ہاشم اور بنو اُمیہ دو عم زادوں کے خاندان تھے اور اُن کے درمیان خونی رشتہ کے علاوہ سیاسی، تہذیبی اور سماجی و معاشرتی تعلقات ہر دور میں استوار رہے ہیں۔ خاندان بنو ہاشم کے سرخیل ''حضرت ہاشم'' اور خاندان بنو اُمیہ کے سرخیل ''عبد شمس'' کا مکہ مکرمہ کے سرداروں اور شیوخ میں شمار ہوتا تھا، لہٰذا ان کے درمیان نفرت وعداوت کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ بنو عبد مناف کا خاندان اپنے ذاتی اتحاد و اتفاق اور الفت ومحبت کے لئے دور جاہلیت کے علاوہ اسلامی عہد میں بھی ممتاز تھا۔ عبد مناف کے چار فرزندوں (ہاشم، مطلب، عبد شمس اور نوفل) کے خاندانوں پر مشتمل تھا جو وقت کے ساتھ ساتھ افرادی لحاظ سے بھی برابر طاقتور ہوتے رہے، عبد مناف ایک متحد

خاندان کی مانند ایک دوسرے سے وابستہ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک تھے۔

سرکار دو عالم ﷺ کو خاندان اُموی سے قرابت کا کتنا خیال تھا اس کا اندازہ ایک روایت سے ہوتا ہے جس کے مطابق حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے دفاع اسلام میں ہجو کرتے ہوئے جب حضرت ابوسفیان اُموی کی تنقیص کرنا چاہی تو حضور پُرنور ﷺ نے فرمایا ''وما لقرابتی منه'' کہ اُن سے میری قرابت کا کیا ہوگا اور پھر انہوں نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی ہجو نہیں کی۔

تعلق ندیمی

عرب کے قبائلی دستور میں ''منادمت'' کی ایک روایت تھی جو دو افراد بالخصوص تجار کے درمیان قائم ہو جاتی تھی وہ ایک دوسرے کے ندیم (دوست) اور شریک تجارت کہلاتے تھے۔ محمد بن حبیب بغدادی (وصال 245ھ) نے اپنی کتب میں قریش مکہ کے 58 ندیموں کی جو فہرست دی ہے تو اس میں سرفہرست حضرت عبدالمطلب بن ھاشم اور حرب بن اُمیہ کو رکھا ہے۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رشتہ ندیمی اور محبت والفت کے تعلقات بنو ھاشم اور بنو اُمیہ میں نہ صرف قائم اور استوار رہے بلکہ مثالی نوعیت کے یہ تعلقات رہے، اس سلسلہ میں ایک دلچسپ روایت ملتی ہے کہ عہد جاہلیت میں حضور سید کائنات ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب ھاشمی اور ابوسفیان اموی تجارت کے لئے یمن گئے تو ایک دن بازار کا کاروبار ایک ندیم (دوست) دیکھتا تھا تو دوسرا خیمہ کی رکھوالی کرتا اور کھانا تیار کرتا تھا اور دوسرے دن ندیم، یہ ان دونوں شخصیات کی مستقل محبت ومودت کا واضح ثبوت ہے جس کے نتیجے میں حضرت عباس ہاشمی کی ہی تحریک پر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ دولت اسلام سے سرفراز ہوئے اور حتما یہ اسی دوستی کا ہی

نتیجہ تھا کیونکہ اعلان نبوت کے بعد بھی ان دونوں بزرگوں کے تعلقات میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔

حضرت ابو طالب ؓ اور مسافر ابی عمرو اموی کا رشتہ ندیمی

خاندان بنوھاشم اور بنواُمیہ میں رشتہ ندیمی اور تعلق و دوستی وسیع پیمانے پر نظر آتی ہے۔ حضرت سیدنا ابوطالب بن عبدالمطلب ھاشمی نے مسافر بن ابی عمرو بن اُمیہ اموی سے ندیم ہونے کا رشتہ قائم کیا اور یہ دونوں حضرات ایک دوسرے کے جگری دوست تھے اور پھر سیدنا ابوطالب ھاشمی کی مسافر بن ابی عمرو بن اُمیہ اموی کے ساتھ یہ دوستی اُن کی موت تک قائم و دائم رہی اور جب اُن کی وفات دیارِ غیر میں ہوئی تو حضرت ابوطالب ھاشمی کو اتنا قلق اور افسوس ہوا کہ انہوں نے اپنے دوست کے وصال پر ایک انتہائی عالی شان مرثیہ تحریر فرمایا جو عربی ادب کا شہ پارہ ہے۔

عھد نبوی ﷺ میں ھاشمی و اموی تعلقات

سرکار دو عالم ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد مکہ مکرمہ میں ایک نئے باب کا آغاز ہوا اور ابتدائی معروضی مطالعہ بتاتا ہے کہ دوسرے قبائل عرب اور بطونِ قریش کی مانند قبول و انکار اسلام میں خاندان بنوھاشم اور خاندان بنواُمیہ دو جماعتوں میں منقسم تھے۔ نبی کریم ﷺ کا تعلق بنو ھاشم سے ہونے کے باوجود آپ ﷺ کے بعض خاندان والوں نے سخت مخالفت کی تھی اور اکثر نے قبول اسلام سے انکار کر دیا تھا ان میں سرفہرست آپ ﷺ کے چچا ابولہب بن عبدالمطلب ھاشمی تھے۔

اسلام قبول کرنے والوں میں بنو اُمیہ کی کئی ممتاز شخصیات شامل تھیں جن میں سرفہرست حضرت عثمان بن عفان نے سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کی ترغیب پر ابتداء

میں ہی اسلام قبول کرلیا تھا، دوسرے اموی سابقین اولین میں سردار عتبہ بن ربیعہ کے فرزند دلبند حضرت ابوحذیفہ نے ابتداء میں ہی اپنی اہلیہ اور اپنے غلام کے ساتھ اسلام قبول کرلیا تھا۔

سفرِ طائف اور بنو اُمیہ کی ہمدردی

جناب نبی کریم ﷺ 9 نبوی میں جب طائف کے سفر سے زخمی دل اور زخمی جسم کے ساتھ واپس ہو رہے تھے تو مکہ مکرمہ کے قریب ربیعہ اُموی کے دو بیٹوں عتبہ و شیبہ کے باغ میں پناہ لی۔ آپ ﷺ کے دونوں اُموی چچاؤں نے اپنے ھاشمی ابن عم (چچازاد) کی حالت زار دیکھ کر اُن کی تالیف قلب اور اظہار محبت وتعلق کے لئے اپنے ایک نصرانی غلام ''عداس'' کے ہاتھوں انگوروں کے خوشے بھیجے جو نبی کریم ﷺ نے قبول ومنظور فرمائے۔

فلما رأه ابنا ربيعة رقَّا له وأرسلا اليه بقطف
من العنب مع مولى لهما نصراني اسمه عداس

❁نور اليقين فی سيرة سيد المرسلين (الخضری ، محمد) جلد 1 صفحه61 ❁

اختلاف مسلک و مذہب کے باوجود ان امویوں نے اپنے ہاشمی عزیز کے ساتھ مہر ومحبت کا جو سلوک کیا اور جو اُن سے صلہ رحمی کی وہ قرابت کا واضح ثبوت تھا۔

خلافت راشدہ میں ھاشمی و اموی تعلقات

خاندان بنوھاشم اور خاندان بنواُمیہ کے سماجی ومعاشرتی تعلقات عہد خلفاء راشدین میں نہ صرف قائم و دائم رہے بلکہ ان میں بعض نئے زاویوں اور جہتوں کا اضافہ بھی ہوا۔ سیدنا صدیق اکبر ؓ کی خلافت کے آغاز سے ہی بنوھاشم اور بنواُمیہ کے بعض اکابر کے روابط و یگانگت کے مظاہر ملتے ہیں۔

خلافت صدیقی میں بنو ھاشم اور بنو اُمیہ کے درمیان ایک بہت دلچسپ اور اہم رشتۂ اُزدواج قائم ہوا۔ سرکار دو عالم ﷺ کی بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت ابو العاص بن ربیع کی شادی مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے انجام پائی اور یہ شادی اُموی اور ھاشمی خاندانوں کے درمیان تعلقات محبت ومودت کا ایک اور ثبوت فراہم کرتی ہے۔

طبری کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ 12 ہجری جب خلیفہ وقت حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج کا ارادہ فرمایا تو اپنے سفر سے پہلے مدینہ منورہ میں حضرت عثمان بن عفان اُموی کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور ظاہر ہے کہ اس اموی تقرری پر تمام بنو ھاشم راضی تھے۔ عہد فاروقی میں بھی بنو ھاشم اور بنو اُمیہ کے تعلقات اتحاد و اتفاق سے بہرہ ور تھے۔

متعدد روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عثمان اموی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ثالث مقرر ہونے کا اعلان ہوتے ہی اُن کے ہاتھ پر سب سے پہلے بیعت والے مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ھاشمی تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے پوری خلافت عثمانی میں آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ صرف بھرپور تعاون کیا بلکہ اُن کے اصل دست راست اور حامی تھے اور یہی رویہ دوسرے اکابرین بنو ھاشم کا بھی تھا اور اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنے قبیلہ سے زیادہ خاندان بنو عبد مناف سے محبت فرماتے تھے۔

خلافت اموی میں ھاشمی اموی تعلقات

حضرت سیدنا معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما کی خلافت کا بنیادی اصول صلح کل اور مثالی حلم و تحمل تھا آپ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی کی طرح اپنے خاندان بنو عبد مناف سے بے انتہاء محبت کرتے تھے اور دوسروں کے مقابلہ میں بنو ھاشم کو ترجیح دیتے تھے۔ دور

مشاجرات صحابہ کے دوران دونوں خاندانوں میں جو اختلاف پیدا ہوا تھا، صلح حضرت امام حسن ﷛ کے بعد وہ بھی ختم ہو چکا تھا۔ حضرت معاویہ یقینی طور پر دونوں خاندانوں میں برادرانہ تعلقات کو استوار و مستحکم کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔ خلفائے بنی اُمیہ میں آخری بڑے حکمران ھشام بن عبدالملک تھے جن کے بنو ھاشم کے تمام اکابر اور عوام سے تعلقات بہت اچھے تھے۔

مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت اور حضرت حسن کی خلافت سے دستبرداری کے بعد بنو ھاشم نے مفاہمت کر لی تھی اس لئے اُن کے خلیفہ اُموی اور اکابر بنواُمیہ کے ساتھ برادرانہ روابط تھے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ھاشمی سے حضرت سیدنا معاویہ کے ساتھ بہت قریبی تعلقات تھے جو ہمیشہ قائم رہے مورخین نے ان تعلقات بارے کئی روایات نقل کی ہیں۔ علامہ ابن عساکر کی روایت کے مطابق حضرت عبداللہ بن جعفر ھاشمی ہر سال خلیفہ اُموی کے پاس تشریف لاتے اور وہ اُن کی ضرورتیں پوری کرنے کے علاوہ خطیر نقد نذرانے بھی پیش کرتے تھے۔

حضرت معاویہ ﷛ کے عہد خلافت میں مروان مدینہ منورہ کے گورنر تھے اور اپنے فرائض منصبی کے تحت نمازوں کی امامت کیا کرتے تھے اور تمام اکابر بنو ھاشم بشمول حضراتِ حسنین کریمین اُن کی اقتداء میں نماز ادا فرمایا کرتے تھے اور دہراتے بھی نہیں تھے اور ایک دوسرے کو اپنائیت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

عہد جاہلیت میں جس ندیمی، تجارتی شراکت اور خاندانی مصاہرت کا آغاز ہوا تھا وہ عہد اسلامی کے تمام ادوار میں نہ صرف قائم و دائم رہا بلکہ اُن میں اور مضبوطی اور پائیداری آئی اور دوستانہ تعلقات کا دائرہ وسیع تر ہو گیا۔ عہد نبوی ﷺ میں بنواُمیہ

کواُن کی قابلیت کے پیشِ نظر سرکاری عہدوں پر فائز کیا گیا اور اُن کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ بھی زیادہ کیا گیا۔ عہد جاہلی میں اُن کے درمیان ازدواجی تعلقات قائم ہوئے اور عہد نبوی میں اُن میں مزید استحکام آیا خلافت راشدہ میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا اور اموی دور میں یہ تعلقات اپنی بہترین صورت اور بلندیوں کو چھو رہے تھے۔

حرفِ آخر

مذکورہ بالا جملہ سطور سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بنوھاشم اور بنواُمیہ کے معاشرتی تعلقات بلاشک وشبہ یہ ثابت کررہے ہیں کہ تاریخ اسلام کے ہر دور میں ان دونوں عم زاد خاندانوں کے درمیان یگانگت والفت ومحبت کے تعلقات ہمیشہ قائم ودائم رہے۔

بنوھاشم و بنواُمیہ میں رشتہ داریاں

تاریخ اسلامی کے سرسری مطالعہ کے بعد کچھ لوگوں اور کچھ اور دوسرے لوگوں نے من گھڑت اور سنی سنائی باتوں سے ایک فرضی نظریہ قائم کرلیا کہ خاندان بنو ھاشم اور بنواُمیہ کے مابین کوئی انتہاء درجے کی دشمنی اور مخاصمت تھی اور ان کی رقابت کی کہانیاں زبانِ زدِ عام وخاص ہیں۔ صد افسوس! کہ ان مفروضوں اور من گھڑت کہانیوں کی دُھند میں یہ حقیقت بھی چھپ گئی ہے کہ یہ دونوں خانوادے ایک دوسرے کے عم زاد خاندان ہیں۔ قریش کی مختلف شاخوں میں یہ ہی دو قبیلے ایک دوسرے کے قریب تھے کیونکہ یہ دونوں قبیلے ایک ہی جد ''عبدمناف'' کی اولاد میں سے تھے۔

قارئین کرام! جب ''انسـاب'' کی مستند قدیمی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں تو معاملہ ان ساری باتوں کے بالکل برعکس اُبھر کر سامنے آجاتا ہے کیونکہ ان دونوں خاندانوں میں کثرت سے رشتہ داریاں قائم ہوئیں اور بالخصوص خاندان بنوھاشم نے کثرت سے اپنی خواتین کے رشتے خاندان بنواُمیہ میں طے کیئے۔ اِن خاندانی رشتوں

کی تلاش میں اس بندہ ناچیز کے زیرِ نظر انساب کی کئی مستند اور قدیمی کتب رہیں۔

ایک بڑی دلچسپ اور فکر انگیز تاریخی حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ عہدِ اموی میں اتنی کثرت اور تیزی سے ان دونوں خاندانوں کے درمیان رشتہ داریاں طے پائی کے نہ اس سے پہلے کبھی اتنی رشتہ داریاں اور پھر اُس دور کے بعد، لہٰذا یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ خاندان بنوھاشم کی خاندان بنواُمیہ سے گہری رشتہ داریاں تھیں۔

دورِ جاهلیت میں رشته داریاں

عرب قبائل میں باہمی رشتہ داریوں کا رواج زمانہ قدیم سے چلا آ رہا ہے، کتب انساب وسیر وتواریخ میں عربوں کے مابین قبائلی ازدواجی تعلقات کا ذکر تفصیل سے ملتا ہے۔ بنوھاشم اور بنواُمیہ کے درمیان اُزدواجی تعلقات کا آغاز عہدِ جاہلیت میں ہوا اور پھر عہدِ نبوی ﷺ، عہدِ خلافت راشدہ، عہدِ بنواُمیہ اور عہدِ عباسی تک اس کی مثالیں ملتی ہیں۔ سطور ذیل میں عبدمناف کے اُن دو مشہور ومعروف خاندانوں (بنو ھاشم اور بنواُمیہ) کے درمیان منعقد ہونے والے چند مشہور ومعروف اُزدواجی روابط کا تذکرہ کرتے ہیں جس سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ ان دونوں خاندانوں میں معاشرتی وسماجی تعلقات کے علاوہ باہمی رشتہ داریاں بھی تھیں۔

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ حضور پُرنور ﷺ کے جدامجد سردارِ قریش حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اپنی چھ صاحبزادیوں میں سے دو صاحبزادیوں کی شادیاں اُموی خاندان اور ایک صاحبزادی کی شادی بنواُمیہ کے حلیف خاندان میں کی تھیں، اسی طرح ایک بیٹے ابولہب کی شادی بھی خاندان بنو اُمیہ میں حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ اُم جمیل بنت حرب بن اُمیہ سے ہوئی تھی۔

❁ نسب قریش (الزبیری، مصعب بن عبداللہ) جلد 1 صفحہ 89 ❁

حضور پُرنور ﷺ کی چار صاحبزادیوں میں سے تین صاحبزادیوں کی شادیاں خاندانِ بنواُمیہ میں اور ایک صاحبزادی کی شادی بنوھاشم میں ہوئی، سب سے بڑی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی شادی قبل از اسلام خاندان بنواُمیہ کے جداعلیٰ عبدشمس کے پڑپوتے حضرت ابوالعاص بن الربیع بن عبدالعزی بن عبدشمس سے ہوئی۔

وکانت زینب بنت رسول الله عندابی العاص بن الربیع

فولدت له علیاً ... و اُمامة بن ابی العاص

❁نسب قریش (الزبیری، مصعب بن عبداللہ) جلد1 صفحہ 22❁

رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی ابی العاص بن الربیع سے ہوئی اور اُن سے ایک صاحبزادہ علی اور ایک صاحبزادی حضرت اُمامہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ یہ وہی حضور نبی اکرم ﷺ کے داماد مبارک ہیں جو شعب ابی طالب میں محصور نفوسِ قدسیہ کی مدد کے لئے اشیائے خورد و نوش لایا کرتے اور گھاٹی کے دھانہ پر ایک آواز دے کر چھوڑ جایا کرتے تھے انہی خدمات کے بارے میں سرکار دوعالم ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ ''ابوالعاص نے ہماری دامادی کا خوب حق ادا کیا ہے''

اس شادی مبارکہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ قبل از اسلام بھی ان دونوں خاندانوں میں باہمی رشتہ داریاں ہوا کرتی تھی اور کوئی دشمنی وغیرہ نہ تھی۔

عھد نبوی ﷺ کی چند معروف رشتہ داریاں

حضور پُرنور ﷺ کی دوسری صاحبزادی سیدۃ رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی مبارکہ خاندانِ بنواُمیہ کے ایک درخشندہ ستارے حضرت عثمان بن عفان اموی سے ہوئی۔

فتزوج عثمان بن عفان رقیه

❁نسب قریش (الزبیری، مصعب بن عبداللہ) جلد1 صفحہ 22❁

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اموی اور سیدۃ رقیہ رضی اللہ عنہا میں باہم بے حد محبت تھی اور اُن کے تعلقات اتنے خوشگوار اور مثالی تھے کہ لوگوں میں اُن کی نسبت یہ مقولہ ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر گیا:

أحسن الزوجين رأهما الانسان رقية وزوجها عثمان

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بہتر میاں بیوی کا جوڑا کسی انسان نے نہیں دیکھا۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری صاحبزادی جو اپنی کنیت ''اُم کلثوم'' سے مشہور و معروف تھیں کہ شادی مبارکہ حضرت عثمان غنی اُموی کے نکاح میں دیتے ہوئے حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کھڑے مجھے خبر دے رہے ہیں کہ میں اُن (اُم کلثوم) کو تمہارے عقد میں دے دوں۔ **فزوجه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اُم كلثوم.**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدۃ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دی۔

❁ نسب قریش (الزبیری، مصعب بن عبداللہ) جلد اول صفحہ 23 ❁

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی، لاڈلی اور محبوب صاحبزادی سیدۃ کائنات، شہزادی کونین، سیدۃ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شادی مبارکہ مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے سرانجام پائی اور یہ ہی وہ شادی ہے جو ہاشمی گھرانے میں طے پائی۔

سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ مبارکہ اُم المومنین سیدۃ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہ ہیں جن کا تعلق خاندان بنو اُمیہ سے ہے اور یہ سعادت اس خاندان کے حصے میں آئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس خاندان کے داماد بنے۔ سیدۃ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت

ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ مبارکہ ہیں۔

شرم و عصمت کا نشاں اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا آپ ہیں
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رازداں اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا آپ ہیں

یہ چند ایک رشتہ داریوں کا ذکر ہے جو عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بنوھاشم اور بنو اُمیہ کے درمیان ہوئی وگرنہ اِن کے علاوہ کتنے ہی ایسے رشتہ ہوں گے جو اِن دونوں خاندانوں میں قائم ہوئے ہوں گے لیکن اُن کی معلومات کتب میں موجود نہیں۔

عہدِ خلافتِ راشدہ میں رشتہ داریاں

اس عہد میں خاندانِ بنوھاشم اور بنو اُمیہ کے درمیان ازدواجی تعلقات قائم ہوتے کم نظر آتے ہیں یا پھر مؤرخین تک یہ معلومات نہ پہنچ سکیں۔عہد خلافت راشدہ کے پورے دور میں چند ہی اُزدواجی رشتوں کا پتہ چلتا ہے لیکن سماجی اور تاریخ اعتبار سے یہ رشتے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ یہ تمام رشتے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے خاندان کے افراد سے ہوئے تھے۔

مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے برادرِ بزرگ سیدنا عقیل بن ابی طالب ھاشمی کی ایک شادی خاندان بنو اُمیہ کے جد اعلیٰ عبدشمس کے پوتے کی صاحبزادی سے ہوئی۔

و تزوج عقیل فاطمہ بنت عتبة بن ربیعة بن عبدشمس

❁ أنساب الاشراف (البلاذری) جلد2 صفحہ 76 ❁

سیدۃ کائنات ،شہزادی کونین رضی اللہ عنہا کی وصیت پر سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی اور خاندان بنو اُمیہ کے جد اعلیٰ عبدشمس کے پڑپوتے حضرت ابوالعاص بن الربیع بن عبدالعزیٰ بن عبدشمس کی صاحبزادی حضرت امامة

بنت ابوالعاص سے شادی فرمائی۔

وتزوج علی بن ابی طالب أمامة بوصیة فاطمة

❁نسب قریش (الزبیری، مصعب بن عبداللہ) جلد 1 صفحہ 22❁

❁امام عالی مقام کی زوجہ مبارکہ❁

امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین بن علی الھاشمی رضی اللہ عنہ کی ایک شادی مبارکہ خاندان بنواُمیہ میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت میمونہ کی بیٹی سیدۃ لیلیٰ بنت ابی مرۃ سے انجام پائی جس سے آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت علی الاکبر کی ولادت باسعادت ہوئی۔اس رشتہ سے آپ باسانی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بنو ھاشم اور بنواُمیہ میں کتنی قریبی رشتہ داریاں تھیں۔اس رشتہ کو کئی کتب میں ذکر کیا گیا ہے۔تین حوالے درج ذیل ہیں۔

لیلیٰ بنت ابی مرة ، فتزوجها الحسین بن

علی بن ابی طالب فولدت له علی بن الحسین الاکبر

❁نسب قریش (الزبیری، مصعب بن عبداللہ) صفحہ 126❁

❁مقائل الطالبین (لابی الفرج الاصفھانی) صفحہ 86❁

❁المعارف (لابن قتیبہ) صفحہ 213❁

اس رشتہ کے لحاظ سے امام حسین رضی اللہ عنہ کی زوجہ مبارکہ حضرت ابوسفیان کی نواسی، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بھانجی اور مولائے کائنات سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بہولگتی تھیں۔

عھد أموی میں رشتہ داریاں

یہ بات بڑی دلچسپ اور لمحہ فکریہ بھی ہے کہ عہد اُموی میں جب ان دونوں خاندانوں کے اہم افراد کے درمیان سختی اور ابتلاء کا زمانہ تھا اُس میں اتنی کثرت اور

تیزی سے اُن کے درمیان اُز دواجی رشتے استوار ہوئے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنے ہوئے اور نہ اِس کے بعد، اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سیاسی سطح پر بنوھاشم اور بنواُمیہ کے کچھ افراد کے درمیان جو معاملات ہوئے وہ کوئی خاندانی رقابت کے معاملات نہیں تھے۔ چند انتہائی اہم رشتوں کا ذکر کرتے ہیں۔

ھاشمی خانوادے کی ایک صاحبزادی اُم کلثوم بنت محمد ربیعہ بن حارث کی شادی بنواُمیہ کے یحییٰ بن حکم بن ابی العاص سے انجام پائی۔

❁ نسب قریش (الزبیری، مصعب بن عبداللہ) صفحہ 171 ❁

مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی دو صاحبزادیاں خاندان بنواُمیہ میں بیاہی گئیں۔ صاحبزادی رملہ بنت علی کی دوسری شادی مروان کے فرزند معاویہ بن مروان بن حکم بن عاصی اموی سے ہوئی۔

وكانت رملة بنت علي ... ثم خلف عليها معاوية بن مروان بن الحكم بن العاص

❁ نسب قریش (الزبیری، مصعب بن عبداللہ) صفحہ 45 ❁

مولائے کائنات سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری صاحبزادی خدیجہ بنت علی کی دوسری شادی خاندان بنوحبیب بن عبدشمس کے ایک اہم فرد ابوسنابل عبدالرحمٰن بن عبیداللہ بن عامر بن کریز سے سرانجام پائی۔

❁ نسب قریش (الزبیری، مصعب بن عبداللہ) صفحہ 45 ❁

سیدنا امام حسن ھاشمی کی پوتی اُم القاسم بنت الحسن (المثنیٰ) بن الحسن کی شادی سیدنا عثمان غنی اُموی کے پوتے مروان بن ابان بن عثمان سے قرار پائی۔

❁ نسب قریش (الزبیری، مصعب بن عبداللہ) صفحہ 53 ❁

سیدنا امام حسن ھاشمی کی ایک اور پوتی زینب بنت الحسن (المثنیٰ) بن الحسن کی شادی مشہور اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک بن مروان سے ہوئی۔

❁ نسب قریش (الزبیری، مصعب بن عبداللہ) صفحہ 52 ❁

❁ تاریخ دمشق (ابن عساکر) جلد 69 صفحہ 168 ❁

سیدنا امام حسن ھاشمی کی ایک اور پوتی نفیسہ بنت زید بن الحسن کی شادی مشہور اُموی خلیفہ ولید بن عبدالملک بن مروان سے اُس کے عہد خلافت میں ہوئی۔

تزوجت نفیسة الولید بن عبدالملک بن مروان وھو خلیفه

❁ نسب قریش (الزبیری، مصعب بن عبداللہ) صفحہ 32 ❁

سیدنا امام حسن ھاشمی کے ایک پوتے ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کی شادی سیدنا عثمان غنی اُموی کی پڑپوتی رقیہ صغریٰ سے انجام پائی۔

❁ نسب قریش (الزبیری، مصعب بن عبداللہ) صفحہ 117 ❁

❁ جمھرہ انساب العرب (ابن حزم) جلد 1 صفحہ 83 ❁

سیدنا امام حسن ھاشمی کی ایک پڑپوتی فاطمہ بنت محمد بن حسن المثنیٰ بن حسن کی شادی عبدالملک بن مروان کے بیٹے سے ہوئی۔

❁ نسب قریش (الزبیری، مصعب بن عبداللہ) صفحہ 53 ❁

حسینی خانوادہ سے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدة سکینہ رضی اللہ عنہا کے کئی عقد ہوئے اور ان میں ایک عقد حضرت عثمان غنی اُموی کے پوتے زید بن عمرو بن عثمان اور ایک عقد اصبغ بن عبدالعزیز بن مروان اموی سے بھی ہوا۔

❁ نسب قریش (الزبیری، مصعب بن عبداللہ) صفحہ 59 ❁

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی فاطمہ بنت حسین کی دوسری شادی سیدنا

عثمان غنی اُموی کے پوتے عبداللہ بن عمرو بن عثمان اموی سے سرانجام پائی۔

❁نسب قریش (الزبیری، مصعب بن عبداللہ) صفحہ 59❁

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ایک پڑپوتے حسین بن حسین بن علی بن حسین کی شادی ایک اُموی خاتون خلیدیہ بنت مروان بن عنبسہ بن سعید بن العاص سے ہوئی۔

❁نسب قریش (الزبیری، مصعب بن عبداللہ) صفحہ 74❁

علوی خانوادہ، مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا خاندانِ پاک حسنین کریمین کے علاوہ اور فرزندان سے بھی چلا لیکن وہ سب علوی کہلائے مورخین اور ماہرین اُنساب نے حسنی اور حسینی خانوادوں کے مقابلے میں علوی خاندانوں پر کم توجہ دی جس کی وجہ سے اُن کے بارے میں بہت کم معلومات کتب میں موجود ہیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے محمد بن الحنفیہ کی پوتی لبابہ بنت عبداللہ نے بنواُمیہ کے ایک مشہور سعیدی خاندان کے ایک فرد سعید بن عبداللہ بن عمرو بن سعید بن العاص بن اُمیہ سے شادی کی تھی۔

❁نسب قریش (الزبیری، مصعب بن عبداللہ) صفحہ 76❁

سیدنا جعفر بن ابی طالب ھاشمی کی ایک پوتی رملہ بنت محمد بن جعفر الطیار کی پہلی شادی سلیمان بن ھشام بن عبدالملک اموی سے ہوئی تھی اور دوسری شادی سفیانی گھرانے کے ایک فرد ابوالقاسم بن ولید بن عقبہ بن ابوسفیان سے ہوئی تھی۔

مذکورہ بالا رشتے داریوں کے مختصر تذکرے سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ ہر دور میں بنوھاشم اور بنواُمیہ کے درمیان رشتہ داریاں طے ہوتی رہی اور دشمنی اور مخاصمت کی من گھڑت کہانیوں کی کوئی حقیقت نہیں۔

باب چہارم

مناقب

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم، کاتب وحی، فاتح عرب وعجم،

سلطانِ اسلام، امام تدبر وسیاست، حلیم وکریم،

64 لاکھ مربع میل کرۂ ارض پر اسلامی پرچم لہرانے والے

خاندانِ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ایک درخشندہ ستارے

انہیں بہشت کا مژدہ ملا ہے دُنیا میں
کہ اُن سے راضی خدا اور مصطفیٰ ہوا ہے

منقبت

لطف و کرم کے پیکر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے
لطف و کرم کے خوگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے

جو اُمِ مومنین تھیں اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا نامی ! !
ہاں اِن کے ہی برادر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے

کاتب رسولِ صلی اللہ علیہ وسلم برحق کے بھی رہے ہیں برسوں
خوش قسمتی کے جوہر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے

عثمان رضی اللہ عنہ نے مدینے میں پائی تھی جب شہادت
جب شام کے گورنر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے

دامادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس قتل بے خطا پر
مغموم سب سے بڑھ کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے

بہر قصاص نکلے جب شامی و حجازی
تو بے قرار و مضطر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے

قرآن آیا آگے تو بڑھ کر صلح کر لی ! !
اِس صلح سے فزوں تر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے فرماں میں صاف لکھا
اسلام میں نہ کمتر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے

حیدر رضی اللہ عنہ نے پھر حسن رضی اللہ عنہ کو سونپی خلافت اپنی
اس پر نہ کچھ مکدر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے

شبیر رضی اللہ عنہ نے چھ مہینے بعد اپنی یہ خلافت
دے دی تو تاج برسرِ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے

شبیر رضی اللہ عنہ اور شبر رضی اللہ عنہ جب تک رہے مدینے
دونوں سے شیر و شکر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے

دینار اور درہم لاکھوں ہی تھے پہنچتے
دونوں کے یار و دلبر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے

مکے سے عزمِ کوفہ شبیر رضی اللہ عنہ نے کیا تب
جب پہنچے پیش داور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے

کلام: پیر غلام دستگیر نامی رحمۃ اللہ علیہ

بڑا بلند ہے یہ کاتب وحی کا مقام!
عروج آپ کی تقدیر میں لکھا ہوا ہے

جو اس ستارۂ پُرنور کا کرے انکار
صراطِ خلد سے وہ آدمی ہٹا ہوا ہے

کلام: وقاص عاجز، ڈسکہ، سیالکوٹ

منقبت

آسناؤں تجھ کو میں اِس مردِ حق کا ذکرِ خیر
ملت اسلام پر ہے جن کے احسانوں کا بار!

معاویہ رضی اللہ عنہ ہے نام اُن کا، ہیں یہ خالُ المومنین
ذی قدر ہیں مرتبہ میں شان میں ہیں باوقار!

پرچم اسلام دنیا میں کیا اُس نے بلند
دین و ملت کیلئے سب کچھ کیا اُس نے نثار

کاتبِ وحی رسالت کا شرف بخشا انہیں
خدمتِ دیں عمر بھر بے شک رہا اُن کا شعار

اِس قدر تھی اُلفت حسنین رضی اللہ عنہما اُن کے قلب میں
عمر بھر دیتے رہے اُن کو وظائف بے شمار

مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد آیا دورِ خالُ المومنین
بن کے فاتح یہ ہوئے اسلام کے خدمت گزار

روم و ایراں کے علم سب ہو گئے پھر سرنگوں
برسرِ میداں جب آئی اُن کی تیغ آبدار

صد ہزاروں رحمتیں ہوں اُن کے مرقد پر مدام
جن کی جملہ خدمتیں بس ہیں قبولِ کردگار

انورِ مسکین اُن کی منقبت کیا لکھ سکے
کی دُعا جن کیلئے ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار

کلام: حافظ نور محمد انور

منقبت

لکھتا ہوں آج مدحتِ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی
دل میں ہے میرے اُلفت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی

اصحابِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جس سے ہوئے ممیّز
تھی وحی کی کتابت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی

خورد و کلاں کی اِس میں تخصیص تھی نہ کوئی
تھی بے ریا سخاوت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی

رشتہ میں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے آپ بھی برادر
دیکھے تو کوئی عظمت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی

اسلام کے تھے محسن اور دین کے فدائی
ہے سب کے دل میں عزت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی

حسنین رضی اللہ عنہ سے تھی اُلفت اُعدائے دیں سے نفرت
یعنی تھی پاک طینت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی

سبط نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے کر لی مصالحت جب
ہر اِک نے کر لی بیعت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی

تبلیغ حق میں کوشاں دن رات وہ رہے یوں
پھیلی جہاں میں شہرت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی

رکھتے ہیں بیر اُن سے انوؔر جو اِس جہاں میں
حیران ہوں میں کیونکر جائیں گے وہ جناں میں

کلام: حافظ نور محمد انور

منقبت

مردِ جری مجاہد اعظم ، معاویہ رضی اللہ عنہ
کشور کشا و فاتح عالم ، معاویہ رضی اللہ عنہ

اِک باکمال و حسنِ مجسم ، معاویہ رضی اللہ عنہ
تھے رہنمائے ارشد و اَسلم معاویہ رضی اللہ عنہ

حاصل اُنہیں تھی صحبت آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم
تھے جاں نثار و مونس و ہمدم معاویہ رضی اللہ عنہ

مقبول بارگاہِ خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے
یکتائے روزگار و معظم ، معاویہ رضی اللہ عنہ

وحی آلہ کے کاتب و فتاح قنسرین
واللہ کس قدر تھے مکرم ، معاویہ رضی اللہ عنہ

ہادی خلق مہدیٔ دوراں تھے بالیقیں
حسب دعائے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ، معاویہ رضی اللہ عنہ

ہر ایک سے یہ خلق و مروت سلوک تھا
حسنین رضی اللہ عنہما کے تھے یاور و ہمدم ، معاویہ رضی اللہ عنہ

پہنچایا اس کو پایۂ تکمیل تک ضرور
کر لیتے تھے جو عزمِ مصمم معاویہ رضی اللہ عنہ

کلام: قاری عبدالعزیز شوقی (انبالوی)

منقبت

روشن زمانے میں ہے وقارِ معاویہ رضی اللہ عنہ
رحمت کے لاکھ پھول نثارِ معاویہ رضی اللہ عنہ

وہ عظمت و جلال کے پیکر معاویہ رضی اللہ عنہ
رفعت میں مہر و ماہ کے ہمسر معاویہ رضی اللہ عنہ

وہ معتمد جنابِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
وہ مستحق عنایت ربِ رحیم کے

یارانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلّم ہے اُن کا نام
عدل و سخا سے اُن کو ملا رُتبہ دوام

وہ عرصہ جہاد کے مردِ جلیل ہیں
اورنگ اقتدار کے مردِ کفیل ہیں

خوف خدا و پیروی شرع میں وحید
اسلام کے قیام و بقا میں شہ فرید

وہ خوئے حلم و عفو و عطا میں بہت بلند
بزمِ صحابِ پاک کے اِک فردِ ارجمند

وہ جاں نثارِ شاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے
وہ رازدانِ شریعت اُم الکتاب کے

ان کے تعلقات شہ دوسرا سے ہیں
راضی خدا ہے اُن سے وہ راضی خدا سے ہیں

کلام: قاری عبدالعزیز شوقی (انبالوی)

منقبت

سجیلا بدن اور چہرہ گلابی ! ! !
وہ شہزادوں جیسا نبی ﷺ کا صحابی رضی اللہ عنہ

وہ کاتب ، وہ منشی میرے مصطفیٰ ﷺ کا
رفیق خصوصی تھا خیرالوریٰ ﷺ کا

نبی ﷺ کی محبت تھی اُس کے لہو میں
کھلا کرتے حکمت کے در گفتگو میں

کئی بار رویا وہ ذکر علی رضی اللہ عنہ پر
وہ جاں دیتا ساری ہی آلِ نبی ﷺ پر

ادب کرتا تھا وہ حسین رضی اللہ عنہ وحسن رضی اللہ عنہ کا
رسالت ﷺ کے پاکیزہ سارے چمن کا

کبھی پیش آیا نہ وہ بے رخی سے
کھلے دل سے ملتا وہ آل نبی ﷺ سے

رسالت ﷺ کا قرب اُس کو حاصل رہا ہے
بہت خاص جنگوں میں شامل رہا ہے

وہی آدھی دنیا کا فرماں روا تھا
ارے آدھی دنیا کا وہ ناخدا تھا

جو خوشبو ملی تھی اُسے مصطفیٰ ﷺ سے
رکھا کرتا اُس کو وہ دل میں چھپا کے

کلام: انجم نیازی

مقام و مرتبہ اعلیٰ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہے
قیامت تک طلوع تارا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہے

بھلا کیسے وہ بہکے گا لقب ''ھادی'' ہوا جس کا
ہدایت کا حسیں اُسوہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہے

رسول اللہ ﷺ کے بارے میں جو آیا ملکہ بالشام
یقیناً اُس میں اشارہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہے

جو ملک مصطفیٰ ﷺ میں ''بادشاہ'' اسلام کا گزرا
لقب یہ تو فقط ٹھہرا ، امیر معاویہ کا ہے

جو ہیں اُمِ حبیبہ مومنوں کی ماں ہاں اُن سے تو
بہن اور بھائی کا رشتہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہے

ارے منکر کہیں اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا یہ نہ فرما دیں
شفاعت پائے جو شیدا امیر معاویہ کا ہے

الٰہی! حشر فرما اُن کے سنگ حامدؔ علیمی کا
بروزِ حشر جو زُمرہ امیر معاویہ کا ہے

کلام: ڈاکٹر حامد علی علیمی

منقبت

صدائے اہل معرفت معاویہ رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ
ہے آج میری منقبت معاویہ رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ

تو صاحب رسول ﷺ ہے عظیم و با اصول ہے
عجب ہے تیری منزلت معاویہ رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ

وہ صاحب یقین ہے ازل سے وہ امین ہے
جسے ہو تیری معرفت معاویہ رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ

نبی کا راز دار اور مرتضی رضی اللہ عنہ کا پیار ہے
بڑی ہے تیری منزلت معاویہ رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ

تو کاتب وحی بھی ہے تو پیکر یقیں بھی ہے
ہے پاک تیری عاقبت معاویہ رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ

تمام بادشاہوں سے تمام کجکلاہوں سے ! !
وسیع تھی تیری سلطنت معاویہ رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ

عدو کو تیرے حشر میں خدائے ذوالجلال سے
ملے تو کیسے عافیت معاویہ رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ

بلاؔل اِس امام کا ادب سے نام تو بھی لے
ہے اِک چراغِ مغفرت معاویہ رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ

کلام: بلال رشید رحمۃ اللہ علیہ

منقبت

فاتح تھے کامران تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
ظالم کا امتحان تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

ماموں سسر ہیں آپ جنابِ حسین رضی اللہ عنہ کے
عظمت کا اِک نشان تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

ناصر کہوں میں کیوں نہ رسالت کا آپ کو
آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ترجمان تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

ماموں تھے آپ اُمت خیرالانام کے
اُمت پہ مہربان تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

رومی بھی جانتے ہیں شجاعت کو آپ کی
کیا ہی نڈر جوان تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

میں کیا کہوں اُن کی فضیلت کے باب میں
ایمان کی زبان تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

دعوت کھا کے اِن کی حسین رضی اللہ عنہ وحسن رضی اللہ عنہ کہیں
کیا خوب میزبان تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

کیسے بلالؔ اِن کی فضیلت رقم کرے
رحمت کا سائبان تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

کلام: بلال رشید رحمۃ اللہ علیہ

اللہ اور رسول ﷺ کے پیارے معاویہ رضی اللہ عنہ
ہیں آسمانِ رُشد کے تارے معاویہ رضی اللہ عنہ

تاجِ صحابیت نے بڑھائی ہے اُن کی شان
سونپی حسن رضی اللہ عنہ نے اُن کو خلافت کی آن بان
ہو گا نہ کم کسی سے وقارِ معاویہ رضی اللہ عنہ
اللہ اور رسول ﷺ کے پیارے معاویہ رضی اللہ عنہ

اصحابی کالنجوم ہے اعلانِ مصطفیٰ ﷺ
سب سے وفا کرو یہ ہے فرمان مصطفیٰ ﷺ
ہیں اِس لئے ہمارے تمہارے معاویہ
اللہ اور رسول ﷺ کے پیارے معاویہ رضی اللہ عنہ

بزمِ صحابیت کے وہ دونوں سراج ہیں
اِن کے نشانِ پا، سرِ مومن کے تاج ہیں
بیشک علی رضی اللہ عنہ ہمارے، ہمارے معاویہ رضی اللہ عنہ
اللہ اور رسول ﷺ کے پیارے معاویہ رضی اللہ عنہ

مانے گا ہر صحابی کو جو با اصول ہے
اِن سے دغا تو حُبِ علی رضی اللہ عنہ بھی فضول ہے
سچوں کے جان و دل ہیں نثارِ معاویہ رضی اللہ عنہ
اللہ اور رسول ﷺ کے پیارے معاویہ رضی اللہ عنہ

گلزار جاں میں قربِ نبوت کے پھول ہیں
اُن کی بہن ضیائے مکانِ رسول ﷺ ہیں
ہیں لازوال نقش و نگارِ معاویہ رضی اللہ عنہ
اللہ اور رسول ﷺ کے پیارے معاویہ رضی اللہ عنہ

قرآن میں خدا نے اُتاری ہیں آیتیں
جن سے عیاں ہیں بزمِ صحابہ کی عظمتیں
مہکی اُسی چمن سے بہارِ معاویہ رضی اللہ عنہ
اللہ اور رسول ﷺ کے پیارے معاویہ رضی اللہ عنہ

اُس آنکھ نے زیارتِ سرکار ﷺ پائی ہے
سب رفعتوں سے بڑھ کے یہ اُنکی اونچائی ہے
لبریز ہو گلوں سے مزارِ معاویہ رضی اللہ عنہ
اللہ اور رسول ﷺ کے پیارے معاویہ رضی اللہ عنہ

آقا نے اُن کو مہدی و ھادی کی دی دُعا
تا حشر جگمگائے گا وہ جلوۂ ھدی
ہے رہبری یہ اب بھی منارِ معاویہ رضی اللہ عنہ
اللہ اور رسول ﷺ کے پیارے معاویہ رضی اللہ عنہ

ملت کو عظمتوں کی سحر بخش دیجئے
اے شاہ اپنا فیض نظر بخش دیجئے
دامن فریدؔی بھی ہے پسارے معاویہ رضی اللہ عنہ
اللہ اور رسول ﷺ کے پیارے معاویہ رضی اللہ عنہ

کلام: فریدی مصباحی

منقبت

صاحب مصطفےٰ ﷺ معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں

بخدا با خدا معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں !

کانِ علم و حیا معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں

شہرِ فہم و ذکا معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں

درج کرتے تھے وحی قرآنی

کاتب کبریا معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں

نیک نیت ، کریم ، باتدبیر ! !

کیا بڑے رہنما معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں

زوجِ مرسل کے ہیں سگے بھائی

کتنے ذی مرتبہ معاویہ ہیں

لائق صد ستائش و تحسیں ! !

قابل صد ثنا معاویہ ہیں ! !

خیر گو ، خیر خواہ ، خیر اندیش

بہر آلِ عبا معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں

کیا سمجھ آئے ، کیوں سمجھ آئے

کہ سمجھ سے ورا معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں

مرسل پاک کی دُعا سے عروسؔ

ہادی و مہدی معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں

کلام: عروس فاروقی ،مونیاں شریف، گجرات

منقبت

صحبت سرکار ہے تقدیر خالُ المومنین
اہل سنت کرتے ہیں توقیر خالُ المومنین

پیکر رُشد و ہدایت کا نظارہ ہو گیا
آ گئی جب سامنے تصویر خالُ المومنین

طعن وتشنیع اُن کے بارے کام ہے فجار کا
نار میں لے جائے گی تحقیر خالُ المومنین

ہے قرابت اُن کو حاصل سرورِ کونین ﷺ کی
اس لیے ہے خلد میں جاگیر خالُ المومنین

سرحدِ اسلام کو وسعت ملی ہے انتہاء
جب چلی نامِ خدا شمشیر خالُ المومنین

کاتب وحی الٰہی اوّل بزمِ ملوک
اس حوالے سے بھی ہے تشہیر خالُ المومنین

گوشہ اُفکار فاضلؔ میں نہ ہو ظلمت کوئی
اس کو نورِ آ گہیں رکھے تنویر خالُ المومنین

کلام: سید فاضل اشرفی میسوری، میسور، کرناٹک، ھند

منقبت

سرکارِ دو جہاں ﷺ کے صحابی معاویہ رضی اللہ عنہ
عالی نسب عظیم قریشی معاویہ رضی اللہ عنہ

ماموں ہیں آپ اُمت خیرالانام ﷺ کے
صد مرحبا یہ رُتبہ عالی معاویہ رضی اللہ عنہ

فیض تبرکات لئے قبر میں گئے
اُلفت نبی ﷺ سے رکھتے تھے کتنی معاویہ رضی اللہ عنہ

اصحابی کالنجوم میں شامل ہیں آپ رضی اللہ عنہ بھی
اے فیض یابِ صحبت نبوی معاویہ رضی اللہ عنہ

کس درجہ اعتماد امامِ حسن رضی اللہ عنہ کو تھا
اپنی خلافت آپ رضی اللہ عنہ کو دے دی معاویہ رضی اللہ عنہ

جس رتبہ بلند پہ ہیں آپ جلوہ گر
کس کی وہاں تلک ہے رسائی معاویہ رضی اللہ عنہ

ھادی و مھدی آپ کو کیسے نہ ہم کہیں
جب آپ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے دُعا لی معاویہ رضی اللہ عنہ

کرتا ہے ذکر آپ رضی اللہ عنہ کا جو شخص خیر سے
عزت اُسی کی حشر میں ہو گی معاویہ رضی اللہ عنہ

نسبت قرابت شہ کونین ﷺ کی بھی ہے
ہمسر ہو کیسے آپ رضی اللہ عنہ کا کوئی معاویہ رضی اللہ عنہ

محشر میں جس گروہ کے ہوں گے علی ؓ امیر
ہوں گے اُسی کے ایک حواری معاویہ ؓ

کرتے ہیں نذر پیش بڑے اہتمام سے
رکھتے تھے کیا امام شناسی معاویہ ؓ

اُمت کی ماں ہیں آپ ؓ کی ہمشیر نیک جو
نسبت بہن ہے یہ کوئی چھوٹی معاویہ ؓ

دینِ محمدی ﷺ کے لیے نفع بخش تھی
ہر اِک جہت سے آپ کی شاہی معاویہ ؓ

پایا شرف کتابت وحی آلہ کا ! !
اے پیکر کرامت و خوبی معاویہ ؓ

کوئی عجب نہیں کہ وسیلے سے آپ ؓ کے
ساحل پہ اُترے میری بھی کشتی معاویہ ؓ

کرتا ہے احترام دل وجاں سے آپ ؓ کا
فاضلؔ ، خدا کا شکر ہے سنی معاویہ ؓ

کلام: سید فاضل اشرفی میسوری، میسور، کرناٹک، ہند

رکھ معتدل ہمیشہ عقیدے کا زاویہ
گر چاند ہیں علی تو ستارہ معاویہ

منقبت

پائی انہوں نے اس لیے برکت حضور ﷺ کی
کی تھی معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت حضور ﷺ کی

جیسے بھی ہیں وہ جو بھی ہیں لیکن صحابی ہیں
اس رُو سے اُن پہ خوب ہے رحمت حضور ﷺ کی

کیا ہم کو حق ، کسی کے کیے کا حساب لیں
مانع ہے اس غضب پہ شریعت حضور ﷺ کی

ہمشیرہ اُن کی زوجۂ خیرالانام ﷺ ہیں
یوں بھی انہوں نے پائی ہے قربت حضور ﷺ کی

تصویر میں کمال مصور کا ہوتا ہے
مدحِ معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہے مدحت حضور ﷺ کی

اصحابی کالنجوم کا فرمان ہے گواہ ! !
پاکیزہ کتنی ہوتی ہے نسبت حضور ﷺ کی ! !

کرتا ہوں اُن کا ذکر بھلائی کے ساتھ میں
اجماع اس پہ کرتی ہے اُمت حضور ﷺ کی

فاضلؔ مشاجراتِ صحابہ میں جو پڑے
اُس پر خدا کی لعنت اور لعنت حضور ﷺ کی

کلام: سید فاضل اشرفی میسوری، میسور، کرناٹک، ھند

منقبت

اے کاتب کتابِ ھدیٰ صاحب رسول ﷺ
تیرے شرف پہ ناز ، تری دوستی قبول

آلِ سبا کو نکتۂ عبرت بنا دیا ! !
تو نے رُخِ نفاق سے پردہ ہٹا دیا ! !

اے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ماموں ، برادر حضور ﷺ کے
میں نوکری کروں تری ، نوکر حضور ﷺ کے

اے پاس دارِ عزت و حرمت معاویہ رضی اللہ عنہ
اے میرا دین ، میری شریعت معاویہ رضی اللہ عنہ

اے علم اور کتاب کا زیور معاویہ رضی اللہ عنہ
ایمان اور یقین کی چادر معاویہ رضی اللہ عنہ

اے کافروں پہ ھاویہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
اے طارقِ سماویہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

اے ہادی و امام ! ترے نام کو سلام
اے آفتابِ شام ! ترے شام کو سلام

کلام: نادر صدیقی

منقبت

رسولِ دوسرا ﷺ کے جاں نثار ہیں معاویہ رضی اللہ عنہ
نگاہِ مصطفیٰ ﷺ سے ذی وقار ہیں معاویہ رضی اللہ عنہ

ہیں مومنین اُن کا ذکر پاک سن کے باغ باغ
جو رافضی ہیں اُن کو مثل خار ہیں معاویہ رضی اللہ عنہ

کتابت کلامِ پاک اُن کا مشغلہ رہا ! ! !
یوں اُمت نبی میں شان دار ہیں معاویہ رضی اللہ عنہ

جو اہل نار کے گلے کا طوق اُن کے نام ہے
تو اہل حق کے قلب کا قرار ہیں معاویہ رضی اللہ عنہ

میسر اُن کو صحبت رسولِ ﷺ دو جہاں رہی
ہدایت ابد کا اِک منار ہیں معاویہ رضی اللہ عنہ

حکومت اُن کو بھی خدا نے کی عطا تو خوب کی
جہاد میں بھی اِک شہسوار ہیں معاویہ رضی اللہ عنہ

انہی کے دور سلطنت میں شام تک عرب گئے
یوں دین حق کے واسطے بہار ہیں معاویہ رضی اللہ عنہ

تو ازہرؔ اُن کا نام لے ادب سے احترام سے
ترے کلام کے لیے وقار ہیں معاویہ رضی اللہ عنہ

کلام: محمد اویس ازہر مدنی

کتابیات

مجلّات، سوشل میڈیا کی بے شمار ویب سائیٹس کے علاوہ درج ذیل کتب سے بھی بھرپور استفادہ کیا گیا جس کے لئے یہ بندۂ ناچیز ان کتب کے مصنفین کے لئے دُعا گو ہے۔

-1	فضائل الصحابی الجلیل معاویة	دکتور خالد یونس الخالدی
-2	حلم معاویةؓ	أبن ابی الدنیا
-3	الاحادیث النبویه فی	الشیخ محمد الامین الشنقیطی
-4	تنزیه خال المومنین معاویةؓ	محمد بن الحسین بن خلف
-5	الناهیه عن طعن أمیر المعاویة	عبدالعزیز احمد البرهاروی
-6	خالُ المومنین معاویة ؓ	ابی عبدالله حمزه النایلی
-7	الاعتقاد القادری	ابن جوزی
-8	من سب معاویة فأمه هاویة	محمد عبدالرحمن المغراوی
-9	العواصم من القواصم	قاضی ابو بکر بن العربی
-10	عقیده اهل السنة والجماعة ...	ناصر علی عائض
-11	تاریخ مدینه دمشق	علامه ابن عساکر
-12	البدایه والنهایة (جلد 8-7)	علامه ابن کثیر الدمشقی
-13	الاستیعاب جلد 3	علامه ابن عبد البر
-14	اسکات الکلاب العاویة	محمود امام بن منصور
-15	معاویة بن ابی سفیان	منیر محمد الغضبان
-16	درُالغاویة عن الوقیعة	محمد زکریا بن علی القحطانی
-17	معاویة بن ابی سفیان	الدکتور علی محمد الصلابی

-18	اقوال المصنفین فی الصحابی معاویة	عبدالمحسن بن حمد العباد
-19	العواصم من القواصم (مترجم)	قاضی ابو بکر ابن العربي
-20	اختیار معرفة الرجال	ابی جعفر محمد بن الطوسی
-21	الفتوحات المکیة	شیخ محی الدین ابن عربی
-22	الغنیة لطالبي طریق الحق	الشیخ عبدالقادر الجیلانی
-23	ینا بیع المودة	شیخ سلیمان القندوزی
-24	الوصایا	شیخ محی الدین ابن عربی
-25	نسب قریش	مصعب بن عبدالله الزبیری
-26	جمهرة انساب العرب	ابن حزم الاندلسي
-27	المعارف	لابن قتیبة
-28	المحبر	ابی جعفر حبیب البغدادی
-29	قربُ الاسناد	الحمیری القمی
-30	الارشاد فی معرفة...	الشیخ المفید
-31	احسن المقال جلد اول	شیخ عباس قمی
-32	معاویه رابهتر بشناسیم	ایوب گنجی
-33	سیری در زندگانی امیر معاویة	محمود اشرف عثمانی
-34	کشف المحجوب	حضرت داتا گنج بخش
-35	النارالحامیہ لمن ذم المعاویہ	مولانا نبی بخش حلوائی
-36	سیدنا امیر معاویہ ؓ	علامہ غلام رسول سعیدی
-37	فضائل صحابہ کرام (حصہ اول)	محمد اقبال گیلانی

-38	شانِ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ	مولانا شہزاد قادری ترابی
-39	حضرت ابوسفیان اور اُن کی اہلیہ	مولانا محمد نافع
-40	من ھو معاویہ رضی اللہ عنہ	مولانا قاری محمد لقمان
-41	اختلاف علی و معاویہ رضی اللہ عنہما	مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی
-42	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر	مفتی احمد یار خان نعیمی
-43	فضائل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	محمد صدیق ضیاء نقشبندی قادری
-44	تعارف سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ	علامہ محمد علی نقشبندی
-45	شانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	مولانا غلام مرتضیٰ ساقی
-46	سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی	حکیم محمود احمد ظفر
-47	سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ (Phd) مقالہ	آفتاب احمد
-48	سیرت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	مولانا محمد نافع
-49	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	مولانا پیر غلام دستگیر نامی
-50	مناقب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	مولانا عبدالشکور لکھنوی
-51	شہزادی کونین	افتخار احمد حافظ قادری
-52	مومنین کی مائیں	افتخار احمد حافظ قادری
-53	شاہ حبشہ	افتخار احمد حافظ قادری
-54	سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب	افتخار احمد حافظ قادری
-55	بنو ھاشم اور بنو اُمیہ۔۔۔	محمد یسین مظہر صدیقی
-56	السیف المسلول	قاضی ثناء اللہ پانی پتی
-57	مسلم تاریخ	محمد مبشر نذیر

رسول اللہ ﷺ نے جن لوگوں کو عہدے دیئے، وہ زیادہ تر بنواُمیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مکہ شریف کا گورنر بھی ایک اُموی نوجوان حضرت عتاب بن اُسید رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو نجران اور ان کے بیٹے یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کو "تیماء" کا گورنر مقرر فرمایا۔

حضراتِ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما جو اِن دونوں خانوادوں سے ہٹ کر بالترتیب بنوتیم اور بنوعدی (قریش کے دیگر خاندان) سے تعلق رکھتے تھے، نے بھی بنواُمیہ کے لوگوں کو زیادہ عہدے دیے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ کو اپنے اِن اُموی صحابہ پر کامل اعتماد تھا۔ بنواُمیہ کو زیادہ عہدے دینے کی وجہ یہی تھی کہ ان کے خاندان میں اُمور سلطنت کا وسیع تجربہ پایا جاتا تھا۔

اے ھادی و امام، ترے نام کو سلام
اے آفتابِ شام، ترے شام کو سلام
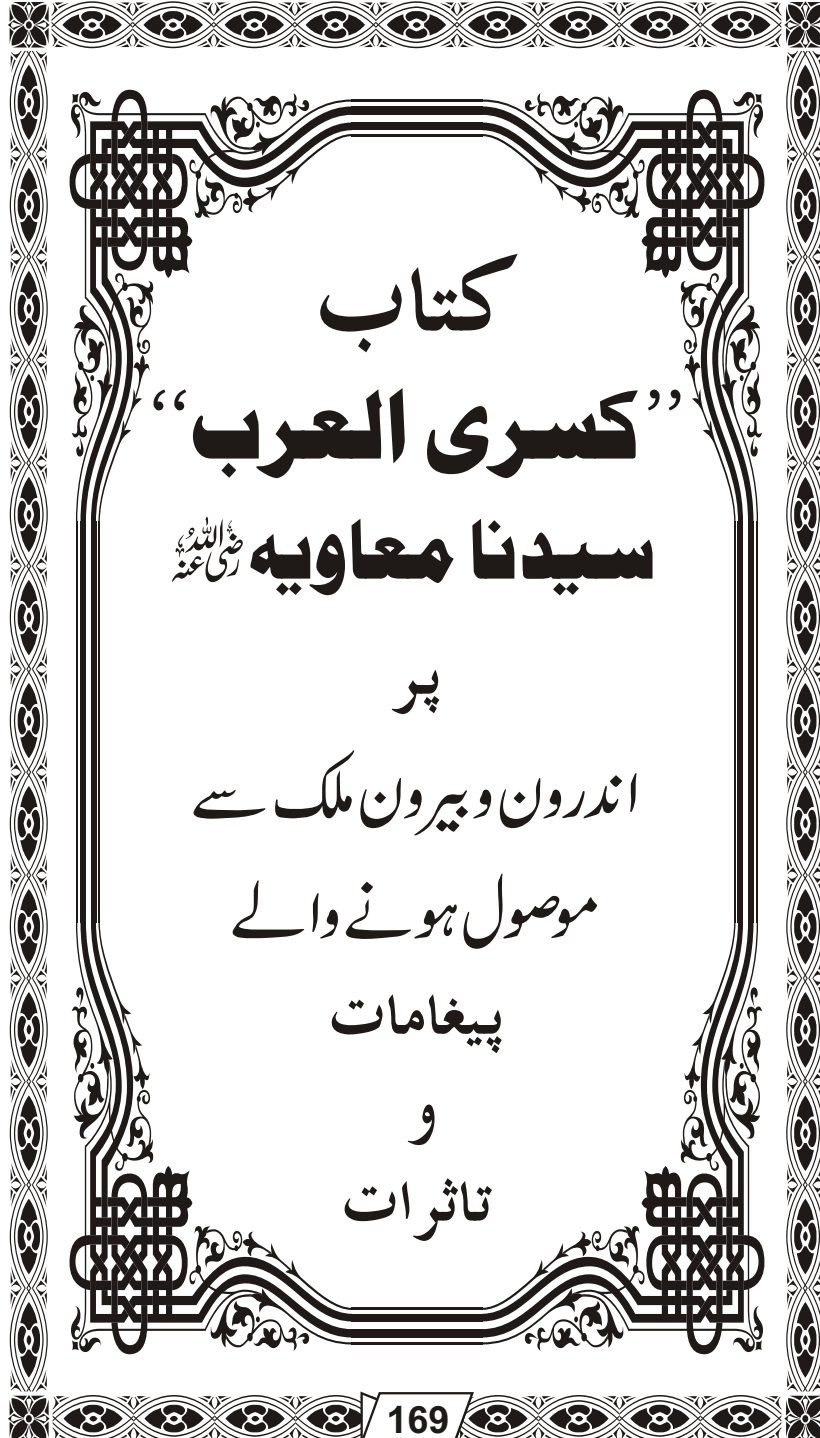
کتاب

"کسری العرب"

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

پر

اندرون و بیرون ملک سے

موصول ہونے والے

پیغامات

و

تاثرات

١٤٤١/١٢/٢٢هـ
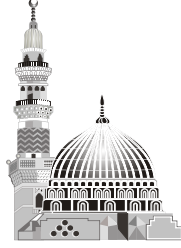
الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام
على أشرف المرسلين سيدنا محمد وآله
وصحبه اجمعين وصل وسلم على أصحابه الاخيار الاطهار.

يقول ﷺ (لاتسبوا أصحابى فان أحدكم لو أنفق مثل جبل أحد ذهباً مابلغ مد أحد هم ولانصيفه) والمسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده ، ويقول أصحابى كالنجوم بأيهما اهتديتم اقتديتم ، هم اذا جلسوا مع النبى ﷺ هو كالقمر وهم حوله كالنجوم أوكما قال ﷺ :

و وزيراه ابوبكر و عمر رضي الله عنهما فمحبة أصحاب النبى من محبته يجب أن يحبهم حتى نحشر مع النبى ﷺ ، قال تعالىٰ (فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ. وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِيْقًا).

كان النبى ﷺ على جبل أحد فأ هتز الجبل فقال أُثبت أُحد عليك نبى و صديق و شهيدين ، النبى هو محمد ﷺ والصديق هو ابوبكر الصديق والشهيدان هو عمر و عثمان رضي الله عنهم .

و معاوية رضي الله عنه هو كاتب وحى النبى ﷺ فمحبة اصحاب النبى ﷺ واجبة. وهذ الرسالة التى ابعثها من مدينة الرسول ﷺ الى الأخ الباكستاني افتخار احمد حافظ قادرى لكتابه الجديد المعنون ”كسرىٰ العرب سيدنا معاويه“ للخير والبركة. وصلى الله على نبينا محمد و آله وصحبه اجمعين

حمزه محمد ابراهيم

مستشار فى لجنة اصلاح ذات البين بالمدينة المنورة

ترجمہ

حمد وثناء اور نبی اکرم ﷺ کی آل واصحاب پر درود وسلام کے بعد:

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ میرے صحابہ کو گالی مت دو، تم میں سے اگر کوئی اُحد پہاڑ جتنا سونا بھی خرچ کرے تو اُن کے مٹھی بھر خرچ یا اس کے نصف برابر بھی اجر بھی نہیں پا سکتا۔ مزید آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے صحابہ کی مثال ستاروں کی سی ہے۔ تم اُن میں جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ اس کا مطلب ہے کہ جب نبی کریم اور صحابہ آپس میں بیٹھتے تھے تو گویا اُن میں نبی کریم ﷺ کی مثال ایک چاند کی سی ہوتی تھی اور صحابہ کی مثال چاند کے ارد گرد موجود تارں کی سی ہوتی تھی۔

حضرت ابو بکر وحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے دو وزیر ہیں۔ پس صحابہ سے محبت کرنا نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے کی طرح ہے۔ اِن سے محبت کرنا ہمارے لئے واجب ہے تا کہ ہمارا حشر اِن کے ساتھ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے وہ قیامت کے روز اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور صالحین اور اُن لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے۔

نبی کریم ﷺ ایک دفعہ احد پہاڑ پر تشریف لے گئے تو وہ لرزنے لگا تو آپ ﷺ نے اُس سے فرمایا کہ اے اُحد ثابت ہو جا کیونکہ اِس وقت تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔ نبی سے مراد حضرت محمد ﷺ، صدیق سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور شہید سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ذات ہے۔ جہاں تک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بات ہے تو بلا شبہ وہ کاتب وحی ہیں اور تمام صحابہ کی محبت واجب ہے۔

یہ خط شہر رسول ﷺ سے خیر و برکت کے لئے پاکستانی بھائی افتخار احمد حافظ قادری کو اُن کی نئی کتاب بعنوان ''کسریٰ العرب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ'' کے لئے بھیج رہا ہوں۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سیدنا و قدوتنا وقرۃ أعیننا محمد خاتم النبیین وعلی آلہ الطیبین الطاھرین وصحابتہ أجمعین ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین.

اما بعد: یا أخوانی واخوتی الکرام! اللّٰہ اللّٰہ فی اصحابِ رسول اللّٰہ ﷺ قد ذکر شانُ الصحابۃ فی عدۃ آیات وذکر اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ فی کتابہ العزیز (وکلا وعد اللّٰہ الحسنی) و (رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ) وغیر ذلک من الآیات الدالۃ فی شأنھم وقد ورد عدۃ آحادیث فی شان الصحابۃ منھا (لاتسبوا أصحابی) فلو أن احدکم أنفق مثل أحد ذھباً ما بلغ مد أحدھم ولا نصیفہ فالعجب کل العجب حینما أحد ینسی ھذہ الفضائل الشاملۃ لأصحاب رسول اللّٰہ ﷺ ویتکلم سؤاً فی حق الصحابۃ (نعوذ باللّٰہ منہ).

ومنھج السلامۃ بأن ماجری بین الصحابۃ الکرام ھو کف اللسان نھا ئیاً ولم نذکرھم الا بالخیر فھو منھج السلف والخلف وعدم الخوض کلیاً فی تلک المباحث وھی عقیدۃ راسخۃ عند اھل السنۃ والجماعۃ لأن نعرف ونعتقد بان سیدنا علی رضی اللہ عنہ وکرم اللّٰہ وجھہ کان علی الحق والحق مع سیدنا علی رضی اللہ عنہ و صدر خطأ اجتھادی من سیدنا معاویۃ فی قتل سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم.

فی ذلک الوقت وانتھی الأمر الی ھذا الحد ونؤمن حق یقینہ.

صُلح سيدنا امام الحسن ﷛ مع سيدنا معاوية ﷛ ببشارة قول رسول الله ﷺ هو عين الصواب فيما يراه سيدنا امام الحسن ﷛. كم من أناس زلوا وضلوا وأضلوا في هذه الأمور. فنسال اللّٰه العافية والسلامة.

الشيخ افتخار احمد حافظ قادري حفظه اللّٰه تعالىٰ قد الف عدة كتب منها في شان اهل بيت رسول الله ﷺ وهذا الكتاب من تاليفاته ايضا وهي غاية مهمة وتذكيراً للجميع المسلمين عن تعظيم الصحابة كلها وخاصة لسيدنا معاوية ﷛ بحيث اقتضى الأمر. حينما هدأ أناس يتكلمون في شانه سواء ويطعن فيه ويسبه.

فهذا الكتاب مفيد جداً جداً للقارى بحيث ذكر مناقب سيدنا معاوية ﷛ عن اسمه ونسبه وشخصيته فهذا الكتاب كتاب شامل عن جميع نواحيه وأيضا شان المؤمن لايكون في قلبه أي غل فكيف في حق الصحابة الكرام قال اللّٰه سبحانه و تعالىٰ في القرآن الكريم (رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا) فكن من سليم الصدر في حق الصحابة وفي الصحابة وفي حق جميع المؤمنين.

اللـه سبحانه و تعالىٰ يزرقنا محبته ومحبة رسوله الأكرم ومحبة اهل بيته الكرام ومحبة أصحابه أجمعين وأمتنا على هذه المحبة ويحشرنا معهم في الجنة يا اكرم الاكرمين .

الدكتور لؤي بن السيد زين جعفر الشافعي

حافظ محمد ريحان الحنفى خريج جامعة الاحقاف

المدينة المنورة ،٥محرم الحرام ١٤٤٢ھ

مدینہ شریف سے وصول ہونے والی تقریظ کا تقریبی اُردو ترجمہ

مسنون خطبہ کے بعد:

میرے معزز بھائیو اور بہنوں، تمہیں اللہ کا واسطہ نبی کرم ﷺ کے صحابہ کے بارے محتاط رہا کرو۔ صحابہ رسول ﷺ کے بارے میں متعدد آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ان کی شان کا تذکرہ کیا ہے جیسا کہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی ایسی آیات ہیں جو اُن کی شان پر دلالت کرتی ہیں۔ اسی طرح اُن کی شان میں نبی کریم ﷺ کی بہت سی احادیث بھی وارد ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کو گالی نہ دیا کرو۔ تم میں سے اگر کوئی احد پہاڑ جتنا سونا بھی خرچ کرے تو وہ ان کی ایک موٹھ کے خرچ کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا بلکہ اس کا نصف اجر بھی نہیں پا سکتا۔

یہ بہت ہی عجیب بلکہ عجیب ترین بات ہے کہ اگر انسان اُن کی شان میں وارد اُن احادیث کو بھول جائے اور اُن کے بارے میں برا کلام کرے۔ سلامتی کا طریقہ کار یہی ہے کہ صحابہ کرام کے درمیان ہونے والے معاملات میں زبان کو مکمل خاموش رکھا جائے اور ان کا تذکرہ ہمیشہ خیر کے ساتھ کیا جائے اور یہی بزرگان دین اور ان کے متبعین کا طریقہ کار بھی ہے۔

اس طرح کے معاملات میں غور وفکر نہ کرنا ہی اہل سنت کا عقیدہ ہے کیونکہ ہمیں یہ معلوم ہے کہ سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور حق انہی کے ساتھ تھا جبکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے بارے خطائے اجتہادی ہوئی۔

مزید کلام کرنے کی بجائے بات کو اسی پر ختم کرنا چاہیے۔ ہم حق الیقین کی حد تک ایمان رکھتے ہیں کہ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو صلح کی وہ بالکل ٹھیک فیصلہ تھا اور نبی کریم ﷺ کی بشارت کے مطابق تھا۔ بہت سے لوگ ان معاملات میں

غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت اور سلامتی کی دعا مانگتے ہیں۔

جناب حافظ افتخار احمد قادری نے اس سے پہلے بھی متعدد کتابیں تحریر کی ہیں جن میں اہل بیت کی شان میں لکھی ہوئی کتابیں بھی شامل ہیں۔ ہمیشہ کی طرح اُن کی یہ کتاب بھی بہت اہمیت کی حامل ہے جس میں مسلمانوں کو صحابہ کرام بالخصوص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعظیم کی نصیحت کی گئی ہے۔ پس یہ کتاب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان، اُن کے مناقب، اُن کی شخصیت اور اُن کے نام ونسب سمیت ہر لحاظ سے کسی بھی قاری کے لیے بہت مفید ہے۔

از روئے قرآن پاک مومن کی یہ شان ہے کہ اُس کے دل میں کسی دوسرے مومن کے لیے کسی قسم کا کینہ نہیں ہوتا تو صحابہ رسول رضی اللہ عنہم کے بارے میں یہ کیسے ممکن ہے کہ کینہ دلوں میں پایا جائے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے (مومن دعا مانگتے ہیں اے اللہ! ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ دنیا سے چلے گئے اور ہمارے دلوں میں ان صاحبانِ ایمان کے کینے سے پاک فرما، لہٰذا آپ کو بھی صحابہ رسول اور مومنین کے کینے سے اپنے سینے کو محفوظ رکھنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنی، اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اہل بیت اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت سے نوازے، ہمیں انہی کی محبت سے موت دے اور جنت میں انہی کے ساتھ ہمارا حشر کرے۔ اے کریم مولا! ہماری اس دعا کو قبول فرما۔

ڈاکٹر لوی بن السید زین جعفر الشافعی

حافظ محمد ریحان الحنفی، فاضل أحقاف یونیورسٹی

مدینہ منورہ، 5 محرم الحرام 1442ھ

معاوية بن ابى سفيان القرشى الاموى

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خير خلق الله كلهم اجمعين حبيبنا و سيدنا وقرة عيوننا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين امابعد:

فقد أسعدنى وأقر قلبى أخى الحبيب الأديب الدكتور افتخار احمد القادرى بأن أطلعنى عزمه نشر كتاب على الصحابى الجليل صاحب المآثر العديدة، سيدى معاوية بن ابى سفيان ﷺ، ونشر مآثر هذا الصحابى الجليل فى هذا الوقت من الامور الهامة المهمة التى من شأنها تبيان موقعه وتدارک أذية الحبيب المصطفى ﷺ مما وقع به العديد ، أما جهلاً وتقصيراً، نسأل الله لهم الهداية.

وليس يخفى على أحد أن للصحابة فى الاسلام مكانة عظيمة ، وحب المسلم لهم من عقيدة اهل السنة والجماعة ، فهم أفضل الناس بعد أنبياء الله ، وقرنهم خيرُ القرون ، قال رسول الله ﷺ خير الناس قرنى ثم الذين يلونهم ، ثم الذين يلونهم ، ثم الذين يلونهم . فهم الواسطة بين النبى ﷺ وبين أُمته ومنهم تلقت الامة عن نبيها ﷺ الشريعة.

وهم الذين نشروا الفضائل بين يدى الأمة وقد اختص الله تعالىٰ صحابة نبيه ﷺ بالافضلية ، واختصهم بصحبة نبيه ﷺ.

قال سيدنا عبدالله بن مسعود ﷺ ان الله نظر فى قلوب العباد فوجد قلب محمد ﷺ خير قلوب العباد ، فاصطفاه لنفسه ، فابتعثه برسالته ، ثم نظر فى قلوب العباد بعد قلب محمد ﷺ فوجد قلوب أصحابه خير قلوب العباد

فجعلهم وزراء نبيه يقاتلون لنصرة دينه.

ومن هولاء الصحابة ، الصحابی الجلیل ، والخلیفة والقائد معاویة بن ابی سفیان رضی الله عنه الذی یتناول سیرته الدکتور افتخار فی کتابه المعنون ، معاویة بن ابی سفیان رضی الله عنه کسری العرب ، ولقب کسری هذا اطلقه علیه الفاروق عمر بن الخطاب.

معاویة بن ابی سفیان رضی الله عنهما أُبوه صخر بن حرب بن اُمیة بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی الاموی. کان رضی الله عنه یتصف بالحلم والوقار ، والکرم والشهامة ، صحب رسول الله رضی الله عنه وروی عنه الکثیر من الاحادیث ، وکان أحد کُتّاب رسول الله صلی الله علیه وسلم ، شهد مع النبی صلی الله علیه وسلم غزوة حنین ، وشهد معرکة الیمامة ، وروی عنه جماعة من الصحابة والتابعین، أثنی علیه الصحابة فقال فیه سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه، مارأیت احداً بعد عثمان أقضی بحق من صاحب هذا الباب، ومن اقواله عندما اقترب وقت وفاته مایدل علی ایمانه وظنه بربه تعالیٰ.

اللهم اقل العثرة ، واعف عن الزلة ، وتجاوز بحلمک عن جهل من لم یرجُ غیرک ، فانک واسع المغفرة ، لیس لذی خطیئةٍ مهرب الا الیک.

واننی اذ اقدم هذه العجالة علی کتاب اخی الکریم ، اقول ، ارجو الله تعالیٰ له دوام التوفیق والسداد والرشاد ، راجیاً منه تعالی ان یتقبل عمله ویجعله فی میزان حسناته انه تعالیٰ کریم جواد، وهو نعم المولی ونعم النصیر.

الدکتور نبیل جمیل شندر الحسینی الحسنی

باحث و کاتب فی الفکر الاسلامی ، مستشار تطویر برامج و مهارات

مدینة طرابلس. الجمهوریة اللبنانیة

ترجمہ

تمام تر تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو جہانوں کا پروردگار ہے اور درود وسلام اُس نبی ﷺ پر جو خیر خلق کے درجے پر فائز ہیں، ہمارے سردار ہیں اور ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں اور اُن کے تمام صحابہ پر۔ جب میرے بھائی اور ادیب افتخار احمد قادری نے مجھے اطلاع دی کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی رسول کے بارے میں ایک کتاب شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو میرے دل کو بہت قرار آیا۔ اس طرح یہ کتاب بہت سی ایسی غلط فہمیوں کے تدارک کا بھی ذریعہ بنے گی جو اُن کے بارے میں از روئے جہل یا تقصیر پھیلائی گئی ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے ایسے لوگوں کی ہدایت کی دعا کرتے ہیں۔

یہ بات کسی پر مخفی نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کی اسلام میں بہت زیادہ قدر ومنزلت ہے اور ان سے محبت کرنا اہل سنت کے عقائد کا حصہ ہے اور یہ گروہ انبیاء کے بعد سب سے افضل ہے اور ان کا زمانہ ہی سب سے افضل زمانہ ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، اُس کے بعد اُن کا زمانہ جو میرے زمانے سے ملا ہے اور اُس کے بعد اُن لوگوں کا زمانہ جن کا زمانہ اُن لوگوں سے ملا ہوا ہے۔۔۔۔

صحابہ کرام نبی کریم ﷺ اور امت کے درمیان واسطہ ہیں اور امت محمدی کو انہی کے واسطے سے شریعت ملی ہے۔ انہی لوگوں نے دین اسلام کی تعلیمات اور فضائل لوگوں کے سامنے بیان کر کے پھیلائے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کو فضیلت سے نوازا ہے اور ان لوگوں کو اپنے نبی کریم ﷺ کی صحبت سے مختص کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں پر نظر دوڑائی تو قلب مصطفیٰ ﷺ کو سب سے اعلیٰ پایا، پس انہیں اپنے محبوب کے لئے خاص فرمایا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر اپنے بندوں کے دل پر نظر

دوڑائی تو نبی کریم ﷺ کے صحابہ کے دلوں کو سب سے اعلیٰ پایا پس انہیں اپنے محبوب مکرم ﷺ کے دین کی خاطر قتال کرنے کے لیے منتخب فرمایا۔

انہی صحابہ کرام میں سے ایک جلیل القدر ہستی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں جو اہل اسلام کے لئے قائد اور خلیفہ ہیں۔ انہی کے بارے میں افتخار احمد قادری کی لکھی کتاب بعنوان ''معاویہ بن ابی سفیان کسری العرب'' میرے پیش نظر ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ لقب حضرت عمر بن خطاب نے عطا فرمایا تھا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بہت ہی حلیم الطبع اور تزک و احتشام اور وقار والی شخصیت تھے۔ آپ کاتب وحی بھی تھے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ سے بہت سی احادیث بھی مروی ہیں۔ آپ نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں موجود تھے اور اس کے علاوہ جنگ یمامہ میں بھی حاضر ہوئے۔ آپ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کی ایک جماعت نے بہت روایات نقل کی ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص ان کی تعریف میں گویا ہیں کہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد کسی کو اُن سے زیادہ لوگوں کی مشکلات دور کرنے والا نہیں دیکھا۔

میں اپنے بھائی افتخار احمد حافظ قادری کی اس کتاب کے بارے میں دعا گو ہوں اور اللہ تعالیٰ سے ان کی دائمی ہدایت اور خوش نصیبی کی دعا بھی کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے اس کار خیر کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اُن کی نیکیوں کے پلڑے میں اِس سے اضافہ فرمائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب سے بہترین مولی اور سب سے بہترین مددگار ہے۔

ڈاکٹر جمیل شندر طرابلس (لبنان)

مفکر و محققِ اسلامی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الخالق البارى المصور لُه الاسماء الحسنى والصلاة والسلام على حبيبه المصطفى و على آله المجتبى وأصحابه اعلام الهدى فأن كلهم كالنجوم لمن اقتدى بهم ثم اهتدى كما يتبين من نصوص الاحاديث النبوية الشريفة، ان محبة أصحاب رسول الله ﷺ هى أبرز دليل ، على كمال الايمان و الوصول ، الى ذروة الايقان و الاتقان فى اتباعِ سنة سيد الانس و الجان ، عليه افضل الصلوات و السلام من الله الرحمن والعياذ بالله بغضهم هو فى الحقيقة بمعنى التجاوز عن الخطوط الحمراء الممنوعة فى الاسلام . (الله الله فى اصحابى) و (و احفظونى فى اصحابى) كما هو يفضى ايضاً الى الخذلان فى الدنيا و فى الاخرة الى كمال الخسران.

كتاب "كسرى العرب سيدنا معاوية رضی اللہ عنہ" للفاضل : الدكتور افتخار احمد قادرى والذى يهدف الى توعية عقول المسلمين بشخصية خالُ المومنين ، الصحابى الجليل ، حضرة معاوية بن ابى سفيان رضی اللہ عنہ وكما هو معلوم من عنوان الكتاب يظهر أمام الانظار جلالة شان سيدنا معاوية و منزلته المعنوية عند رسول الله ﷺ و خلفائه الراشدين رضی اللہ عنہم الكرامة التى ابقته فى منصب قيادة المسلمين لمدة بضع و ثلاثين سنة وابقونة هذا الامير الفريد فى الدنيا و صورته الكسروية فى غضون سنوات أمارته فضلا عن توسيع حدود الاسلام الى اعماق صعيد الروم ، أوقعت الدهشة والخوف فى قلوب صناديدهم تجاه السلطة الاسلامية.
أسال الله الكريم ان يجعل هذا الجهد المذكور ذخراً لعقباه و غفر جميع المسلمين بمنه و كرمه آمين.

خادم طلاب علوم الدين ، محمد صديق الحسامى

كردستان . ايران

اُردو ترجمہ

یہ بات احادیث رسول ﷺ سے ثابت ہے کہ صحابی چاہے کسی بھی مرتبے کا ہو، اُس سے محبت رکھنا کمالِ دین کی سب سے اعلیٰ دلیل اور اتباع نبوی ﷺ کا سب سے بہترین ذریعہ ہے۔

العیاذ باللہ! اُن سے بغض رکھنا درحقیقت اسلام کی سرخ لائن کو عبور کرنے کے مترادف اور دنیا و آخرت میں بہت بڑے خسارے کا سبب ہے۔ کتاب کسری العرب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ جو کہ افتخار احمد حافظ قادری کی تصنیف ہے جس سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو اہل ایمان کے دلوں میں تازہ کرنا ہے جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے کہ اس کتاب سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا وہ مقام ظاہر ہوتا ہے جو اللہ کے رسول ﷺ اور اُن خلفائے راشدین کے ہاں تھا جو تیس سال خلافت راشدہ کے منصب جلیلہ پر جلوہ افروز رہے۔

اس یگانہ روزگار اور دیومالائی شخصیت کے امیر اس دنیا میں اپنی حکومت کے دوران اسلامی سلطنت کو روم کے دور دراز کونوں تک تو پھیلایا ہی تھا لیکن ساتھ ساتھ دشمنان اسلام کے دلوں میں اسلامی مملکت کی دھاک بھی بٹھائی تھی۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ اس کتاب کو نہ صرف بروز آخرت افتخار احمد حافظ قادری بلکہ تمام مسلمانوں کے لیے بخشش کا ذریعہ بنائے۔ آمین

خادم طلابِ علم ، محمد صدیق الحسامی

کردستان۔ایران

فارسی تقریظ

الحمد لله الخالق الباری المصور له الاسماء الحسنی والصلاة والسلام علی حبیبه المصطفی وعلی آله الطاهرین واصحابه المجتبی فان کلهم کالنجوم لمن اقتدی بهم ثم اهتدی ، اما بعد:

چنان چه از نصوصِ احادیث نبوی شریف برمی آید ، محبتِ ادنی تا اعلای اصحاب ویارانِ رسول الله ﷺ حاکی از کمالِ ایمان وغایت اتباع سرور کائنات علیه أفضل السلام و الصلوات است ومعاذ الله بغض أصحاب ، رد کردن خطوط قرمز (الله الله فی اصحابی) و (واحفظونی فی اصحابی) بوده و خذلان دنیوی وخجلان أخروی را به دنبال دارد.

کتاب کسری العرب سیدنا معاویه ؓ که جناب فاضل دکتر افتخار احمد آن را تالیف نموده ، در جهت تنویر افکار مسلمانان ، نسبت به شخصیت خالِ مؤمنان ، صحابی جلیل القدر ، حضرت معاویه ابن ابی سفیان ؓ است و از نامِ کتاب هوید است ، شان و منزلتِ معنوی حضرت معاویه ؓ نزد حضرتِ رسول ﷺ وخلفای راشدین ؓ موجبِ حفظ سمت سپهسالاری ایشان ، در سی واند سال شده وهیات مادی وکسری گونه ی این امیر بی بدیل در تمام این سالها ، ضمن گستره ی مرزهای اسلام تا عمق خاکِ روم ، وحشت از اقتدار اسلام را نیز در کنه قلب صنا دید شان فرو برد.

حق تعالیٰ این خدمت جنابِ افتخار احمد قادری به نامه ی حسناتش افزوده وکافه ی امت محمدی را ، مشمول مرحمت و مغفرتش قرار دهد .

آمین بجاه سیدالمرسلین ﷺ

محمد صدیق حسامی

مدرس علوم دینی در کردستان . ایران

ترجمه

جیسا کہ نصوص احادیث نبویہ سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تمام اصحاب و رفقاء سے محبت کمالِ ایمان اور سرور کائنات ﷺ کی انتہا درجے کی پیروی کی دلیل اور معاذ اللہ اُن سے بغض رکھنا (اللہ اللہ فی اصحابی) اور (واحفظونی فی أصحابی) جیسے خطرے کے نشانات کو عبور کرنے کے مترادف ہے جس کا نتیجہ دنیا میں خواری اور آخرت میں شرمندگی کے سوا کچھ نہیں۔

جناب افتخار احمد حافظ قادری کی تالیف "کسری العرب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ" کا مقصد مومنوں کے ماموں، جلیل القدر صحابی حضرت معاویہ ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی شخصیت کے بارے میں مسلمانوں کے افکار کو روشن کرنا ہے اور جیسا کہ اس کے عنوان سے ظاہر ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے نزدیک جو روحانی مقام و منزلت حاصل تھی، یہ اُسی کا نتیجہ تھا کہ آپ تیس سے کچھ اوپر سالوں تک عساکر اسلامی کے سپہ سالار کے منصب پر فائز رہے اور اس سارے عرصے میں اِس بے مثال امیر کی مادی شان و شوکت اور کسری جیسے رکھ رکھاؤ کی بدولت نہ صرف اسلامی مقبوضات کی سرحدیں سلطنت روما کے اندر تک جا پہنچیں بلکہ اسلامی اقتدار کے رعب و دبدبے نے سلطنت روما کے اکابرین کے قلب و جگر تک کے اندر اپنے پنجے گاڑ دیے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جناب افتخار احمد قادری کی اِس خدمت کو اُن کے نامہ حسنات میں شامل فرمائے اور اِس کی بدولت ساری اُمت محمدی کو اپنی رحمت و مغفرت سے سرفراز کرے۔ آمین

محمد صدیق حسامی

مدرس علوم دینی ، کردستان ، ایران

توقیر خالُ المؤمنین

اللہ کریم نے اپنے پیارے محبوب محمد عربی ﷺ کو فضل و کمال کا سرچشمہ بنایا۔ یہاں تک کہ جمیع انبیاء و مرسلین علیہم السلام بھی انہیں کے دسترخوانِ عطا سے رزقِ کمال پاتے ہیں۔ اِس سرچشمہ فیض سے دو گروہ ''صحابہ و اہل بیت'' نے جو اس اُمت میں سیرابی حاصل کی وہ کسی اور کے حصے میں نہیں آئی۔ یہ دو مبارک جماعتیں ایسی ہیں جن کے کردار سے اسلام کی سچی تصویر دنیا کے سامنے ظہور پذیر ہوئی۔

صحابہ کرام کے بارے خود رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''**اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم**'' میرے صحابہ ستاروں کی مثل ہیں ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے منزلِ ہدایت تک پہنچ جاؤ گے۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا ''اللہ اللہ اصحابی'' یعنی میرے اصحاب کے بارے اللہ سے ڈرو، مراد یہ ہے کہ ان کے حق کو پہچانو اور اُن کا ذکر خیر سے کرو اور ان کے قول و فعل کو اپنے لیے مشعل راہ بناؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل سے قرآن پاک کے سیپارے اور کتب احادیث کے ابواب جگ مگ کر رہے ہیں۔

انہی شرف یاب ہستیوں میں شمار ہوتا ہے حضرت سیدنا امیر معاویہ ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا، آپ کی شخصیت بیک وقت کئی اوصاف و کمالات کا مجموعہ ہے۔ آپ محبوب خدا کے عظیم صحابی، رحمت عالم کے برادر نسبتی اور خال المومنین، باعظمت قریش، پہلا بحری بیڑا تیار کرنے والے، دعائے ہدایت پانے والے اور اولین بادشاہ اسلام ہیں۔

محدثین نے اپنی اُسانید میں آپ کے فضائل پر باب باندھے ہیں۔ لیکن ایک ایسا طبقہ جو اہل بیت کی محبت میں غلو کرتے ہوئے آپ کی ذات کو طعن و تشنیع کا

نشانہ بنایا جس کا ردصدیوں سے اولیاء وعلمائے امت کرتے آئے ہیں یہاں تک کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اقوال اُن کی مدح میں غنیۃ الطالبین میں درج ہیں۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا حکم ہے کہ میرے صحابہ کو برا نہ کہو اُن کی عزت وتکریم کرو کہ وہ اِس اُمت کے بہترین نمائندے ہیں۔ ہمیں اکابرین اُمت نے یہ درس ادب دیا کہ مشاجراتِ صحابہ میں کف لسان کرنا چاہیے اور فقط صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح سرائی سے کام لینا چاہیے۔

اس نظریے کو تعبیر بخشی ہے محبّ اولیا اللہ محترم المقام افتخار احمد حافظ قادری صاحب نے، سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت کے روشن ابواب سے نور کشید کیا اور اس نور کو ایک خوبصورت کتاب بنام ''کسری العرب'' کی شکل میں جمع کر دیا۔ یقیناً یہ سعادت مندی کی بات ہے ورنہ ہر کسی کو یہ شرف نہیں بخشا جاتا۔ اِس کتاب کا ایک ایک ورق عقیدہ وعقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے اور تعمیر ملت کے لیے ایک تحفہ ہے۔

میں بصمیم قلب محترم افتخار احمد حافظ قادری صاحب کو اس کتاب محبت کی اشاعت پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں، اُن کی فیروز بختی کا سلسلہ رواں دواں ہے، خدائے حرف ومعنی اُن پر بے حد مہربان ہے اس سلسلے کی وابستگی میں انہیں عمر خضر عطا ہو۔ ان کی یہ کاوش مقبولِ خاص وعام ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

سید فاضل اشرفی میسوری

شہر ٹیپو سلطان شہید سے،، کرناٹک۔ ہند

نگاہ وقلب میں روئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بسا ہوا ہے
دلِ معاویہ رضی اللہ عنہ ایمان سے بھرا ہوا ہے

به نام آنکه جان را فکرت آموخت

جناب آقای دکتر افتخار احمد قادری ، باسلام و درُود

بی تردید انانکه در مسیر راهیابی به وادی نور و معرفت گام می نهند، با آفرینش آثارِ ماندگار مکتوب ، برچرخ نیلوفری فراز می آیند و با دانش خویش جامعه خود و بشریت را از ظلمات جهل به روشنایی نور راه می برند.

بدینوسیله چاپ کتاب حضرتِ عالی با نام ''کسری العرب سیدنا معاویه بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما''که مشتمل بر فضائل ، آثارو فتوحات حضرت معاویه رضی اللہ عنہ میباشد را ارج نهاده و توفیقات روز افزون برای شما از درگاه حضرت حق مسئلت مینمایم.

برادرِ کوچکتر شما. عبدالله نصیری

ایران خراسان رضوی، شهرستان خواف.

جناب ڈاکٹر افتخار احمد قادری صاحب، سلام ودعوات

اس میں کسی شک وشبے کی گنجائش نہیں کہ جولوگ اپنی ہمیشہ زندہ رہنے والی تحریروں کے ذریعے نور ومعرفت کی وادی تک پہنچنے کے لیے جادہ پیما ہوتے ہیں اُن کی آخری منزل چرخِ نیلی فام ہی قرار پاتی ہے۔ یہی وہ افراد ہوتے ہیں جو اپنے علم کی بدولت نہ صرف اپنے معاشرے بلکہ پوری انسانیت کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کرنوروروشنائی کے ماحول کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

میں اس عریضے کے ذریعے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل وآثار پر مشتمل آپ کی کتاب، کسری العرب سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما، کی اشاعت کا خیر مقدم کرتے ہوئے بارگاہ رب العزت سے آپ کی روزافزوں کامیابیوں کا خواستگار ہوں۔

آپ کا چھوٹا بھائی ، عبدالله نصیری

شهر ستان ، خواف ، خراسان رضوی ، ایران

دلسوزانِ قلم

دلا نــزدِ کسی بنشین کـه او از دل خبـر دارد
بــه زیـرِ آن درختی رُو کـه اُو گل هـای تـر دارد
در این بـازارِ عـطاران مـرو هر سُو چو بی کاران
بـه دُکّـانِ کسـی بـنشین که در دُکّان شکر دارد

#مولانا رومی#

جناب آقای افتخار احمد حافظ قادری
نویسنده و محقق گرامی

قلـمِ شما بزرگوارانِ بسان شکری میباشد که حضرت مولانا در شعرِ خود سرودهٔ اند و بی شک حضورِ شما دلسوزانِ قلم تسلی بخش دلهای بیقرار میباشد. مبارک باشد کتابِ تازهٔ شما.

پاینده باشید و استوار

یکی از خدمتگزاران حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی رضی اللہ عنہ
نداء عسکرینا ، شهرستان تهران ، ایران

اهل درد قلمکار

اے دل کسی ایسے شخص کی ہمنشینی اختیار کر جو دلوں کے احوال سے آ گاہ ہو اور ایسے درخت کے سائے میں چلے جاؤ جو تازہ پھولوں سے بھرا ہو۔

عطر فروشوں کے اُس بازار میں بیکار لوگوں کی طرح ہر طرف مت بھا گا کرو بلکہ کسی ایسے شخص کا انتخاب کرلو کہ جس کی دکان سرمایہ محبت وشرینی ہو۔ **مولانا رومی**

مصنف ومحقق گرامی جناب افتخار احمد حافظ قادری صاحب

آپ اُن بزرگواروں میں سے ہیں کہ جن کے قلم اُس شکر کے حامل ہیں کہ جس کی جانب حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ نے اشارہ فرمایا ہے اور یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ آپ ایسے اہل درد قلمکار ہی ہوتے ہیں کہ جن کی تحریروں سے بے قرار دلوں کو قرار ملتا ہے۔ اپنی نئی کتاب پر مبارکباد قبول فرمائیں اور ہمیشہ تندرست وتوانا وسلامت رہیں۔

یکی از خدمت گزارانِ حضرت ابوالحسن خرقانی، **نداء عسکرینا** ،شہر تہران، ایران۔

ڈاکٹر محمد ساجد نظامی

خانقاہ معلیٰ حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ مکھڈی، اٹک

باغِ رسالت ﷺ کی خوشبو

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے صحابہ کو گالی نہ دو، اس لیے کہ تم میں سے کوئی اگر اُحد پہاڑ جتنا بھی سونا خرچ کر دے تب بھی ان کی ایک مٹھی بھر کو بھی نہیں پہنچ سکتا اور نہ اس کے نصف کو۔

میرے ممدوح جناب افتخار احمد حافظ قادری مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں زندگی بتائی ہے۔ عمر بھر سرکار ﷺ کے نغمے گائے ہیں اور سرکار کے چاہنے والوں سے محبت کی ہے۔ سرکارِ دو جہاں ﷺ کے تربیت یافتگان میں آل و اطہارِ نبی ﷺ اور اصحابِ کرام سے محبت اُن کے ایمان کا حصہ ہے۔ وہ کبھی افراط و تفریط کا شکار نہیں ہوئے۔

حافظ صاحب نے ہمیشہ حضور ﷺ کے ساتھ محبت کرنے والوں کو چاہا ہے۔ جماعت بندی و فرقہ بندی سے کوسوں دور رہے۔ ایک سچے عاشق رسول ﷺ اور ایمان کامل کے ساتھ دین متین کی تعلیمات پر کار بند رہے ہیں اور اسی کا پرچار کرتے رہے ہیں۔

آج اُمت مسلمہ جن مسائل و مصائب میں اُلجھی ہوئی ہے وہ اہل علم کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ لیکن عقل و فہم اور علم و دانش کے دعوے دار اس حقیقت سے دانستہ یا نادانستہ بے خبر ہیں کہ دونوں ہستیاں سرکارِ دو عالم ﷺ کی ہم جلیس رہیں ہیں۔ ہر دو حضرات کو آپ ﷺ کی پاکیزہ صحبت میسر رہی ہے۔ اُن کی تربیت انہیں کے سایہ عاطفت میں ہوئی ہے۔ حفظ مراتب کا معاملہ اپنی جگہ مسلم ہے لیکن عقیدت و احترام

میں ہمیں نسبت رسول ﷺ کا حوالہ ہی کافی ہے۔

ہمیں ان ہستیوں کے بارے میں زبان درازی سے پہلے اپنی حیثیت کو پرکھنا چاہیے۔ اپنی علمیت و کردار اور حیثیت و اختیار کو ملحوظ رکھتے ہوئے گفتگو کرنی چاہیے۔ اصحابِ رسول ﷺ اور اولادِ اطہار رسول ﷺ کا مقام و مرتبہ افضل و اعلیٰ ہے۔ بقول انجم نیازی:

یہ سورج ستاروں سے کم تو نہیں ہیں
یہ روشن مناروں سے کم تو نہیں ہیں

تمہیں کیا خبر کیسے انسان تھے وہ
درِ مصطفیٰ ﷺ کے ہی دربان تھے وہ

تمہاری وہاں تک رسائی نہیں ہے
زمین و زماں تک رسائی نہیں ہے

"کسری العرب"، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ (احوال، آثار، مناقب) حافظ صاحب کی لاجواب کاوش ہے۔ یہ کتاب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں ایک نذرانہ عقیدت ہے۔ اللہ رب العزت اُن کی اِس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

راقم اُن کے اِس کام پر اُن کو سلام پیش کرتا ہے کیونکہ ایسی کتب کی اشاعت بہار کے خوشگوار و معطر جھونکے کی مانند ہے۔ جو بیمار دلوں کے لیے باعث شفا اور اور ایک محبت بھری صدا ہے۔

ڈاکٹر محمد ساجد نظامی

خانقاہ حضرت مولانا محمد علی مکھڈی، مکھڈ شریف (اٹک)

خَاکْسَارَمْ مَنْ بَعِشْقِ بُوتُرَاب

الحمد لله وحده والصلاةُ والسلام على من لانبی بعده أمابعد:

راقم کے دیرینہ کرمافرما، یادگارِاسلاف حضرت افتخار احمد حافظ القادری زید مجدہ کا سینہ جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت وتعظیم سے سرشار وآباد ہے تو قلب وروح محبت ومودّتِ اہلِ بیت میں رقصاں ہے۔ موصوف کی کثیر تعداد میں کتب مختلف عنوانات پر شائع ہونے کے بعد اصحابِ علم ودانش سے داد وتحسین اور عوام میں خوب پذیرائی حاصل کر چکی ہیں۔ جناب کی ساری زندگی سیاحت میں گزری ہے جس کے نتیجے میں چند ایک کتب سفرناموں پر بھی مشتمل شائع ہوئی ہیں۔

قبلہ افتخار احمد حافظ قادری صاحب ایک عظیم مدنی شخصیت شیخ طریقت **السید تیسیر محمد یوسف الحسنی السمهودی المدنی مدظله العالی** کے دست حق پرست پر بیعت اور فیض یافتہ ہیں، علاوہ ازیں **شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، مولانا جلال الدین محمد رومی اور سیدی شیخ ابوالحسن خرقانی** رحمۃ اللہ علیہم کے فیوضات کے بھی اَمین ہیں۔

ممدوح کی کتاب ہٰذا ''**کسری العرب**'' حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے احوال وآثار اور مناقب پر مشتمل ہے اور یہ حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ اقدس میں افتخار احمد حافظ قادری صاحب کا گلدستہ عقیدت ومحبت ہے، خاکسار دعا گو ہے کہ کتاب ہٰذا مصنف کے لئے ذریعہ نجات ہو، آمین۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعظیم وتوقیر کے متعلق حضرت سہل بن عبداللہ تستری کا قول یہاں نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں، آپ فرماتے ہیں:

لم یؤمن بالرسول من لم یؤقر أصحابه . . .

کہ جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی توقیر نہیں کرتا اس کا

آپ ﷺ پر ایمان ہی نہیں۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ و حاشیة الشمینی)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت ثابت ہے اور ہم پر جس طرح تمام صحابہ کی توقیر واجب ہے بعینہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی توقیر و تعظیم بھی واجب ہے۔

متقین کے رہبر و رہنما سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تعلیمات ہمارے لیے مشعل راہ ہیں اور ان پر عمل پیرا ہو کر ہم یقیناً اپنی دنیا و آخرت کو سنوار سکتے ہیں۔ مشاجراتِ صحابہ وحضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق راقم کا عقیدہ وہی ہے جو پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے۔

کبھی بہکاوے میں میرا عقیدہ مر نہیں سکتا

بہ فیض قادریت میری وابستگی زندہ ہے

اللہ تعالیٰ ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور ہمیں نسبتوں کے ادب کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

عثمان القادری الاکبری

از شہرِ اقبال، سیالکوٹ

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصی ونسلم علی رسول النبی الامین ﷺ واصحابہ اجمعین

تقدیم

کسریٰ العرب ۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

جناب افتخار احمد حافظ قادری زید مجدہ کسی تعارف کے محتاج نہیں ۔ آپ مملکت خداداد پاکستان کے شہر راولپنڈی میں رہتے ہیں لیکن آپ کا رابطہ دنیا بھر کے اہل علم وفضل سے ہے، آپ کو عشق رسالت مآب ﷺ کی دولت بے بہا ورثے میں ملی ہے ۔ مدینہ منورہ کی معروف علمی وروحانی شخصیت فضیلۃ الشیخ حضرت السید تیسیر محمد یوسف الحسنی السمہودی المدنی دامت برکاتہم العالیہ کے دست حق پرست پر آپ کو شرف بیعت حاصل ہے ۔ جو حضرت علامہ الشیخ نورالدین علی بن احمد الحسنی السمہودی رحمۃ اللہ علیہ (مصنف ''وفاء الوفاء باخبار دارالمصطفیٰ متوفی 911 ھ، مدفون جنت البقیع شریف) کی آل میں سے ہیں ۔

افتخار احمد حافظ زید مجدہ پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم ہے ۔ آپ کو مختلف زبانوں مثلاً پنجابی، اردو، عربی، فارسی اور انگریزی میں عبور حاصل ہے، آپ نے کئی بین الاقوامی علمی کانفرنسوں میں شرکت کی اور مقالات پڑھ کر داد وتحسین حاصل کی ، 1986ء میں فریضہ حج کی ادائیگی کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے اور کئی بار مدینہ منورہ میں بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضری سے مشرف ہوئے ، قلم وقرطاس سے آپ کا نہایت گہرا تعلق ہے، آپ نے جس موضوع پر بھی قلم اٹھایا، لکھنے کا حق ادا فرما دیا، مختلف رسائل وجرائد میں آپ کے مضامین ومقالات شائع ہو چکے ہیں ۔

مختلف موضوعات پر آپ کی 59 کتابیں شائع ہو کر سامنے آ چکی ہیں ۔

آپ کی ہر کتاب ہی میں عشق رسالت مآب ﷺ کے عناصر نمایاں طور پر موجود ہیں، سیر وافی الارض کے حکم خداوندی کے تحت آپ نے دنیا بھر کی سیر وسیاحت کی۔ آپ دنیا بھر کے اولیاء کرام کے مزاروں پر حاضر ہوئے، اہل علم وفضل سے ملاقاتیں کیں اور ان سے اکتساب فیض کیا، آپ جہاں بھی گئے وہاں اپنی یادوں کے نقوش چھوڑ تے گئے اور وہاں کے حسین نظاروں کو نہ صرف کیمرے کی آنکھ میں محفوظ کرتے گئے بلکہ اپنی آنکھوں میں بھی سماتے گئے، پھر اپنی ان حسین یادوں کو صفحہ قرطاس پر بھی لاتے گئے اور اپنے ہر سفر کی رودادِ دل پذیر سناتے گئے۔ آپ نے اپنے ہر سفر کی روداد کچھ اس انداز میں قلم بند فرمائی ہے کہ اسے پڑھنے والا اپنے آپ کو ان کا شریک سفر تصور کرنے لگتا ہے۔ اللھم زد فزد۔

آپ ابھی تک مملکت خداداد پاکستان، افغانستان، مدینہ منورہ، مراکش، ترکی، ایران، عراق، شام، ازبکستان، کے اسفار کی تفصیلات شائع ہو کر سامنے آئی ہیں۔ درود وسلام آپ کا خاص موضوع ہے دنیا بھر سے نادر و نایاب درود وسلام کی کتب کو نہایت احسن طریقے سے سامنے لانے میں مصروف ہیں۔ اس حوالے سے آپ کی کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

افتخار احمد حافظ صاحب زید مجدہ ایک راسخ العقیدہ سنی مسلمان ہیں۔ سرکار دو عالم نور مجسم حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی اہل بیت اطہار اور صحابہ کبار سے آپ کی محبت وعقیدت قابل تحسین اور قابل رشک ہے۔ اس حوالے سے مناقب والدین مصطفیٰ ﷺ، شان خلفائے راشدین بزبان سید المرسلین ﷺ، شان بتول بزبان رسول ﷺ، فضیلت اہل بیت نبوی ﷺ، مومنین کی مائیں کافی مشہور ہیں۔

پیش نظر کتاب **"کسریٰ العرب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ"** آپ کی

ساٹھویں60 کتاب ہے۔ پیغمبر آخر الزمان حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے نہایت واضح الفاظ میں فرمایا ہے، **اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم** میرے اصحاب (رضی اللہ عنہم) ستاروں کی مانند ہیں پس تم ان میں سے جس کی اقتداء کرو گے، ہدایت پاؤ گے۔

ایک دوسری حدیث میں فرمایا **ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک** تم میں میرے اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے جو اس میں سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہو گیا۔ ان دونوں احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

اہل سنت کا ہے بیڑا پار، اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

الحمد للہ! ہم محبت اہل بیت کی کشتی میں سوار ہیں اور اصحابِ رسول جو ستاروں کی مانند ہیں کی رہنمائی میں منزل کی جانب رواں دواں ہیں اور ان شاء اللہ ہم ساحل مراد تک ضرور پہنچیں گے۔ اور ہمارا بیڑا پار ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جب بھی ذکر کریں تو خیر ہی کے ساتھ کریں۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جو بھی مشاجرات اور مجادلات ہوئے ہیں اُن کو ہرگز ہرگز زیر بحث نہ لائیں۔ اُن پر کف لسان اختیار کرنے کا حکم ہے۔

حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جو کچھ ہوا، اس پر ہمارے اکابرین کا فیصلہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ حق پر تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خطا پر تھے اور ان کی یہ خطائے اجتہادی تھی۔

اس سے زیادہ بحث وتمحیص مناسب نہیں ہے۔ پھر دونوں کا کوئی تقابل بھی نہیں ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا مقام ان سے بہت ہی اعلیٰ ارفع ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ایک مشہور صحابی رسول ہیں۔ کاتب وحی ہیں۔ ان کی ہمشیرہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ہمارے پیارے نبی حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں شامل ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اول ملوک اسلام اور سلطنت محمدیہ کے پہلے بادشاہ ہیں۔ انہوں نے بے شمار فتوحات حاصل کیں اور اسلامی سلطنت کو وسعت دی۔

پیش نظر کتاب ''کسریٰ العرب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ'' نہایت محبت وعقیدت سے ترتیب دی گئی ہے، زبان نہایت ہی سادہ اور عام فہم ہے۔ عنوانات قائم کر کے کتاب کو قاری کے لئے نہایت جاذب نظر اور دل کش بنادیا ہے۔ شجرہ نسب، ولادت، اسم مبارک، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت سے رشتہ داری، والدین کریمین، برادران ، ہمشیرگان، ازواج واولاد، قبول اسلام، کاتب وحی، خال المومنین، فضائل، طعن کرنے والوں کا انجام، حضرت غوث پاک کا حکم، الکف عما شجر بینھم و اظھار فضائل و محاسنھم، غزوات میں شرکت، شام کی ولایت، صلح، فتوحات، اہل بیت سے محبت و خدمت وصال، مزار مبارک، جیسے عنوانات قائم کر کے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نہ صرف حیات وخدمات بلکہ آپ کے فضائل وکمالات بھی سامنے لائے ہیں۔

مناقب پر لکھی جانے والی عربی کتب، حوالہ جات، کتابیات اور آخر میں مختلف ارباب علم وفضل کے تاثرات وجذبات بھی دیئے ہیں جن سے اس کتاب کی اہمیت وافادیت دوچند ہوجاتی ہے۔

صحابی رسول، کاتب وحی حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پھیلائی

گئی غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے اس کتاب کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ ایک صحابی رسول کے احوال، فضائل اور مناقب پر ایسی عمدہ اور اعلیٰ کتاب لانے پر افتخار احمد حافظ زید مجدہ کی خدمت میں فقیر ہدیہ تبریک اور مبارک باد پیش کرتا ہے۔ **اللھم زد فزد۔**

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل آپ کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے اور اسے شہرت عام بخشے۔ نیز ان کے علم و قلم سے مزید برکتیں عطا فرمائے، انہیں ہمیشہ شاد و آباد رکھے اور دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ و اصحابه و ازواجه و ذریته و اولیاء اُمته و علمائے ملته اجمعین .

دعا گو و دعا جو

احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

''خلیفہ مجاز بریلی شریف'' سرپرست اعلیٰ ماہنامہ مجلّہ الخاتم انٹرنیشنل،

سرپرست اعلیٰ ''ہماری آواز'' مدیر اعلیٰ ''الحقیقہ''

ادارہ فروغ افکار رضا و ختم نبوت اکیڈمی

برھان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان پوسٹ کوڈ 43710۔

تمام غوث ، ولی رشک سے نہ کیوں دیکھیں

صحابیت کا اُنہیں مرتبہ ملا ہوا ہے

مقام غوروفکر

بندہ مومن ہو اور نبی کریم ﷺ کے فرمان عالیشان سے سر مو انحراف کرے تو مجھے یہ بات ہضم نہیں ہوتی۔ جب نبی کریم ﷺ کی صلح والی حدیث کا مصداق بنتے ہوئے حضرت امام حسن علیہ السلام نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کر لی تو اہل بیت کا غلام ہونے کے ناطے مجھے اپنے آقا ﷺ کے فیصلے پر اعتراض کرنے کا حق نہیں۔ حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حق کے ساتھ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے ہیں امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کے ساتھ جنگ کی لہٰذا مجھ جیسے اُن کے ادنیٰ غلام کی بھی یزید کے ساتھ جنگ ہے اور دوسرے بیٹے جناب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کی لہٰذا میرے جیسے غلامانِ امام حسن رضی اللہ عنہ کی بھی اُن کے ساتھ صلح ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عام انسان کا رتبہ بہرطور ایک ادنیٰ درجے کے ولی سے کم ہوتا ہے اور اعلیٰ سے اعلیٰ ولی بھی کسی تبع تابعین کے مقام کو چھو بھی نہیں سکتا اور تبع تابعی کسی بھی تابعی کا مقام نہیں پا سکتا۔ اس لئے کوئی تابعی کسی صحابی کے مقام و مرتبے کو حاصل نہیں کر سکتا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ایک صحابی ہیں اور اس لحاظ سے اُس تعظیم سے زیادہ قابل تعظیم ہیں جو کسی بھی اللہ کے ولی کا استحقاق سمجھی جاتی ہیں اسی طرح یہ بات مسلمات اسلام میں سے ہے کہ سوائے کفر اور شرک کے کوئی گناہ بھی کسی صحابی سے شرفِ صحابیت زائل نہیں کر سکتا اور مزید یہ دین اسلام میں کسی کافر کو بھی

گالی دینا جائز نہیں۔ اسلام امن ومحبت کا دین ہے اور اسی کا درس دیتا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کاتب وحی مقرر کیا اور انہیں اپنے فرامین وخطوط لکھنے پر مقرر کیا۔ کیا غیب دان نبی کو ان کو کردار کے بارے میں علم نہیں تھا؟ جو نبی یزید کے بارے میں خبریں دے رہے تھے انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا کردار کیونکر چھپایا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرح فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا اور اس گروہ میں شامل ہوئے جن کے ایمان کی گواہی قرآن مجید نے دی یعنی اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر اسلام لانے والوں کو وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا. فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَاسۡتَغۡفِرۡهُ. اِنَّهٗ کَانَ تَوَّابًا کی سند عطا فرمائی۔

حقیقت یہی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرح آپ رضی اللہ عنہ بھی بہت قبل اسلام قبول کر چکے تھے لیکن جس طرح حضرت عباس نے اعلان نہ کیا اسی طرح حضرت امیر معاویہ نے اعلان نہ فرمایا اور اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ فنون حرب و ضرب میں ماہر ہونے کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر، جنگ احد، جنگ خندق اور صلح حدیبیہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف حصہ نہیں لیا۔

اس بات میں شک نہیں کہ آپ یزید پلید کے والد ہیں لیکن اسلامی قانون اور دنیا کا دستور بھی ازل سے آج تک یہی رہا ہے کہ کسی بھی بالغ اولاد کے قول وفعل کا ذمہ دار اس کا باپ نہیں ہوتا اور یہی اسلام کا قانون ہے اور دنیا میں اس وقت تمام ممالک کا بھی یہی قانون ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں شام کی طرف بھیجے لشکر کے ہراول دستے کا حصہ رہنا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت

میں گورنر شام بننا اور روم کی سرحدوں پر جہاد کر کے متعدد شہر فتح کرنا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں عموریہ تک اسلام کا پرچم لہرانا، قبرص فتح کرنا جس سے مصر و شام کی فتح کا دروازہ کھلا، 500 جہازوں پر مشتمل بحری بیڑہ تیار کرنا۔

چند نئے قلعے تعمیر کرا کر اُس میں مستقل فوجیں متعین کرنا، دنیا کو منجنیق کا بنانا اور اسے استعمال کرنا سکھانا، مستقل فوج کے علاوہ رضا کاروں کی فوج بنانے کا تصور دینا، بحری بیڑے قائم کر کے باقاعدہ بحری فوج (نیوی) کا شعبہ قائم کرنا، جہاز سازی کی صنعت میں اصلاحات کرنا اور باقاعدہ کارخانے قائم کرنا، قلعے بنانا، فوجی چھاؤنیاں قائم کرنا اور ''دار الضرب'' کے نام سے شعبہ قائم کرنا، امن عامہ برقرار رکھنے کے لئے پولیس کے شعبے کو ترقی دینا جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قائم کیا تھا اور دار الخلافہ دمشق اور تمام صوبوں میں قومی و صوبائی اسمبلی کی طرز پر مجالس شوری قائم کرنا آپ رضی اللہ عنہ کے وہ زندہ و جاوید کارنامے ہیں جن سے کسی طرح انکار ممکن نہیں۔

حافظ افتخار احمد قادری بہت سے کتابوں کے مصنف ہیں اور ان کی یہ کوشش اعلائے حق کے لئے خالص رہی ہے۔ درود شریف کے حوالے سے بھی انہوں نے ایک انسائیکلو پیڈیا مرتب فرمایا ہے۔ حضرت امیر معاویہ کے حوالے سے ان کی یہ تازہ کاوش ہے جو سابقہ کتب کی طرح بے سر و پا قصوں کی بجائے مستند حوالہ جات پر مبنی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو ہدایت فرمائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

کوثر عباس علوی، پی ایچ ڈی سکالر
انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

نسب و نسبتِ رسول ﷺ کا حیاء

لمحۂ فکریہ

حضرت امام حسین کے صاحبزادے علی بن الحسین رضی اللہ عنہما المعروف بہ امام زین العابدین سفر کے دوران اپنا نسب پوشیدہ رکھتے تھے اور جب آپ رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا گیا کہ دورانِ سفر آپ اپنے ملنے والوں سے اپنا نسب کیوں چھپاتے ہیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نام پر ایسی چیزلوں کہ جیسی میں دوسروں کو نہیں دے سکتا۔

حضرت جویریہ بن أسماء فرماتے ہیں:

ماأكل علی بن الحسين بقرابته من رسول الله ﷺ درهماً قط

حضرت علی بن الحسین (امام زین العابدین) نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی نسبت کی وجہ سے کبھی ایک درھم بھی نہیں کھایا۔

نام کتاب	جلد نمبر	صفحہ نمبر
البداية والنهاية (ابنِ كثير)	12	487
تهذيب التهذيب (ابنِ حجر)	7	305
تاريخ دمشق (ابنِ عساكر)	41	377
سير أعلام النبلاء (الذهبي)	4	391
تهذيب الكمال (المزي)	20	389

(سبحان الله و بحمده سبحان الله العظيم)

سبب میری تالیف کا ہے یہی
مجھے بخش دے داورِ ذوالجلال

حضرت امام نسائی کا عقیدہ مبارکہ

حضرت امام ابو عبدالرحمٰن النسائی سے رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال کیا گیا جس پر آپ نے فرمایا:

"انما الاسلامُ کدارٍ لها باب ، فبابُ الاسلام الصحابة ، فمن آذى الصحابة كأنما أرادَالاسلام ، كمن نقر الباب انما يريد دخول الدار ، قال ، فمن أراد معاويه كأنما أراد الصحابة"

اسلام کی مثال گھر کی طرح ہے جس کا دروازہ ہے، صحابہ کرام اسلام کا دروازہ ہیں جو کوئی صحابہ کرام کو ایذاء پہنچاتا ہے تو اس کا ارادہ اسلام کو ہدف بنانے کا ہے جیسے کوئی دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو وہ گھر میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہے، فرمایا: اسی طرح جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتا ہے تو وہ صحابہ کرام پر اعتراض کا ارادہ رکھتا ہے۔

❁ تہذیب الکمال (یوسف المزی الحافظ) جلد نمبر 1، صفحہ 339 ❁

❁ تاریخ دمشق (ابن عساکر) جلد نمبر 71، صفحہ 176 ❁